ومن يتوكل على الله فهو حسبه

[illegible]

١٢٥٢

[illegible] مصطفى [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بھولو نہ وظیفہ سحر و شام خدا کا
مین نے تجھے پیدا کیا مین ہون ترا رازق
محتاج کو محروم نہ رکھ اپنے کرم سے
دلجوئی فقیرونکی ہی خوشنودی خدا
رکھتے ہین شریعت جسے وہ راہ خدا ہے
ما ینطق ملحوظ بلا شک رہی دلمین
نعمات الٰہی کا ہمین شکر ہی اجب
افسوس کہ غافل ہین ہم یاد سے اسکے
آلودہ گناہونسے رہی ذلت انسان

ہر وقت رہے ورد زبان نام خدا کا
سب بندونکو آیا ہی یہ پیغام خدا کا
سایل کی بہا لیکو ہی جام خدا کا
تکریم غریبونکی ہی اکرام خدا کا
دین خدا کا ہی یہ اسلام خدا کا
فرمودہ محبوب ہی اعلام خدا کا
بندونپہ ہی احسان کرم عام خدا کا
ہر وقت کرینگے کرد و ورد ام خدا کا
[illegible] نزول انعام خدا کا

تقلید کرو احمد جیسی خدا کی [illegible]
[illegible] نام خدا کا

[illegible]

[illegible]

فلک ہی قمقمہ خورشید شعلہ شمع مرقد کا
شفاعت ایک جوہر ہی تری آئینۂ خد کا
سجاؤ نکا زمانی ہین تری دین محمدؐ کا
تو ہی عقدہ کشا ہی میری اس قلب معقد کا
خطر کیا گو فلک شیشہ بنا ہی ساعت بد کا
کہ مین مدحت سرا ہون سب نبیونکی سرہد کا
زبان و لب بہ ہولین مری دم کلمہ محمدؐ کا
مری اولاد ہو ممدوح صدقہ آل احمد کا

زیادہ روضہ رضوان سی [illegible]
نجات عاصیان موقوف ہے
پڑا سکہ تری کلمی کا دلیرانہ [illegible]
سوا تیری کشایش کے توقع کس
محافظ ہر گہڑی کلمہ ہی تیرا [illegible]
سرافرازی مجہی سب شاعرون مین [illegible]
خداوندا ولائی آل سی [illegible]
مری مان باپ ہون [illegible]

[illegible] معصوم کو ہر حال مین حامی
[illegible] ہی کیا شکر اس احسان مجید کا

۳

ہوتا ہی سرمہ چشم مہ و آفتاب کا
ہر خود آہنی کو ہی رتبہ حباب کا
قبضہ ہی ست پاک مین سیف شباب کا
گردون ہی پیش خیمہ نکالا جناب کا
معمور موتیون سی ہو کیسہ حباب کا
ہر ہی کہ دوش پر ہی قرابہ گلاب کا
چہینتین گی کیا شکار بہجنگی عقاب کا

اڑتا ہی [illegible] غبار [illegible] ب کا
کیا موج [illegible] انقلاب عالم ہی آب کا
[illegible] دلی خضاب کا
لازم ہی جو [illegible] کی سیر کو
نیسان [illegible] کا گر قطرہ [illegible] ہو
خوشبو مین [illegible] ہی
[illegible] نہین سکتی [illegible]

[illegible]

بہا ئی امید وار می خوشگوار ہوں
استاد جبرئیل سی ہین وس یاب ہوں
کیا ہی بہار پر ہین ریاض مرتضی
اوسکے فرات فیض کو کیا آج موج ہے
قوت وہ دی جو نرم کو غالب ہو سخت پے
جاتے ہی تار نور ہوی ارض پاک نیں
دل مومنوں کی گرم زیارت ہیں یا امام
یارب یہ عید مومنوں کو سازوار ہو
عندلیب البیان ہی تیری محبت مین ملک

دل ہو گر ہے کباب شعار...
ام ... نا ... کی میری ...
ایسا ... ہشت ... بخشیدہ
ای ... گمان بھی ...
مجلس ... نکری موج ...
موتی سارنگ ہو گیا ہین
عالم ہی ... اضطراب ... اک ...
صدقہ جناب شاہ ولایت ...
عالم ہی تجھ مین شان کا ...

ای بحر جبسے اوسکی محبت ہے جوش مین
ہر اک لہو کا قطرہ ہی دریا ثواب کا

بحر روشنی طریقہ ہے رسول اللہ کا
کھولا آزاد دون تی قفل قل ہو اللہ صمد
رہروان عشق کی حق مین تم بھی تم ہی
اہل بازار جہان گندم نما ہین جو فروش
تارک دنیا کسی ملت مین بیگانہ نہین
چھپ گیا کحل ہر ابراہیم کا رو سیاہ

یا ... ہے ... مرہم ...
ہو گیا مفتاح ہاتھی ...
رہ ... تا تا ہے شہا ...
غافلو ... کب ہو ...
لا الہ کی ... گزرتا ہی ...
راہ لیا دردیش کی ... فی پردہ ...

[illegible]

[illegible]

تجھ سا سوسن نے ایسی شام دکھلائی مجھے
زخم کا نئے کی جگہ میں ہین گلونکی داغ ہین
آمد فصل جنون سے تا گھا فر بند نماز
میری پہلو مین اگر سوئی نہ وہ آرام جان
وہ بہار آئی کبھی نہ تھی ہوئی ہنسی لگین

چاندنی کی پہول پر دہوکا ہوا مہتاب کا
شکوہ اعدا کرون مین یا گلہ احباب کا
طوق گردن سی اوتار اچہا ہی محراب کا
خواب مین بہی آشنا ہون مین فرش خواب کا
حوض کا فوارہ ہی جائی کنول تالاب کا

بحر تیری دیدہ و دل کیا بلا انگیز ہین
آہ مین آندہی کا عالم اشک مین سیلاب کا

اللہ نے جمال دکھایا حبیب کا
افسوس ہمنی خط غلامی دیا وہی
معشوق کی ستم کی حلاوت نہ پوچھیے
سنتا ہی کون تا قلعے مین نالہ جرس
بیمار ہجر کی ہی دعا وصل کا پیام
ساقی سے کوئی کہدی کہ اتنا خیال
تیرے سے ہو دولت دیدار یار ہی
انسان پہ کہلی جو نصیحت کا ذائقہ
عتاب لب معشقہ خط ہی دوا جمال
مقبول کوی عرض گنہگار کی نہین

منہ دیکہکر اوٹہی تہی کسی خوش نصیب کا
لکھوالیا نہ اوس سے مچلکا رقیب کا
شربت ہی جام گل مین لہو عندلیب کا
شور فغان ہی بادہوائی غریب کا
مکتوب یار ہی مجھے نسخہ طبیب کا
نازک ہی شیشے سے بہی سودا دل غریب کا
دروازہ کہل گیا ہی ہماری نصیب کا
نعمت سمجہ کی کہا ہی طرا [illegible] ادیب کا
نقش جمال یار ہی [illegible] طبیب کا
[illegible] یار تیری جائی حبیب کا

ردیف الف

[illegible]

ایکدن ہو جاوی گا روشن سیہ کاریکا حال
ہماتا ہوں میں تیری آس و منت کو ای فلک
کیا تعجب حسن جانان اگر ہو تیری گزند

دو دو نون جلوہ ہین جو ہر یدی بن کی جو اسا
میری ذستی کی لیپی بالا ہی جو اسا
خال میں ... کا جو ... اسا

سانپ کی کاچلی پہر آئی ... صفحہ ... میں
سحر نی پہر تو ... کا

٨

بشر روز ازل سی شیفتہ ہی شان شوکت کا
ازل کی دن سی غم مشتاق تہا جوہر یری خلقت کا
مقدر نی دیا ہی ہاتہ میں کاسہ بلاکت کا
رہی سینہ سپر ہر دم یہ جوہر ہی محبت کا
دکہایا ادس نی بن کر وہ جلوہ اپنی صورت کا
خدا آیا در کہی الکہوں کے خوشنما جو نکو
شب وصلت تری جاتی جاتی اندہا اگر کہی سچ کو
مری بس پہ نہ چارا آنسو بہائی ...
جلائی دوست پا ٹہنڈا اگر ہی ...
تہو کا فرق نقطی کا ملا کر دیکہ لی کوئی
جو شامل ہی کرم اوسکا تو کیا غم ہی ... کا
ثمانی ...

عناصر کی مرقع میں پہر ...
بنایا آنسو ونسی گوندہ کر پتلا ...
گدا ہوں ادس ... کا
کبہی لوہا نہ مانا یار کی تیغ عداوت ...
کہ پانی پہر گیا آئینی پہ دریا کی حیرت ...
ہر اک گہر خانہ شادی ہی ...
تم اب پہر اکر وصل ...
ہوا ثابت کہ پانی بہہ گیا چشم مروت کا
نہ دو رخ سی کبہی نفرت ...
مری اعمالنامی سی نوشتہ میری ...
سیہ نامی سی اپنی کام لونگا ...
لہو کی گہونٹ پینی ... ملنا ہی ...

[illegible]

ایسی جھوٹی ہوا گر سچ بھی کبھی ہو بولتے
اعتبار آتا نہیں صاحب تمہاری بات کا

یار تکلوں نہیں بنی کالی بوسہ لیے
تم جو اپنی گونگی ہو ہیں بھی ہون اپنی گھات کا

اہل دنیا خوش ہوں یا ناخوش نہیں مجھ پروا نہیں
اسرار کہتا ہے یہ بندہ خدا کی ذات کا

جب تمہاری کاکل کی بجلی چمک کر رہ گئی
میری آنکھوں نے سماں دکھلا دیا برسات کا

قامت جاناں ہی سبیل منزل دل جھی
کاکل شبگوں ہی جادہ وادی آفات کا

تاش کا موافق جوٹی میں مقرر چاہیے
چاندنی سی اوڑھنی ہوتا ہے جوبن رات کا

بحر اپنی اپنی قسمت ہے شکل مہر و ماہ
زر اوسی بخشا اسے کاسہ دیا خیرات کا

ردیف الف

خدا علیم ہے ہر شخص کے بناوٹ کا ۱۰
کہو نماز یو سجدے کیے کہ سر ٹپکا

جواب ہو نہ سکا تیری زلف کی لٹ کا
کمل کی سانپ نے باندھی ہی لاکھ سر ٹپکا

کبھی لبوں پہ رکا سینے میں کبھی اٹکا
تمہاری واسطے کیا کیا نہ شکوہ جی ہٹکا

ورد میں کے لیے خامشی مناسب ہے
بھی ہے قفل نہیں جس میں کھیل کا کھٹکا

بوقت خواب جو زانو صنم کا یاد آیا
اوٹھا سرہانے کے تکیے سے شعلہ مرگھٹ کا

سنائی اپنی کمک یا دلوں نے ایسا مجھے
صراحیوں کی گلی کا بھی ہیں سیوں کھٹکا

عبث رقیب کو ہی فکر آتش افروزی
یہاں کہ رنگ ہمارا جما نہ پھر چٹکا

دو والی اوسنی پہری جان بیچ بیٹھے ہم
چراغ گور ہمارا دیا ہے جگمٹ کا

ٹری جو دوست تو جھک کر اڑیں یہ آرام
وہ ٹہاٹہ باندھے چاکی ہو نہ پالٹ کا

[illegible]

شور ہے اوس سبزۂ رخسار کا
آج طوطے بولتا ہے یار کا

کس ادا سے ہاتھ رکھا قبضے پر
پڑ گیا بسمل میں دم تلوار کا

اشک بی تاثیر سے ہوں آب آب
عقدہ ہوں میں آنسوؤں کی تار کا

بجھ گیا میرا چراغ زندگی
دیکھکر وہ قمقمہ رخسار کا

کس مرض کی ہی دوا عناب لب
خط رخ نسخہ ہے کس بیمار کا

اب کی ایسی جا رہی فصل بہار
گل ہی تجھ لہ زبان خار کا

ابرو غلمان سے ہے وہ محراب در
زلف حور اسا یہ ہی دیوار کا

لینی والی لیگئے ہوش و حواس
بک گیا سودا مرے بازار کا

جب میں نکلا خلق نے گھیرا مجھے
میرا سودا قرض ہے بازار کا

جو ہی جنت ہی جیری صیاد کی
میری گردن پر ہی حق گلزار کا

آبکاری کی ہو خدمت بحر کو
ناخدا ہے کشتی میخوار کا

جو کوئی فاتحہ کو آئی نام نہ لی بہار کا
کانٹو نہ کھینچی گا جبھی سبزہ مری مزار کا

واہ رے عشق دیکھنا باغ کی سمت اوٹھ چلا
پر بہی قفس ہی جو گرا بلبل بیقرار کا

جو شمیں سیاہ دن آچکا بہادوں میں سن تھکا
ہو نہ سکا مقابلا دیدۂ اشکبار کا

چوم کی پاؤں آسیا ڈہونڈھ وسیلہ رزق کا
شکوہ زبان پر نہ لا گردش روزگار کا

وعدہ ہوا ستم ہوا دیکھی کب وہ آئی گا
آنکھوں میں دم ہی آ رہا صدمہ ہے انتظار کا

آغاز جوانی ہی مین پیرانہ سری ہے		وہ شام ہماری ہی کہ عالم ہی سحر کا

ای بحر نہ لی عارض محبوب کا بوسہ
شبہہ ہی مجھی کان کی مچھلی پہ بگر کا

۱۵

چلہ کش زاہد ہوا مشتاق ہوکر حور کا | کیا سہام اللیل سے تاکا نشانہ دور کا
اک نہ اک دن خاتمہ ہی عاشق مہجور کا | ناتوان پروانہ ہی فیل شب دیجور کا
دید کی طالب کو چشم معرفت بین چاہیے | آتش ہر سنگ مین جلوہ ہی برق طور کا
دل داغ اونکی خنک ہین جو ہین قید ... | تیرا سایہ مشک ہی لیکن اثر کافور کا
ہوگئی میٹھی نگاہ یار پیتی ہی شراب | ذائقہ دینی لگی بادام چشم انگور کا
نیش مژگان اوسکی آنکھون نے چبھویا | سینہ سوراخون سی چھتا بنگیا زنبور کا
ایکدن ٹوکا تھا اوسکی شعلۂ رخسار کو | بھردیا لوگون نی انگارون سی منہ تنور کا
رنج ہوتا ہی اگر دلکو تو روتا ہی بشر | آنکھ سی بہتا ہی پانی قلب کے ناسور کا
خود بخود محشر مین جاگینگی خفتگان ناز کش | کان پر جون بھی نہ رینگی سنکی نالہ صور کا
کون دنیا مین بٹاتا ہی کسیکا درد دل | کون سر پر بوجھ لیتا ہی کسی مزدور کا
دل جلاتا ہی کبھی دل ٹھنڈا کرتا ہے کبھی | گاہ بنتا ہی وہ شعلہ گاہ بنگا نور کا
عہد طفلی سی سہی ہین ... عشق بتان | اوسکی مٹی کی بنی ہی پر گمان تہا صور کا
تیری ششتونسی لہو کی سیل جاری ہوگئی | تیغ کھینچی تو نی قشقہ کھینچکر سیندور کا
سرمی کا دنبالہ کیونکر نیش عقرب ہوگیا | یہ شگوفہ ہی تمہاری نرگس مخمور کا

بھیگی جب کر مجھی پانی سی تیلا کر دیا
کان بجتی ہین صدا جھنکار کی سنتا ہون

کچھ نہین سکتا جفا سی چشم فتان رہی
شمع روشن کی کبھی گھر مین جو اوس گلبدن نے

دھوپ مین جب یار نکلا رنگ تن اوڑ گیا
بیٹھ کے خط کیا جانی کیا چھٹی پائی اسکو

آدمی کیا دیو ہوتا ہی اطاعت سی مطیع
سلطنت کرتا ہی اپنی بوریے پر فقیر

شکر ہی جس سی کبھی مین وہ کام اچھا نہین
واہ کس قاتل ادا سی تیغ کھینچی یار نے

خندہ دندان نما کرتی ہین محبوب سب ہم
جان کا تن سی نکلنی کو نہین جی چاہتا

جب جوانی کی حلاوت پیر کرتی ہین بیان

اب بھی روتا ہی اپنی اشک
غل مچا رکھا ہی کسکی زلف
ہونٹھ سی دیتا ہی ڈورا مرے
کام شقا رعنا دل سے لیا
جب عشق آیا اوسی رعن کھینچا
وہ صنم نا خواندہ ہی موقع نہین
یہ ہماری تجربی مین ہی عمل
چھوکر عالم کو پایا رتبہ
بار الہا عفو بدلا ہی مری تقصیر
بسملونکی حلق سی نعرہ ہوا
کیا اثر جاتا رہا ہی نالہ شبگیر
کیا محل عجب ہی کیا کہنا
ذائقہ ہونٹھونکو ملجاتا ہے

طفلی و پستان دایہ شان رزاقی ہی بحر
ایک قطرہ کو دیا ہی رزق دریا شیر کا

کسطرح سوراخ سینہ ہو کسی بے پیر کا
گو وہ چپ بیٹھا ہی شوخی کی باتین ہین بڑے

| ١٨ |

تیر نگاہ ہے ہماری آہ سے
بے لب خاموش ہر عالم لب

مقصد دارین حاصل ہی عشق ہی اگر
حسن کے آتش کو بھڑکاتی ہین سب ناز و ادا
جنکو ہی ہٹی کبھی بھاوتی زیب ہین
آب ہی آئینہ سنگین ہے جسکے روبرو
ڈوبتی ہی کشتی عمر روان عاشقان
قطع کر ڈالی چھری لیکر وہ میری بند بست
خیر ہو عاشقونکی عشق ہی دریا قہر

بادشاہ لافتے کا سید لولاک کا
شعلہ بنکر جلوہ دکھلاتا ہی پتلا خاک کا
دیکھ گل کی بر مین عالم جامۂ صد چاک کا
سامنا ہی آج میری الکو اوس سفاک کا
کیا قدم دریا ہی تیری توسن چالاک کا
بند چھہ لو نہین جو اوس سفاک کی فتراک کا
ٹوٹتا ہی تو ڑکی پانی مین دم پیراک کا

بحر ذوق کر بلا مکنون خاطر ہی اگر
کیسہ دل کو سمجھ صرہ ہی خاک پاک کا

بتو خدا پہ نرکھو معاملہ دل کا
بتو نسے ہی متعلق معاملہ دل کا
چلو بلا سی اگر ہی یہ آستین کا سانپ
خیال زلف مین سینی پہ سانپ لوٹتے ہین
سنو ن تمہاری کہو اپنی کہون حقیقت حال
خدا یہ نالہ و فریاد ساز وار کرے
بھٹک کے کوی گیا دیر کو کوی کعبے
مین عشق قد مین الف کھینچکے ہوا ہون فقیر

۲۰

مرا بھلا یہین ہو جای فیصلہ دل کا
خدا ہی حشر مین بھی ہو جو فیصلہ دل کا
بغل مین پال کی مین کیا کرون گلہ دل کا
دہان یار کا چھالا ہی آبلہ دل کا
تمہین ہے میرے شکایت مجھی گلہ دل کا
کہ دل لگی ہی ہماری یہ مشغلہ دل کا
عجیب بھول بھلیان ہی مرحلہ دل کا
مین زلف یار سی رکھتا ہون سلسلہ دل کا

ای بحر کر خدا پہ توکل حباب وار
خشت جبین سی توڑ پیالہ سوال کا

۲۲

شہرہ شعرا مین ہو مری حسن عمل کا
پہر طور شب وصل مین ہی جنگ و جدل کا
کیا تفرقہ ہی باطن و ظاہر مین تمہاری
اس دل کی عوض مانگتی تقدیر سی تہہ
مین ڈہونڈہتا پہرتا ہون وہ قاتل نہین ملتا
غیر و نسی وہ اب ترک ملاقات کریگی
اندہیر تری حسن جوانی نی کیا ہے
ایجاز جہان کم سخنی ختم ہی تجہ پر
اوقات بسر حسن پرستی مین ہوئی ہی
مرہم کی عوض زخم پر اب چاہیی تیزاب
لیتو نکر ہو محبوب کی باتو نمین حلاوت
اوّل ہے محبت مین گئی منزل اوّل

اللہ کرے خاتمہ بالخیر غز
تم لای حرارہ مری جان آگ
دل سنگ سی بہاری ہی مرے
کیا کیجیی توقع نہین اب
گہہ بہول گئی ہی مری تقد
لکہوایگا او نسی خط رخسا
دو رخط رخسار ہی یا دو
لب بستہ دہن ہی کہ نگینہ ہی
ابروی صنم ہی مری فرد
انگو مین پایا نہ مزا تیغ کی
لب قند مکرر مین دہن چشمہ
کیا مین ہوا ہمکو سفر پہلی

ہم شعر مین ہیی کہ خدا کی ہین ای بحر
تسبیح ہی نام اوسکا وظیفہ ہی غزل کا

۲۳

پیری نی کیا ہی مجہی جہان اجل کا
یہ قد نگون طاق ہی مرقد کا

ہی آج شب عید تری بن قدم سے
عاشور جسے کہتی ہین وہ روز ہی کل کا

ٹیا قہر کی آنکھین ہین جنداجان بچائے
جو پنجۂ مژگان ہی تماشا ہی جل کا

ہٹتے ہی نہین وی صنم سی یہ سیہ رو
ٹکڑی تو بنا رکھا ہی زلفون نی دہندلکا

کیا روز جدائی بہی ہی بی نور و مکدر
خورشید پہ ہو گا ہی کہ ذرہ کوی جہلکا

دل میرا چرایا ہی نہین پوچہتا کوئی
ہے وزد حنا چور تصاری کی عمل کا

ایچہو نسی بُری ملّی بنا لیتی ہین جوڑا
مکّار مہوس ہین زمانہ ہی غل کا

طاعات ریائیکا اثر داغ جبین ہے
اللہ فی کالا کیا منہ اہل دغل کا

اس بحر مین اشعار وہ ہین جنمین مزا ہی
عرفی سے قصیدیکا نظیری کی غزل کا

صلہ ہو وقت مین شاعر نہ ڈہونڈہی شعر موزونکا
25 لکہا ہی مفلس کی قسمت مین دانہ مرغ مضمونکا

کرو مین تیرہ بختی کا گلہ یا دور گردون کا
شب تار سعدی دیکہا نہ منہ روز ہمایونکا

زہی ساقی کہ اپنی بادہ خواران محبت کے
دیا شیشۂ دل مجرونکا ساغر چشم پر خونکا

کسی موقع پر اپنی شہسواری بن نہین پڑتے
الف ہو کر گرا دیتا ہی گہوڑا بخت وارونکا

کبہی تقدیر پر تدبیر کو غالب نہین دیکہا
یہان خشت جبین سی ٹوٹتی ہین خم فلاطونکا

کرو اندیشہ اپنی پستی ہمت سی نہ روالو
لپٹ جائی نہ لتی کوڑیالا گنج قارونکا

دو شالا اوڑہ کر غرا نہ کر ہم چرمپوشو نسے
درفش کاویانی سی ٹپہ ہارتبہ فریدونکا

فریب ق مین جو آنا ہی ہو تو منہ کی کہاتا ہے
آدم باغ سبزی آہر میکو کہیت گیہونکا

اشارے غیر سے کرتی ہو تم ہم سب سمجھتے ہیں
جنون کیا گھر سے باہر پاؤن رکہون شرم آتی ہے

کہو کیہ دین تھا ابرو و کی بیت موزون کا
نہ رستا کوہ کا معلوم ہے مجکو نہ ہامون کا

طبیعت بحر کی روشن ہوئی ہی جب وصف ابرو سے
ہوا فانوس مصراع مہ نو شمع مضمون کا

۲۷

کبھی کبھی جو عالم اوس پری کی زلف شبگون کا
خدا حافظ ہی اونکی کاکل پیچان کی مفتون کا
تہ شمشیر کہہ دونگا گلا وہ منہ تو دکھلائی
عدم کو جائینگے یہ کی لاشی ہم شہید و سے
عجب اندازسے ساقی نی دیکھا وقت صبح آئے
صنم سے خفتگان خاک فریاد کرتی ہین
گلا ہی آتش گلزار تیرے بر خلافی کا
لہو ہوکر جو تو ہر وقت آنکھوں سے ٹپکتا ہی
حسینان جہان کب حسن کے دولت لٹاتی ہین
تمہارے ہجر مین ہم پر عجب راتین گذرتی ہین
عبث ان شقہ شقہ کی وصل پر مرتی ہین یارا
خدا کیواسطے بیمار ہون میری طرف دیکھو
سنو اے بحر ہنستی ہی اوسکی دہن تو

بنی لیلی وہ سودائی مٹا دی نام مجنون کا
اثر اس سانپ کے پہنکار سی ڈرتا ہی افعیکا
بہت ہین تشنہ دیدار ہون اوس تشنہ خون کا
نپوچھو آب تیغ یار کی دہارا ہی جیحون کا
گلی مین ہو گیا پہندا وہ ڈورا چشم مشکین کا
ہمیں سحر نی نہیں دیتا ہی نالہ تیری محزون کا
جلایا آشیان میرا نہ گھر صیاد کا پہونکا
پڑا ہی تجہ ایدل صبر میری جان محزون کا
لیا بوسہ جو ہمنی قفل توڑا گنج قارون کا
شفق حب شام کی پہولی ہوا سامان شبخون کا
ہوا پیوند کب سرو سہی سے بید مجنون کا
تمہاری سرمی کا ڈورا مجہی گنڈا ہی افسون کا
الٹی پہیر کی ہی ہی کو قطرہ در مکنون کا

ردیف الف

29

نہ پوچھو احوال مجھ حزین کا فریفتہ ہون کسی حسین کا
اسیر ہون زلف عنبرین کا قتیل ہون چشم سرمگین کا

ہجوم اندوہ و یاس کا ہی اب ایسی جینی مین کیا مزا ہے
کمال دنیا سی اپ اٹھا ہی کہین ٹھکانا نہی نہین کا

بیان کیا کیجیی مصیبت کسی پہ کیا زور اپنی قسمت
نہ مجکو اغیار کی شکایت نہ شکوہ محبوب نازنین کا

خدا کری مغفرت ہماری کہ جسمین ہی تین دن مین کہا ہے
غضب ہے اس لکی بیقراری لپٹ گیا جای طوق مین کا

مقام افسوس ہی ہے ہمدم سفر سی اپنی نہی ہے محرم
اٹھا نسی آئی کہان چلی ہم کہلا نہ احوال کچھ کہین کا

پڑا ہون گوشی مین ہے کنارا نہ مین کسیکا کوی ہیرا
نہ گرد دامن ہون ہر ہوئیکا نہ صندل جبیں نشین کا

کبھی فغانکا ہی شعلہ اوٹھتا کبھی تڑپتا ہی قلب میرا
کبھی ہون مین صاعقہ فلک کا کبھی ہون مین زلزلہ زمین کا

یہ کوچہ عشق ہی وہ دہرا کہ مٹ گیا میرا دل کا غرا
ہوا رہ کفر کا وہ ذرا جو تہا ستارہ سپہر دین کا

وہ زلفین بکھری ہی ہی ہمین مشکنا فون کی خاک اڑ رہی ہین
حیا کا پردہ اوٹھا کی آنکھین لپٹ کی کہیں غزال چین کا

چہوا کسی نے جو دل لگی سی تو زہر چڑہتا گیا وہ جی سے
کبھی کیلا گیا کسی سی وہ سانپ ہے زلف عنبرین کا

کسیکا یہ حسن ہی بنا ہے کہ مہر صدقی قمر فدا ہے
اترگئی وقعت سی چمک جاہی ستارہ محبوب ہے جبین کا

کلام جس شخص سی کیا ہی غلام اپنا بنا لیا ہے
عقیق لب نے مٹا دیا ہی اثر سلیمان کی نگین کا

نمونۂ باغ اوسی کہین ہم کہ صاف سنبل ہی زلف پرخم
لبوں مین گلبرگ کا ہی عالم عذار مین رنگ یاسمین کا

جو گرمی آئی تو آمی کیا غم تمہارا خنجا ہے کہین گیا ہم
کہ چشم تر کی مدد سی مرہم بہرا ہی شکیرہ آستین کا

بیان اوسکا ہو کس زبان سی کہلا زمین اور آسمان سے
مکین کا ہی نشان نکلتی مکانسی ہے پتا مکین کا

یہ وقت غفلت نہین ہی جانان کو کوچ گھڑتا ہی ہجر جانان
شکار ہوتا ہی طائر جان لگا ہی ہیندا دم پسین کا

۳۱
بیان بربادی وطن کا شغل ہی یارو نئی انجمن کا | نہین ہی چرچا کسی سخن کا کہلا ہی دفتر غم و محن کا
دکہا کی انداز تن بدن کا دکہا کی بل زلف پر شکن کا | بٹہاتا ہی سکہ بانکپن کا خراج کہوتا ہی سیمتن کا
زمانہ تیر نگہ کا بسمل نشانہ ہر اک شکار کا دل | وہ چشم و ابرو مین دونون قاتل چہری ہی تلی ہی گلا بریدنکا
خفیف قدسی ہوی صنوبر سبک ہوی گا لونسی گل تر | وہ جب گیا سیر کو چمک کر چراغ گل کر دیا چمن کا
جدا ہی پر بہی ہماری قسمت سفر مین بہی ہی سقر کی زحمت | کبہی جو بیٹہا غبار غربت تو شعلہ اوٹہا غم وطن کا
کسی کو کہا تو مین داغ اپنا نہین ہے پرسان کوئی کسی کا | چراغ لیکر ہزار ڈہونڈہا خراج پایا نہ انجمن کا
خزان نی لوٹا بہار کا گہر نہ بلبل بوٹا نہ گل صنوبر | ہوا وہ سب گاؤ خورد و فتراو لٹ گیا ہی چمن کا
یہ دل ہی نخل رستہ طبیعت کہان کی خلوت کہان کی جلوت | نہ مجکو گہر بیٹہنی کی حسرت نہ مجکو ارمان انجمن کا
نہ پوچہی میر دل کا جوہر یہ لعل و یاقوت سے ہی بہتر | بنائی اسکو اپنا زیور نگین ہے اکبر کی نورتن کا
ہوا جو اوس چاند سی مقابل تو ہوگیا نور ماہ زائل | ہوئی سیہ وی اوسکو حاصل گمان ہمکو ہوا گہن کا
جو دار فانی مین گہر بنائی نہ کنج مرقد کو بہول جائی | بنا ہی پوشاک تہان لائی خیال اکہی الفن کا
اگر شہادت کا اوٹہا ہی سلم پنا خود کاٹتا رو ا ہے | بہت یہ نازک مقدما ہی اوٹہانا احسان تیغ زن کا
اگر کہو قتل پر ہی باندہی تو یہ وصیت ہی تمسی میری | کہ مٹی دینا غبار خط کی چہڑکنا پانی چہ ذقن کا
خموش بیٹہی ہو کیا غضب ہے مزاج کیسا ہی کچہ تو بولو | سمجہ گیا مین جو خال لب ہے وہ قفل ہی در وازہ دہن کا

کہو کچہ ای بحر حال اپنا فقیر کسنی تمہین بنایا
جبین پہ قشقہ کمر مین تسمہ بغل مین بیٹا گلی مین منکا

۳۲
سرو مین رنگ ہی کچہ تری زیبائی کا | جامۂ گل مین ہے چہپا یا تری رعنائی کا

حال قابیل کا ہابیل سے پوچہی کوئی
وہ زمانہ ہی کہ بہائی ہی عدو بہائی کا
نشہ غم کی چڑہائی ہی بہروار ای دل
کیون نہ بلکین ہون جہکا رہو آفت ہین یہ
بل ہی ای تیر دو ابرو کی تو ہی قوانا سے کا
کوئی سجدہ تری درگاہ کی قابل نہوا
پہلا داغ جبین پر مین جبین سائی کا
اف نہین کرتی ہین عشاق ستم سہتی ہین

ردیف الف

ردیف الف

ہم بھی دیکھیں شب در اندازین کیسے آئی ہیں
گل وہ ہر باغ میں ہے شمع وہ ہر محفل مین
دل مجنوں کی بدولت ہوئی تکلیف معاف
آج کیا نغمہ من کنت سنوں اے ساقی
جام نقارہ شادی ہی مجہی اے ساقی
ہاتہ آتا ہی مقدر سے ہمای دولت
بادہ خواری کی یہ تعزیر ہی خمیازہ نہین
بیکسی نے مجہے درگور کیا ہی ایسا

کہیلیے چلکی شکار آہوے صحرائے کا
جلوہ ہر جا ہی مری شاہد ہرجائے کا
مین تو قائل ہوا دیوانی کی دانائی کا
بندہ قائل ہی ازل سے ہی مولائی کا
قلقل شیشہ می نغمہ ہی شہنائی کا
جال کس کس نے بچھایا نہین دانائی کا
مار ڈالی کا شکنجہ مجہے انگڑائی کا
مردی دم بھرتی ہین مجہ زندگی تنہائی کا

بجہ اب شمع بصارت کی ضیا زائل ہے اپنی
نام عینک سی ہی روشن مری بینائی کا

۳۴

خرابی لای گا اکدن فراق اس یار جانی کا
دکہایا دست و پائی نے وہ عالم ناتوانی کا
گہلی جاتی ہین روتی ہم شبہائی فرقت مین
ضعیف آہین جو اٹہتی بیٹہتی ہین کیا باعث
کسی آفت زدہ کو پوچہتا ہی کون عالم مین
کہین تنکی نے بہی روکا ہی پانی کے ریلی کو
فروغ حسن پر جتنی تعلی ہو مناسب ہے

ہماری قصر تمکین جا ہی جیلانشانی کا
ہماری سائی کو دعوی ہی ہم سے پہلوانی کا
ہوا ہی دیدہ تر چور شمع زندگانی کا
قد خم گشتہ ہی یا حلقہ ماتم جوانی کا
بجز گلچین کوئی خواہاں نہین برگ خزانی کا
بہا لیجای گا مجکو پسینا ناتوانی کا
تمہاری تل مین روغن ہی چراغ آسمانی کا

کھلا ہی آج تان داغ مجھکو ہجر فرقت
قمر سر لیتی ہی تخوان میری مہمانی کا

چراغ آفت کی بتی کر ہی گریبان فتیلہ
بنا ہی شعلہ جوالہ نیفہ سرخ جانی کا

آل کار اس سے تاسف کا جلا جل ہے
بندھا ہی پشت خم پر ساز میری شادمانی کا

سی مژگان جانان سے ہی تجھکو صحبت
پڑا ہی سحر زن عیسی مین فقرہ زندگانی کا

جلاؤن شمع کاشانی مین گیا چشم تر وہ
نہ ٹھہرے کی دلمین پہ انکی شعلہ گیانی کا

طبیعت سحر کی ہر چند ہی ہر رنگ مین یکتا
مگر مجھکی کیصورت معترف ہی بیزبانی کا

٣٦

پیچھا ہے پلنگ آج لب بام کسیکا
تڑپا ہی گا شب بھر مجھی آرام کسیکا

چپکی بیٹھے رہو سحر نہ لو نام کسیکا
ایمان کسیکا ہے نہ اسلام کسیکا

نکلا تری ہاتھون نہ کبھی کام کسیکا
پونچھا یا نہ تابوت بہی دوگام کسیکا

دنیا سی یہ نفرت ہی کہ اب لین ہی ہے
منہ دیکھین کسیکا نہ سنین نام کسیکا

یہ ہونٹھ نہ بولین کلمہ بد یہ دعا ہی
یہ کان سنین کو ہی نہ الزام کسیکا

ٹوٹا جو کبھی شیشہ سے آئی یہ آواز
اس بزم مین معمور ہو جام کسیکا

ہم قیدیون تک باد صبا بھی نہین آتی
پونچھا ہی کسی گل کو جو پیغام کسیکا

دنیا سی سفر شبنم و خورشید کے مانند
ہی صبح کسیکا تو سر شام کسیکا

ہملوگ نئی جو بات ہی وہ بی سر و پا ہے
آغاز کسیکا ہے نہ انجام کسیکا

دیوانے ہین وہ لوگ جو گل کہاتی ہین اوس سے
غمخوار نہوگا وہ گل اندام کسیکا

دنیا کی خیالات کو دلمین نہ جگہ دین
خلوت کدۂ محبوب مین کیا کام کسیکا

۳۸

جوبن کا دور معجزہ اے یار ہو چکا
طوطی خط کو آئینہ رخسار ہو چکا

آیا زوال لٹ گئی دولت ری حسن
برخاست لوگ ہو گئی دربار ہو چکا

تالو نسی کیا جگائی خفتہ نصیب کو
مر نیکی نیند سو یا ہی بیدار ہو چکا

تم کیا کروگی جنس بہر گئی ہو خود ہی
شہباز حسن یکا طلبگار ہو چکا

ابرو کا تیغہ مری ہات آہی یا نہ آئی
مر تیغ کر مین اوسکا خریدار ہو چکا

ڈگنا قفس سے رنج ہوا صحن باغ مین
چہوٹے جو ہم تو موسم گلزار ہو چکا

ساقی صلاحکی ہی تو منہ سی لگا دی خم
دو چار جام سی تو مین سرشار ہو چکا

ق

پہیلا کی پاؤن چین سی آرام کیجیے
رفع ملال آپکا ای یار ہو چکا

جسکے فنا نسی نیند نہ آتی تہی آنکہو
وہ شخص فن ہی بس بیدار ہو چکا

ساقی ٹرا کریم ہی نومید ہو نہ مجہکو
کوثر کا جام حصے سے خوار ہو چکا

۳۹

امور خیر مین کچہ اہتمام ہو نہ سکا
مال نیک ہو جس کا وہ کام ہو نہ سکا

بغیر منزل اول قیام ہو نہ سکا
جب آیا کوچ کا دن پہر مقام ہو نہ سکا

ہر ایک قرب معصیت بہا لےگیا
کسی بشر سی فرشتی کا کام ہو نہ سکا

قدم کسیکی نہ ٹہیری جب آب دانہ اوٹہا
گہر سی بطن صدف مین قیام ہو نہ سکا

شراب آب خجالت نگاہ مین بہر گئی
کہ چشم یار سے ہمچشم جام ہو نہ سکا

نزاکت اوسکی قدم چومتی ہی دیکہا ہے
کہ گہڑی بہر بھی جسکا خرام ہو نہ سکا

آدمی گردش ایام سے غافل ہے	شام کیا ہوگا خدا جانے سحر کیا ہوگا
دلجلی سوی فلک دیکھتی ہین حسرت سے	پنبۂ مرہم کافور ستم کیا ہوگا
یہ جگہ وہ ہی فرشتون کی کنوین جہان کی	پاک آلایش دنیا سے بشر کیا ہوگا
سونکتی بھی نہین دیتی ہو جو ہم سیف دہن	کس مرض کی یہ دوا ہی یہ ثمر کیا ہوگا
دل لگایا تو ہی پر چین نہین جاے گھڑی	یہی دھڑکا ہی مجھے آٹھ پہر کیا ہوگا
خالق اوس رشک مسیحا کو سلامت رکھے	مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا
کوچ کرتا ہون سو منزل درگاہ کریم	فکر اعمال عبث زاد سفر کیا ہوگا
وصل کی شب ہے یہ کہدی کوئی گھڑیالی سے	نہ بجاوگی اگر آج گجر کیا ہوگا
فاختہ خانہ برانداز ہے ہرجائی ہے	گھر مین دنیا کو جو ڈالونگا تو گھر کیا ہوگا
مختصر کیجیے ہو باف مری سر کی قسم	بھاری چوٹی ہی بہت حال کمر کیا ہوگا
شرم بالونکی سپیدی سی ہو کیا رونی مین	دھوپ سی خشک بھلا دیدۂ تر کیا ہوگا
بیوفا کو جو کلیجا بھی کھلا دین اپنا	لب و دندان کی طرح شیر و شکر کیا ہوگا

غم ہے اے بحر تری بی سروسامانی کا
ہوگی کیونکر تری اوقات بسر کیا ہوگا

صحبت سی کاملونکی جو کامیاب ہوگا	۴۱	ہر حرف کل نبی کا نقطہ کتاب ہوگا
جس ذرای پر پڑو تو بی نقاب ہوگا		چمکیگا اپنا سودا داغ آفتاب ہوگا
اپنا ہوا آپ قاتل مٹی ہین جیتی جی دل		ڈھا بیٹھے کعبۂ دل حج کا ثواب ہوگا

ردیف الف

جذبۂ شوق دکھائینگے کماندار نگہ
سینے میں دل کی جگہ تیر کا پیکان ہوگا

کون ہمدرد ہے دل جسکا جلیگا غم سے
کون خبر شمع مرنجاک یہ گریان ہوگا

ننگ ناموس خدا را مرا دامن چہوڑیں
دل بہت تنگ ہے اب چاک گریبان ہوگا

کون سی رات قدم رنجہ کروگی صاحب
کسدن آباد مرا خانۂ ویران ہوگا

منہ وہ آنچل سے چہپانا مجھے یاد آتا ہے
نہ جدا دیدۂ خونبار سے دامان ہوگا

دشت گرد دیکھوے اللہ دکھائیگا بہار
آبلے پھوٹینگے ہر سر بیابان ہوگا

دیکھکر عارض جانان کو ہر اک کہتا ہے
منہ ادہر پھیر کریگا تو پشیمان ہوگا

کیا خبر تہی کہ دل آئیگا یہ تجہ پر او بت
کہ ترا رشتۂ زنار رگ جان ہوگا

دیکھنے والے حجاب وہ کا اوٹھاتے ہیں عبث
آنکھوں پر پردے پڑینگے جو وہ عریان ہوگا

زلفیں سج پیچ سے لیتی ہیں بلائیں منہ کے
جو اسے دیکھے گا سو جان سے قربان ہوگا

چال تلوار کی چلتا ہے وہ دہقان زادہ
کھیت رستے میں پڑیگا جو خرامان ہوگا

سیر صحرا کی مری بلبلیں جیسے ہی ایسی
آبلے سے نہ جدا خار مغیلان ہوگا

بندہ کہتا ہے کہ جس کی ہوا دنیا میں
گل تری آگ کی چراغ مہ کنعان ہوگا

گل کھلائیگا اسیری میں ہمارا رونا
خونفشانی سے قفس رشک گلستان ہوگا

نقش بر آب ہوئی ہجر میں روتی روتی
بحر ہمسایہ کوئی عاشق گریان ہوگا

لاکھ پردہ میں وہ چھپ کر روبرو ہوجائیگا | ۴۳ | کحل بینائی غبار آرزو ہو جائیگا

۴۴

خوبیٔ قسمت سی مجھکو عیش غم ہو جای گا
دل اگر خوش ہی کی ہوںی گا دم ہوجای گا

ایکدن افسانہ اپنا حال غم ہوجای گا
جسم گھل گھل کر رگ خواب عدم ہوجای گا

ایکدن غدر خطا ہوگا لب سوفار پر
تیر مانند کمان خجلت سی خم ہوجای گا

عشق ہی مثل زلیخا تو وہ یوسف ہی غلام
داغ دل کھوٹا نہوگا تو درم ہوجای گا

کیا ابھی ان سن ہین اوس محبوب کے نام خدا
باڑہ پر آنی دو قد شمشیر ہوجای گا

خوشہ لا تقنطو کی یاد مین بیٹھی رہو
میکشو دامان تر ابر کرم ہوجای گا

تیغ کی نیچی بھی سر رکھکر بہل پائینگی ہم
ای اجل تیغا در باغ ارم ہوجای گا

کھانی والی چاٹ کر اوڑجائینگی وقت زوال
کشت منعم کی لیی ٹڈی حشم ہوجای گا

شوخیان اوس طفل آتشباز کی لکھ کبھی
ہاتھ مین ہتھپھول کاتب کا قلم ہوجای گا

اوس پری کی راہ مین ایدل سمجھکر پاؤن رکھ
دیدۂ عفریت نقش ہر قدم ہوجای گا

دیکھکر رو دیگا برق انداز وہ صید افگن
دیدۂ بندوق مثل چشم نم ہوجای گا

خون بلبل لای گا روز سیہ گلزار پر
ہر ورق پھٹ جای گا تختہ قلم ہوجای گا

حال گر دشمن اپنی دیوانی کا پوچھی تو شوخ
کوبکو پھر کی مرا نقش قدم ہوجای گا

منعم اکدن آبروریزی کی برسات آتی گی
زر کو پر لگجائینگی جگنو درم ہوجای گا

ہم فقیر اللہ کی جھوٹی صدا دیتی نہین
جو ہمارا جام بھر دیگا وہ جم ہوجای گا

جس صنم کو کبھی تکبر خدا بیٹھا ہی وہ
دیر بھی ای بحر گر کر حرم ہوجای گا

رنگی اوسکی طالب صفحۂ عالم میں ہر گردون
قدم پرکار کی مانند بی منزل نہ ٹھیریگا

بنا جمشید کا کاسہ نہ ہو سکندر کا آئینہ
کسی معلوم تھا یہ دل کسی قابل نہ ٹھیریگا

اگر ایسی ہی گرمی ہی گل رخسار جاناں میں
برنگ دانۂ اسپند سینہ پر تل نہ ٹھیریگا

وہ آب تیغ جسدم فی سبیل اللہ کریگا
یقین ہے کوئی مستسقی لب ساحل نہ ٹھیریگا

عبث لیلی کی پیچھی دوڑتا ہی قیس دیوانہ
ہوا پر ہی بگولی کی طرح محمل نہ ٹھیریگا

تمہارا پاس سی جانا اگر آسان کریگا
تو اپنا دم نکلنا بھی ہمیں مشکل نہ ٹھیریگا

خزانہ میں جو لیسی تیغ جدا ہوتی ہی دیکھے
ہزار احباب ہوں کوئی دم مشکل نہ ٹھیریگا

نگہ یا خیر دم بھر ہاتھ کا زر صرف کی ہیں
ہتھیلی پر یہ شعلہ لال کا غافل نہ ٹھیریگا

جگر میں داغ ٹھیرا ہی تو اعضا کی خدا جو
شعلہ بھی خس و خاشاک کی شامل نہ ٹھیریگا

دیار عشق میں اے مصحفی کس سی کیجیی نالش
عدالت ہی ضلالت ایک بھی عادل نہ ٹھیریگا

۴۷

مصحفی جب اشک بی تاثیر ہونی لگا
مثل اشک اپنی بھی سینی میں ہی تیر ہونی لگا

پھر دل سعد از دہ اغونکا گھر ہونے لگا
گھر اجڑ جائیگا غولونکا گذر ہونی لگا

جب بہار آئی خزان انکھونکی بیچی پھر گئے
جب کھلا صد برگ سو ٹکڑی جگر ہونی لگا

شانسی پیدا ہی ہنر حسینان بار بے
جب ہوا میں کھل گئی کاکل حیز ہونی لگا

یار احسان کب اٹھا سکتی ہیں ہم زنجیر
غیر کی تنکا اوتارا در پہ ہونی لگا

ٹھیس جاتی ہی نزاکت یار کی بالوں کی سا
جھونک لفونکا بھی اب بار کمر ہونی لگا

فرد تھی وہ بیت ابرو حسن کی دیوان مین
اوڑ گئی عنقا کی بہی سر سی جب بیلی کا دنبال

گور مین آخر سلایا انتظار یار نے
تنگی چیتا با غنچی کلامین ہوانونکی شکل

نیمچی کے جہونک سی بیکل کلائی ہوگئی
زیور گل باغ مین پہنا جو اوس محبوب نے

چڑہ گئی غصی سی یون مصرع مین کھٹکا ہو گیا
تاج شہ کو مورچہ آ ہی کا جہنکا ہو گیا

دیدۂ مشتاق مجکو قفل کا ڈہیلا ہو گیا
یون تہی باخزان مجکو چہپا ہو گیا

مین نی کہا یا زخم اوسکا ہاتہ جہو ہو ٹہا گیا
نخل گل ایسا کہیا پہولونکا دونا ہو گیا

بڑہ گئی عزت جو گل پہینکی اوس محبوب نے
بحر نے یہ آبرو پائی کہ دریا ہو گیا

خط مہری وصل کا آیا اچنبھا ہو گیا
شعر گوئی مین ہمارا بول بالا ہو گیا

تم گلی سی لگ گئی ٹہنڈا کلیجا ہو گیا
طرۂ حسن اوس صنم کی سر یہ زیبا ہو گیا

ہی یہ سامان تہا ہی یکدل نکرین نزار
ہی سزاوار پرستش آتش رخسار یار

جان قالب مین ٹہیری قصد جانان دیکہکر
جوش وحشت اکطرف دی محبت اکطرف

محفل ناقدرین ای بحر میرقدر گیا

آگیا نگین خاتم قسمت دو پلکا ہو گیا
گوشہ گردو نمین دو مضمون شہ پا ہو گیا

میری گلمین جو پہولا تہا وہ اولا ہو گیا
زلف کالی نگنی جوڑا کہنیا ہو گیا

اب جہاز زندگی لنگر کا بیڑا ہو گیا
جالگیا پانی نگہ تو دست بیضا ہو گیا

مجکو گہنگرو اوسکی سارنگی کا لہرا ہو گیا
پہرون روتا ہون اس غم مین مجہی سکتا ہو گیا

وزہ قطرہ مینمین ہوا قطرہ مین قطرہ ہو گیا

ردیف الف

شاہ کیا یا خطاب دی یہ بوسہ نقد
جام سے جمشید کا حال آشکارا ہو گیا

کیا دیار زندگانی پر اجارا ہو گیا
چشم جانان پر بری افسون جلگیا ادہو کا

جہانکتی ڈوڑی گل نرگس ہزارا ہو گیا

ردیف الف

گل فرشتو نکا گزر ممکن نہ تہا جس قصر مین
اوس محلمین آج غولو نکا گزارا ہوگیا

اشک بھر آئی ہین دیکھی سی جمال آفتاب
روئینگی آنکھو نکو ہم جسدن نظارا ہوگیا

جسم دم بھر جان کو چھوڑی بہت مشکل ہے
ہجر اوسکا کسطرح مجھکو گوارا ہوگیا

جنبش مژگان کی صدقی کیا سخن کے احتیاج
قفل مطلب کی کلید اوسکا اشارا ہوگیا

جسکی دامن سی لگا بحر تباہی مین پڑا
جس کنارے پر مین جا پہونچا وہ دہارا ہوگیا

کیا سخنگوئی نہ جب لطف سخن ہمپر کہلا
معنی اشعار گونگی کا اشارا ہوگیا

بیقراری قلب کو تہی خواب عدم مین بہی ہی
چار کی کاندہی جنازہ گاہوارا ہوگیا

جب سنی فصل خزان مین نی فریاد ہزار
غنچۂ دل چاک ہو ہو کر ہزارا ہوگیا

گہر سی لی نکلا ہمین آخر کو یہ جوش جنون
قابل بازار اب سودا ہمارا ہوگیا

چرخ نے حرف غلط آسا مٹا ڈالا ہمین
نقطۂ شک اپنی طالع کا ستارا ہوگیا

عیش کے لذت ملی خوان قناعت پر ہمین
عید کا چاند اپنی روٹی کا کنارا ہوگیا

وای محرومی نہ پونہچی چشمۂ مقصود کو
سوکہی گہاٹون تشنہ کامو نکا اوتارا ہوگیا

آج تمنی پی شراب اے بحر جا کر باغ مین
دانۂ انگور پر کیا استخارا ہوگیا

۵۲

آئی خزان ہزار کا دل آب ہوگیا
روز وصال گل شب سرخاب ہوگیا

ساقی شتونکا عیش ہمین خواب ہوگیا
آب سیاہ ہجر مین سرخاب ہوگیا

مسدود ہجر مین رہ آرام ہوگئے
پتلی کا خال قفل در خواب ہوگیا

ردیف الف

گہل گہل کی تیری عاشق گریبانکا قصہ تن
کاشانۂ حباب کی دیوار ہو گیا

نکلے جو رو نکہتی گئی رخسار کی بہا
ہر گل کو میل راہ خزان خار ہو گیا

خالی پڑی ہین دام قفس صیدگاہ مین
ای مرغ دل کہان تو گرفتار ہو گیا

دل بلبلونکی آتش گلنی جلا دیی
افسوس باغبان نہ فی النار ہو گیا

تہوڑیسی حسن پر ہی بہت یار کو غرور
ابرو جو کج ملی تو کماندار ہو گیا

ہمنی ہما کی ہاتہ نہ بیچین یہ ہڈیان
گنتا جو اوس گلی کا خریدار ہو گیا

بیڑا چڑہا سی ابرو جانان کمان کا
عالم کی دلسی تیر مژہ پار ہو گیا

دو گام چل کی اوسنی کہا ہی جو نقش پا
ہر دیدۂ تذرو سمنزار ہو گیا

سبزہ کی سیر زہر ہوی عشق زلف مین
لنگہی کا پہول مجکو سر مار ہو گیا

ای عندلیب تیرا کلیجا سراہیی
تیغ خزان سی میرا دل افگار ہو گیا

کہولی کمر جو اوسنی کمر باندہی قتل پر
خونریز خلق نیفۂ گلنار ہو گیا

خوشرنگ کیا ہی ہونٹہ تمہاری ہین اے تو
ہر لعل داغ سینۂ کہسار ہو گیا

شاید ہماری ہو تو ہمین تشریف لائینگے
آنیکا فصل گلمین ہے اقرار ہو گیا

دریای عاشقی کا کنارا نہ پوچھیے
ای بحر جو کہ ڈوب گیا پار ہو گیا

۵۴

آشکارا بحر و بر کا حال مجپر ہو گیا
دلکو آئینہ بنا کر مین سکندر ہو گیا

وصل کی شب کو جو آزردہ وہ دلبر ہو گیا
چاندنی کا کہیت گویا صبح محشر ہو گیا

[illegible]

ردیف الف

[illegible]

مین وہ بلبل ہون کہ میری داغ دل کی سامنے
شعلۂ شمع سحر ہر اک گل تر ہو گیا

ترک دنیا سی خوشی اس مرتبہ حاصل ہوے
اپنی جامی سی ہر اک درویش باہر ہو گیا

صنع خلاق جہان ہی خوبرو نکا جمال
سبزہ کیا نکلا کہ مینا آئنی پر ہو گیا

سادی کپڑی ننگئی پر زر فروغ حسن سے
موتی کا ہار پہنا سلک گوہر ہو گیا

مہر آئی آسمانکو میری مشت خاک پر
پھیل کر نور قمر مرقد کی چادر ہو گیا

زخم کھاتا ہی ہزارون پر ہے سرگرم وفا
آتش خنجر مین مرغ دل سمندر ہو گیا

شک ہوا گاو زمین کا تو گرد و سیر مجھے
پست اسد رجہ مری طالع کا اختر ہو گیا

تل گیا نظرو نمین تو شبکو جو کوٹھی پر چڑہا
تیرا بلہ پلۂ مہ کے برابر ہو گیا

دیکھتی ہی یار کو بھولا مری خط کا جواب
ایسی آنکھین پھر گئین طوطا کبوتر ہو گیا

یار تیری لف کی تعریف سُنکر بحر سی
عنبر رنگت ہو گئی کافور عنبر ہو گیا

۵۶

مجکو جیسی سیہ کاریکا دفتر ہو گیا
میکدہ میری کچہرے بتکدہ گھر ہو گیا

رات بھر تڑپا کیی بی یار بسمل کیطرح
تیغ کا ڈورا ہمین ہر تار بستر ہو گیا

بحر و بر مین سب کو تیری آنسی اس ہے
در صدف مین قطرہ یہ غنچی مین زر ہو گیا

دیکھکر زلف سیہ کو چشمۂ رخسار پر
عرق ماری شرم کی دریا مین عنبر ہو گیا

یار کی بالی مین چمکا قدرت اللہ نے
عقد پروین کان مین زہرہ کی زیور ہو گیا

حسن کا اک شعبدہ ہی جو ادا ہی یار کے
کھل گیا جوڑا جو مین عنبر سیاہ اژدر ہو گیا

[illegible]

ردیف الف

آتش تر روشنی آنکھوں کی تھی انجم سب
جام کیا ٹوٹا چراغ انجمن گل ہوگیا

واہ کیا ہی ہی تمہاری شمع قد کی روشنی
گہر ہمارا نور کی فانوس بالکل ہوگیا

کسقدر مستی ٹپکتی ہی تمہاری چال سی
پاؤن سی جو نقش چہوٹا ساغر مل ہوگیا

ق

رات کو یارو کی جلسی مین جو آبیٹھا وہ شوخ
پہر جو دیکھا رنگ محفل کا تبدل ہوگیا

کوی گردن کا ہوا عاشق کوی رخسار کا
شمع پروانہ ہوی پروانہ بلبل ہوگیا

یار او تری تیغ یا می فدا ایسی بحر
خنجر جلاد تمکو آہنی پل ہو گیا

۵۸

ایک ذرہ دیکھا جو ذرہ حال روشن ہوگیا
تل کا دانہ دیدۂ عارف مین خرمن ہوگیا

اوس سراپا نور سی محفل کا جوبن ہوگیا
یار آبیٹھا کہ فرشی جہاڑ روشن ہوگیا

روپ بدلا یار نی زیور سی جوبن چھپ گیا
کانکی پٹی سی منہ کا رنگ کندن ہوگیا

جبکہ تخفیف گنہ فرمائی اوسکی عفو نے
بوجہ اعمال سیہ کا خال گردن ہوگیا

کاندھی کا دوپٹا رکھ دیا جب فرش پر
چاندنی کی کہیت مین تارونکا خرمن ہوگیا

ہم مین بعد از مرگ بھی محو تماشای بہار
جب غبار اپنا اوڑا دیوار گلشن ہوگیا

جھانک کر دیکھا جو اوسنی ہم نشانہ ہو گئے
چہری وہ تری ٹکنی بندوق و زن ہو گیا

جوش نظارہ سی تیر ایسی نگاہیں گئین
پردہ ہر آنکہ کا چھن چھن کی چلن ہوگیا

بادشاہی یا گدائی جوبن آئی کر چلی
ربع مسکون چار دن اپنا بھی مسکن ہوگیا

مژدہ باد ای خاکساران محبت مژدہ باد
کوی آفت خیز بھی اپنا بھی مسکن ہوگیا

اشک غم فرقت مین رفتہ رفتہ باران ہوگیا
پھیلا کر کالی گھٹا داغ عزیزان ہوگیا

بیوفائی بی تر کہا اوسکی الفت مین مرا
دل ہوا کھٹا ترش سیب زنخدان ہوگیا

اسقدر برسای موتی چشم گوہر بار نی
جرخ پر پانی سی تلا ابر نیسان ہوگیا

آہ بی تاثیر کی شعلی کو ہی ایسا حجاب
برق کی مانند چمکا اور پنہان ہوگیا

فقر کا یہ جو مزا سلطان ابراہیم سی
چھوڑ کر شاہی کو درویشی کا خواہان ہوگیا

ذوق میخواری مین کچھ خوف خدا رہتا نہین
رہن میخانی مین اپنا دین و ایمان ہوگیا

او ستمگر اتنا اپنی زخمیون پر رحم کر
بھر گئی زخم جگر خالی نمکدان ہوگیا

دل تڑپتا رہ گیا دشت و جبل کی سیر کو
لغزش پا کا برا ہو پا بجولان ہوگیا

لکھنو پر آگئی کیسی بلا ای انتشار
دفتر گلزار اوراق پریشان ہوگیا

کیا تڑپ ہی ذبح جو بلبل ہوا گلزار مین
دامن گل پر لہو اوڑا اور کے افشان ہوگیا

ذرہ ہی فرسی ہی روش عاشقونکا سو زل
جب اوڑی خاک اپنی گرد و بر جراغان ہوگیا ٦٠

رتبہ یہ روشن کلامی سی ہوا انجام کار
بحر اک ذرہ تہا اب مہر درخشان ہوگیا

تاب خس سی مرتبہ بالی کا عالی ہوگیا
خرمن ماہ درخشان گھٹ کے بالی ہوگیا

تو رمی پر کیچیی اسپند تاری توڑ کر
رشک ماہ چاردہ جام ہلالی ہوگیا

وہ جب آیا فاتحی کو ہمنی آہین بہرین
پتھر اپنی قبر کا روضی کی جالی ہوگیا

چین ابرو نی دکہایا اولٹی سیفی کا اثر
یار کا نقش جمالی بھی جلالی ہوگیا ٦١

ردیف الف

صحبت بدین بگڑی دیر تک لاگی نہین
دیکھ لینا **بحر** تو ہی لاابالی ہوگیا

اقرار وصل کرکی پہر انکار ظلم ہے
آلودگی کیواسطے اپنا بناؤ تہا
ہمراہ میری کون چڑہا کوہ عشق پر
وہ بوی لطف لطف طبیعت مین اب نہین
تنخواہ گالیونکی نہ چڑہ کر ملی کبہی
قاتل ہین یہ بہر تہی ہوا میری قتل کی
غازیسی لالہ زار شفق کو خجل کیا

تم کیا پلٹ گئی کہ کلیجا الٹ گیا
نکہری یہ ہم کہ جائیہ ہستی چکٹ گیا
فرہاد ایک تیشی مین ستی سی کٹ گیا
کیسا تہا عطر چاہ ہی نمین چکٹ گیا
جب شب کی اوٹہی نوکر ونمین وہ رہ گیا
خود استین چڑہ گئی دامن سمٹ گیا
افشان چنی توچاندنیکا کہیت کٹ گیا

ہاتہ آکی وہ نکل گئی ای بحر کیا کہین
دل ہاتہ بہر چڑہا تہا گئی ہاتہ کہٹ گیا

خالی کا چاند آپکی فرقت مین بہر گیا
ہم جان پر بہی کہیل کی جیتی نہ بازی
جگنو چمن کے دانی شیخ نی سبحہ بنالیا
کہتا ہی کوی قیس مجہی کوی کوہکن
تیز نگاہ یار کو تار نفس کہو ن
گل تنگ حوصلہ تہا نہ دولت بچا سکا
عاشق کی خوبصورتی اندوہ وغم مین ہے
صدمے مجہی فلک کی غلاخت کے یاد ہین

اب تک نہ آئی یہ بہی مہینا گذر گیا ۶۳
ہمنے یہ داد بڑہ کی لگایا تہا ہر گیا
گر کر جو میری تاک کا خوشہ بکہر گیا
عہد شباب خلق مین بدنام کر گیا
گذرا جو سینی سی تو مین جیسی گذر گیا
سونیکا ایک کہا کی نوالا بہر گیا
رنگت جو زرد ہو گئی چہرہ نکہر گیا
پتا اوڑا تو جان سے پتہر مین ڈر گیا

ردیف الف

زار ایسا ہون کوئی بولا مجھی غش آگیا
جسنے دامن سی ہوا دی جسم لاغر اوڑگیا

یار کی زلفونسی دلکا چھوٹنا دشوار تہا
کیا ہی پہنسکر بالجبر مین کبوتر اوڑگیا

بحر اشکو نہی شکایت کیجیی یا آہ کی
بلبلا صابون کا بنکر مرا گہر اوڑ گیا

۶۵

زیر سر ہیٹ پہٹ کی سارا بالش پر اوڑگیا
ہم یہ تڑپی دہجیاں ہو ہو کی بستر اوڑگیا

ناتوانی مین بھی ہون چالاک مثل برگ کاہ
جب ہوا آئی مری گہر مین باہر اوڑگیا

کیا شب غم مین فقط پران ہی ہوش و حواس
خواب بہی آنکہونسی مثل چشم اختر اوڑگیا

آدمی کیواسطی دنیا مین بہر زینت نہین
صورت رنگ حنا جب ہاتہ سی زر اوڑ گیا

یار کو جب مینی خط لکہا تماشا دیکہنا
خلق بازیگر کی کابک سی کبوتر اوڑگیا

گرمی رخسار سی کافور ٹہنڈا پڑ گیا
جلکی زلفونسی دو ہوین شکل عنبر اوڑگیا

مین گرفتار قفس وہ مرغ آتش بال ہون
صاعقہ چمکا فلک پر جب کوئی پر اوڑگیا

مین ہون وہ آہوی مخمور دہ سر جب پچکا
پرتو آئینہ سان سد سکندر اوڑ گیا

فرقت ساقی مین موج نشا خنجر ہو گئے
شیشہ گردنسی اپنا کاسہ سر اوڑ گیا

غافلو سنگین عمارت ایکدن برباد ہے
دیکہ لینا بنیہ آسا سنگ مرمر اوڑگیا

خانہ باغ عیش مین جسدن چلی باد خزان
بوریا گہر مین ہا فرش مشجر اوڑ گیا

اے امیر وراہ دنیا مین نہ چم خم سے چلو
پاؤنمین ٹہوکر لگی تو سر سے افسر اوڑگیا

بحر دود دل ہے رہا مجکو نہ شغل اشک و آہ
پانی ہوکر بہگیا مین خاک ہوکر اوڑگیا

پہر غزل

واعظ ہماری آگی مذمت شراب کے
تیپر نثار ہونگی نکرتی تہی عرض ہم
کس شوخ بد مزاج سی صلت نصیب ہی
پہر یاد آگئی مجھی ناگن سے زلف یار
تا عمر وصف یار کی لکھا پڑا کیے
ہم عاشقوں کیواسطی پوشاک ننگ ہے
کوثر کا جام اوسکو الٰہی نصیب ہو
میدان عشق مین مجھی ساتھ دے سکا
گجرا جو ہاتہ مین ہی تو بدہی گلی مین ہے
بیٹھی کبھی جو یار کی دیوار کی تلی

کیا خوب نشا ہمنی پیا تو بہک گیا
اب تو تمہین یقین ہوا اتو شک گیا
لتی لیی مری جو دوپٹا مسک گیا
پہر زہر عشق ساری بدن مین چٹک گیا
چلنی لگی زبان اگر ہاتہ تہک گیا
کی جسنی اپنی جامہ وری عیب ڈہنک گیا
کوئی شراب میری لحد پر چہڑک گیا
طبقہ زمین کا پاؤن تلی سی سرک گیا
بجلی کمر کبھی کبھی نہچا لچک گیا
سایہ نہ سہر پہ آنچل سی ٹہیر اسرک گیا

اپنی خدای پاک کا شاگرد ہون مین مجھ
تعلیم جو او دہری ہوا مین وہ بک گیا

دل سیر الیکی پہر مری سر سی پٹک گیا
شکوہ جو روی یار سی آنچل سرک گیا
دولت کسیطرح نہ رکی گہر سی جب چلے
روشن ہو کیون نہ داغ کی سکونسی نام عشق
نکلا کبھی جو سیر کو باچشم خونفشان

۶۸
کیا کہد یا رقیب نے کیا جیمین خنک گیا
اک نور چاندنی کی طرسی چہٹک گیا
کاٹا زمین مین جو خزانہ سرک گیا
چلکے خدا نے جسکو دیا وہ چمک گیا
ساری سڑک کو خون جگر سی بہر گیا

انسان ہے بری ہی جیلاوہ ہی کیا ہی وہ
جب ہاتھ ہمنی یار پہ ڈالا نکل گیا

مژگان یار کا جو بھرا رخ یہ عنم ہوا
پلٹن نکل گئی کہ رسالا نکل گیا

شاید کہ آب تیشۂ فرہاد اشک تھے
کیا کیا پہاڑ کاٹ کی نالا نکل گیا

بعد فنا ہوی ہی جہانگشت میر خاک
دم کیا نکل گیا کہ کسالا نکل گیا

بی یار میری سینی مین ٹھیرا نہ ایکدم
ہر چند مینے دلکو سنبھالا نکل گیا

ای بحر کشتہ ہو گئی ہم بیچ رقیب نہ
میدان متحانسی فی الا نکل گیا

تیری گلی سی جان بلب اک ناتوان گیا
کیا جانیں اوٹہ کی چار کی کاندھی لگھا گیا

رسوا کیا نہ عشق نی مجکو کھان کھان
پیچھے مری گئی یہ بلا مین جہان گیا

مجہ ناتوان کو دیدۂ گریان نی کھو دیا
کیا جانوں بھکی آنسو نمین مین کھا گیا

گل سے نہ عندلیب کو صحبت ہوئی نصیب
صیاد ظالم آیا اگر باغبان گیا

اللہ ری سوز عشق تری سربلندیان
زیر زمین جلا مین فلک پر دھوان گیا

اک بادشاہ حسن کی نالش خدا سے ہے
ڈنکی کی چوٹ عرش پہ شور فغان گیا

قسمت نے باغ خلد سی بھی مل ہٹا دیا
مین اس چمن سی داغ بدل لا لسان گیا

دیکھو گی سر رقیب کا بندیکی پاؤن تک
جسدن خراج ہاتہ سی ایجان جان گیا

دولت ہماری یار کی قدمونکی ساتھ ہے
پیچھی وہان گئی وہ جہان میہمان گیا

جب خال سر بینی محبوب پر بنا
گلدستے پر بلال براے اذان گیا

چہرونکی دستے بنگئے سوفار تیر کی
ضایع نہ مجہ قتیل کا اک استخوان گیا

[illegible]

جانبازی کی ہمت سے ... رتبہ بوستان کا بڑھ گیا
میں گرفتاری ہوئی گر عشق مجنون کا بڑھ گیا
پھینکدین ... تصویر داغ سودا بڑھ گیا
نقش پا بیمار ہے ... داغ سودا بڑھ گیا
محتسب میری ... چھالا بڑھ گیا
شیشہ ... سودا دل کا پھپھولا بڑھ گیا
سرے قابل ہی اب باغ جوانی ...
نخل الفت کی قامت کا بوٹا بڑھ گیا

ردیف الف

۷۲

چل بسا جوبن تو کیا معشوق بن ٹھن گیا
داغ حسرت بنکی منہ کا تل پھبن میں ہگیا

حل ہوا کب خال کا عقدہ سخن میں رہگیا
یہ الاچی دانہ شاعر کی دہن میں رہگیا

نیمچہ کھنچکر جو دست تیغ زن میں رہگیا
آتے آتے آب خضر اپنی چمن میں رہگیا

مٹ گیا حرف غلط کی شکل کا ہنس سے بدن
صورت معنی میں لفظ پیرہن میں رہگیا

جب لکھا حال کمر سکتہ نہ نکلا شعر سے
جب کیا وصف دہن عقدہ سخن میں رہگیا

جامۂ ظاہر پرستی سے نہ باہر ہو سکے
زندہ خلعت میں ہا مردہ کفن میں رہگیا

میگساران سخن بھر چکے اپنا قدح
اب ہمارا دور آخر انجمن میں رہگیا

مشتعل ایسا ہوا اپنا گل داغ جنون
پنبہ زار استخوان جلکر بدن میں رہگیا

شعر کو ارباب معنی کہتے ہیں سحر حلال
اسم اعظم کا اثر نقش دہن میں رہگیا

جب کھلا میری سیہ کاری کا دفتر حشر میں
آتے آتے آفتاب اپنے گہن میں رہگیا

ہم اگر بیرالعلم اسکو کہیں تو شبہ کیا
ای پریرو جو گرا چاہ ذقن میں رہگیا

تمنی گوری گوری ہاتھوں سے جو مٹی دی مجھے
نور چھن چھن کر منونا اپنی کفن میں رہگیا

وضعداری نے چھپایا عیب مجھ دیوانی کا
پردہ عریانی کا ثابت پیرہن میں رہگیا

پھنس کے ہم دام محبت میں نچھوٹے لاعلاج
زلف کی جھوٹی نے مارا دل شکن میں رہگیا

وای غربت اسطرح نکلا میں جیسے بوی گل
ای جنون جوڑا گلی کا بھی وطن میں رہگیا

دشت وحشت میں نہ میرا ساتھ کوئی دے سکا
جنگلوں کا فاصلہ مجھمیں ہرن میں رہگیا

گھٹ گیا ابر بہار اوٹھکر تو ثابت ہوا
آتش گل سے ہوا ن ہوکر چمن میں رہگیا

[illegible]

ردیف الف

وقت آخر ہمین وہ یار دکھایا نگیا — ہمتو دنیا سے گئے آپسے آیا نگیا
راز پوشی سے کبھی ہاتہ اوٹھایا نگیا — نبض دکھلا سی مرض اپنا بتایا نگیا
پھوٹ نکلی نہ کسی سینی کی اندر خوشبو — مشک تھا داغ محبت کہ چھپایا نگیا
میرا دل کسنی لیا نام بتاؤن کسکا — مین ہون یا آپ ہین گھر مین کوئی آیا نگیا
ہاتہ اوٹھا بیٹھی ہم اس زندگی شیرین سے — غم جدائی کا یہ تھا تلخ کہ کھایا نگیا
جب کیا قصد کہ احسان کسیکا لوئین — آبرو گھٹنی لگے ہاتہ بڑھایا نگیا
آج وہ حال ہی اپنا جو کسینی پوچھا — ہوگئے قفل دہن شرم بتایا نگیا
رنج پونہچا جو محبت مین تو راحت سمجھی — دکھ اوٹھایا کبھی دل اوس سے اوٹھایا نگیا
کچھ نہ پوچھو لب شیرین کی حلاوت ہمسی — یہ وہ حلوی ہی کبھی بانٹکے کھایا نگیا
حیف آنکھون سے بھی تکتی مری تشنہ لبی — منہ مین پانی قطرۂ تر سی چوایا نگیا
ناتوانی کا برا ہو ہم ادہر کو جو چلی — تیورا آگئی گر گر پڑے جایا نگیا
مغز چاٹا کیی اندوہ نصیحت والے — غم ہمارا کسی غمخوار سی کھایا نگیا
دوست کب دوست کا ہوتا ہی مخل راحت — سوگئی پاؤن تو ہاتھونسی جگایا نگیا
کب حرارہ دل بیتاب کا رونی سی گھٹا — شعلۂ برق کبھی منہ سے بجھایا نگیا
آمد یار کی کیا نہ سنی گرم خبر — عمر بھر راستہ دیکھا کوی آیا نگیا
جسکے جویا ہوی ہم ڈہونڈہ نکالا اوسکو — عقل گم ہی کہ مزاج آپکا پایا نگیا
اوسکے کوچی سی ضعیفی مین بھی اوٹھتی قدم — سر پہ دہوپ آگئی دیوار کا سایا نگیا

قتل ہوا کیا منصب بابا اللہ ری عاشقی کے شیوے / جان تجی قاتل پر صدقے کی تیغ نے انعام کیا

ہاتھو نپر پوتھی کو اوٹھایا طاقیہ رکھا مصحف کو / دل نے بتونکا کلمہ پڑہا عشق نے ترک اسلام کیا

رنج والم مین عمر بسر کی قسمت کا شکوہ نکیا / دن کا آشفتہ سیر مین کچھہ نہ غم ایام کیا

اوسنے تو بی پروائی بہت کی ہمنے ہی اسکی عمر / جان لبون پر آئی پر اوسکو آنیکا نہ پیام کیا

بحر نے کام اچھا نکیا بیباک ہوے بدنام ہوے / کمری پر گیون جام کشی کی آپکو طشت از بام کیا

شکست و ریخت مین ہین کیسے کیسے مکان کیا کیا / بغیر روح ہین تنکی خرابیان کیا کیا

تلاش یار مین ہین بیقراریان کیا کیا / برنگ باد صبا ہوتے وان وان کیا کیا

کبھی ستارہ جو میری نصیب کا چمکا / چراغ پا ہوا شدید آسمان کیا کیا

خزان گلونکی عدو باغبان عنادل کا / چمن کے ساتھ اوجڑتی ہین آشیان کیا کیا

اکڑ کے چلتی ہین رکھکی ٹوپیان ٹیڑھے / امنگ سے ہین مانی کی نوجوان کیا کیا

ہمارے یوسف دلکا کہین پتا نہ ملا / روان دوان ہے اشکونکی کاروان کیا کیا

کلام کرتی نہین باغ حسن کی بوٹی / پکارتے ہین و والی ہین بوٹیان کیا کیا

کوئی نہ سہرہ پہ ٹھاتا ہی اب آنکھون پر / ہمارے اوٹھ گئے دنیا سے قدردان کیا کیا

شگوفونکی ہی ہری ڈالیو مین کیفیت / نکال لائی ہین قلعین گلابیان کیا کیا

گران ہین ٹوٹے سے زلف یار کی کڑیان / اوٹھائے بوجھہ یہ مجنون ناتوان کیا کیا

رہے خدا کی حفاظت مین مشت خاک مری / ہوا و حرص کی اوٹھی ہین آندھیان کیا کیا

ردیف الف

۷۹
قارون نے سر پر اپنی خزانا اوٹھا لیا
ہمنے جو خرچ یار کے گھر کا اوٹھا لیا

کیا بات تھی کسینی جو بوسہ طلب کیا
ہونٹھون نے قتل عام پہ بیڑا اوٹھا لیا

مین کس بلا سی ہجر کی شب کو مثال دون
پہر موت ہی نہین جو یہ صدما اوٹھا لیا

عاشق ہین ہم و قدرت پروردگار ہے
گردون سی ہی جو بوجہ نہ اوٹھا اوٹھا لیا

ایسا مین ناتوان ہون پونہچا اوکھڑ گیا
جب ہاتہ مین خلال کو تنکا اوٹھا لیا

کچہ حرف ہو تو کیون نہ خبر آئی یار کی
قاصد نی تھیلی دی ہمین توڑا اوٹھا لیا

کچہ کم نہین ہے نال سے بہول اوسکی ہاتہ مین
اوسنے چھری اوٹھائی تھی اگا اوٹھا لیا

نفرت ہماری خاک سی باقی ہی یار کو
رکھا قدم تو پاینچہ اپنا اوٹھا لیا

ساقی کی عاشقی مین دوانی نکل گئے
جم ہوگیا فقیر پیالا اوٹھا لیا

تیر قرہ بھی لیس ہی میری قتل پر
ابرو کی تیغنی تو ہی بیڑا اوٹھا لیا

مر کر بھی عینہ لگتی نہین ہے زمین کو
عاشق کا جین تجہ نی خدایا اوٹھا لیا

کیا کیا فریب کی قدری لوٹتی ہین ہم
گولی بچا گئی کبھی گولا اوٹھا لیا

ہمسے نہو غبار یہ باور نہین ہمین
گو تمنی خاک پاک کا کنٹھا اوٹھا لیا

ای ہجر اوسکی عشق مین اللہ موت دی
جسنے کہ مر کے اپنا جنازا اوٹھا لیا

۸۰
گھبرا کی ضبط سے جو دل اپنا اوٹھا لیا
نالون نی سر پہ عرش معلا اوٹھا لیا

اس باغ مین چلی ہی ہوا اتہام کی
چوری لگی گلونکی جو پتا اوٹھا لیا

بھرا ہی آنکھ مین جادو کھلا اشارۂ سے
بہت کمر کی لچکنی کا ہی خیال انکو
چڑھا خمار جو سر پر اوتر گئے غرت
اوٹھا کی داغ لیا حق سعی کا پیسا
ہوا کو جان دی مینی زمین کو سٹے
معاف کیجی خدا نی ضعیف پر تکلیف

زبان کا مژدہ بیزبانسے کام لیا
جو دو قدم بھی چلی پائچونکو تھام لیا
عمامہ رکھ کی گرو ساغر مدام لیا
نہ مرتشی کیطرح ہمنے زر حرام لیا
ادا کیا دم رخصت جو قرض وام لیا
ستم کیا اکر اب دست و پا سے کام لیا

قسم کھاونگا تیسون کلام کی اسی بحبر
کیگا خواب مین بوسہ تو لا کلام لیا

۸۲

سخت صدمونکی تلی بیدل ناشاد آیا
عقل کے جال مین کب حسن خدا داد آیا
وہ فسونساز محبت جو مجھے یاد آیا
آبرو نشتر فولاد کی اللہ رکھے
بنگیا شعلہ جوالہ فلک کا دورہ
ناموافق ہے بہت کوچۂ جاناں کی ہوا
جذب وحشت نے دکھایا اثر مقناطیس
نقشہ کھینچنے ندیا نازنی بدلی سو رنگ
ناتوان ہوکی سزاوار اسیری ہو ہم

پھر آئی مری گھر مین جو صنم یاد آیا
اوڑ گئی ہاتھونکی طوطی جو وہ صیاد آیا
سامنے بنکی پری شعلۂ فریاد آیا
جبکہ ہم مین نرہا خون تو فصاد آیا
منہ سے باہر جو کبھی شعلۂ فریاد آیا
گل خندان مین گیا نکہت برباد آیا
رگ پھڑکتی نہ لگی دیر کہ فصاد آیا
پھر گیا گھر کو خجل ہوکے جو بہزاد آیا
لغزش پا ہوی زنجیر تو حداد آیا

اصل کو اپنی نہ بہولا کسی عالم مین ایاز
تنبیہ بوٹی نہ ہی زاغ کمان کا طعمہ
واقعی منزل ہستی ہی مقام غفلت
موت کو شگنی جانکے ایسا بہولے
صورت حباب کے آنکھونکی تلی پھرنی لگے
قد آدم کو ہی شعلہ جو بھڑک کر اوٹھا
ملک الموت بس اب سیب نگاہین مجکو
سرو و شمشاد کی پود ہی جو نموار ہوی
چوٹی گندہ ہوئی ہوہی یار نی کہلوا ڈالے

جب مجے سلخ ہوا ماہوس کہن یاد آیا
واہ کب مین تجہی او تیر فگن یاد آیا
جو یہان آیا اوسی پہر وطن یاد آیا
گور یاد آئی کسیدن نہ کفن یاد آیا
آگیا منہ کو کلیجا جو وطن یاد آیا
اوس پریزاد کا بیساختہ پن یاد آیا
جان پر بن گئی اوس گلکا ذقن یاد آیا
تیر ابو ٹا سا قد ای شک چمن یاد آیا
رحم آیا کوی محبوس سن یاد آیا

بحر کیون آہ بہری تمنی او آنسو بہر لای
بیٹھی بیٹھی تمہین کیا مشفق من یاد آیا

اک خاک کی پتلی کا وہ جوبن نظر آیا
عشاق کی دل کا جو نظارہ کیا ہی
کچہ ایسے گلے پڑگئی ابرو کی محبت
سی بیٹھی آنکہو نکو تماشای جہان سے
گلہای شہادت ہوی مجبر جو نچہاور
جب اپنی گریبان مین منہ ڈال کی دیکھا

خورشید چراغ تہ دامن نظر آیا
پتہر کو بھی دیکھا کوی آہن نظر آیا
تلوار کا ڈورا رگ گردن نظر آیا
ہر موی مژہ صورت سوزن نظر آیا
پہیلا ہوا تلوار کا دامن نظر آیا
دلسے نہ زیادہ کوی دشمن نظر آیا

ردیف الف

کبھی چھم باجی کی کھڑائی جو اہل اُڑائی وہ شیشہ بجائی

چلے جو عاشق پہ تیر و خنجر ہوا وہ سر سبز سرخ ہو کر

اسی سمجھتی ہیں جو ہیں غازی کی سر لٹانا ہے سرفراز کے

ہوی یہ بربا و زندگانی رہی ہے ہستی کے کچھ نشانے

پیچھے چاہنے والی چاہتی ہی گلی کا ہار اپنا کر کی رکھیے

وصال محبوب کی تمنا کسے پر اظہار کی تپ صلا

چھک رہے ہیں چمن میں بلبل مہک رہے ہیں کھلی ہوی گل

فسو نگے بولو نہ یہ گت بنائی چھلاوہ بنکر ستار آیا

چھڑا ہا سر و بکا اگر سنا نہ پہال الفتمیں بار آیا

کریگا کیا کوئی عشق بازی ہیں جان بد بد بار آیا

صبا نے ہر چند خاک چھانی نہ ہاتھ مشت غبار آیا

دی نہ کس کسنی اسکو دہاگی دم میں وہ گلعذار آیا

قرآن سعدین میں یہ چھپا جو کوئی اختر شمار آیا

چھلک رہی ہیں پیالہ مل خوشی ہے بہار آیا

بتاؤ ای بحر اپنی جیلی سی تمنے چھول لگی کی

خوش آئی صورت کسی پری کسی یہ تمکو بھی پیار آیا

ردیف الف

۸۶

محبوب جدائی تجھی نایاب بنایا

جب کچھ نہ بنی عشق نی بیتاب بنایا

اوس حسن کی دریائی جو بہر کر مجھی دکھایا

سرمست شہادت ہیں تری عشقمیں ساقی

آگاہ کیا عشق نے قانون وفا سے

سب عضو بدن شمع صفت بہگئے گھلکر

اک رات اوڑائی نہ مزی دختر رز سے

جسم ایسا دمکتا ہی کہ کپڑی جھمک اوٹھے

قد سرو کیا رخ گل مہتاب بنایا

خو بنگیا شعلہ سے مجھے سیماب بنایا

موج قدم ناز کو گرداب بنایا

آب دم خنجر کو سے ناب بنایا

جب ناخن شمشیر کو مضراب بنایا

اس سوزش دل نی مجھے سیلاب بنایا

ساقی نی بط می کو بھی خراب بنایا

تینو کو تری حسن نے کمخاب بنایا

كبك طاؤس اكدن هين يار كي نخچير پا | ٨٨ | هين جهري وهي كماين اونگليان هين تير پا
پاؤن كو سبزه لگا هي ضعيف وزار هون | | چين پيشاني هوي گويا خط تقدير پا
سير كو نكلا جو مين ديوانه آتش قدم | | آگ جنگل مين لگي الله ري تاثير پا
كيا رها واژون نصيبو كو كريگا انقلاب | | هتهكڑي زنجير هوگي هتهكڑي زنجير پا
مين بچها ديتا هون آنكهين جب وه كرتا هي خرام | | تيليونپر كهينچ دي تا نقش پا تصوير پا
عرش پر پهنچي هوي نعلين جسكي سير كي | | پوچهيے موسي سي اوس محبوب كي توقير پا
حور كي گالونكو نسبت اوسكي تلوونسي نهين | | كيا يد بيضا سي ون تشبيه هي تحقير پا
خون كا دريا بهيگا يار تيري چال سي | | عاشقونكو موجه رفتار هے شمشير پا
بوسه دينيكي طريقي پر قدم ٹكتا نهين | | دست مسك سے سوا هي يار كي تاخير پا
سن رها هون يار كي باتين قدم اٹهتا نهين | | هوگئے جادو بياني سي يهان تسخير پا
كوچه گردي سي كسي صورت قدم ركتي نهين | | كاٹ ڈالون اپني كونچي هي يهي تعزير پا
توڑتا پهرتا هي اپني پاؤن گليونمين گدا | | بوريے كا نقش كيون كرتا نهين تسخير پا
دم خفا هوكر همارا طوق گردن هوگيا | | نازكي جاونكي آتي هين موي زنجير پا
جاده مجنون نمائي پر جو وه ركهي قدم | | لے يد بيضا سے بيعت يار كي تنوير پا

پس گيا ايي تجبر اوسكي چال پر جيسے سيم زر
سب كفش پاني دي آواز شمشير پا

وه شكل عمرو قمر گهات پر نهين آتا | ٨٩ | كبهي اندهيري وجالي نظر نهين آتا

ردیف الف

قطعہ

[illegible] کوئی بلبل ہی داغوں کا فروزندہ بنایا
[illegible] بر جلایا تو ہوتا
[illegible] مجھی نسیم گلشن
[illegible] در و دیوار بنایا تو ہوتا
[illegible] بہ ردوار کے
[illegible] کو آیا تو ہوتا
نہیں یہ بھی شکوہ نہ آسمان سے
[illegible] سنایا تو ہوتا
در و بام کا ہمخواباں نہیں میں
مری آشیانے میں آیا تو ہوتا

رشک بلقیس کو لکھتا ہوں کچھ اپنا احوال	نامہ بر آج مرا مرغ سلیمان ہوتا
آہ سوزاں کی ہوائی نگئی تا بفلک	چرخ چرخی کی طرح سے شرر افشاں ہوتا
شور چشمی صنم سے جگر افگار ہوں میں	دل کے بدلی مری پہلو میں نمکداں ہوتا
سوزش دل کو بہت ضبط کیا ہے میں نے	دیکھتی آگ برستی جو میں گریاں ہوتا
ہو نہ چیٹوا ہی میں کیا کیا مجھی ان ہونٹوں سے	زہر کھاتا تری شکر کا نہ خواہاں ہوتا
رات کو یار کے پہر سے جو دامن سرکا	اپنی حالی میں سحر سر بگریباں ہوتا

بحر کہیں وے سے اعمال مجسم اپنے
آدمی مجکو سمجھتا جو وہ انسان ہوتا

ولہ

[illegible] داغ ہی سے سودا بہار میں ہوتا
کبھی تو دو رمغاں [illegible] پھولوں کی ہار میں ہوتا
پیالہ ہاتھ میں [illegible] روزگار میں ہوتا
اگر [illegible] شیشہ کنار میں ہوتا
[illegible] میں ہوتا تو صورت ساحل
وہ بحر حسن ہمارے کنار میں ہوتا

ردیف الف

دم مرگ بالیں پر آیا تو ہوتا	۹۱	مرے منہ میں پانی چوایا تو ہوتا
یہ سچ ہے وفادار کوئی نہیں ہے		کسیدن مجھے آزمایا تو ہوتا
تسلی نہ دیتا تشفی نہ کرتا		مرے رونے پر مسکرایا تو ہوتا
مجھے اپنی فرقت سے مارا تو مارا		دم نزع مکھڑا دکھایا تو ہوتا
غلط ہے کہ مردہ نہیں زندہ ہوتا	ق	تو میرے جنازے پر آیا تو ہوتا
وہیں چونک اٹھتا میں خواب لحد سے		مرا شانہ تو نے ہلایا تو ہوتا
ہوا عید کے دن میں قربان تجھ پر		بلا کر گلے سے لگایا تو ہوتا
مرے قتل پر تمنے بیڑا اوٹھایا		مرے ہاتھ کا پان کھایا تو ہوتا
وہ سنتا نہ سنتا ہوس تو نہ رہتی		مرا حال ہمدم سنایا تو ہوتا

[illegible]

بھلا ہوا کہ نہ مجھسے ہوا حساب کتاب — شمار جرم نہ روز شمار مین ہوتا
ہماری دل کے نہ جوہر کھلی حسینوں پر — کبھی نہ آینہ دست نگار مین ہوتا

خدا سے عشق صنم مین بھی گلا ہی بحر
یہ دل ہماری ہی کچھ اختیار مین ہوتا

۹۲

وہ وحشی ہے دل عاشق کہ قابو ہو نہین سکتا — مسخر شیر ہوتا ہی یہ آہو ہو نہین سکتا
کوئی گل تجھسی ہمسر ان سے سمن بو ہو نہین سکتا — کوئی کانٹا تری لائق ترازو ہو نہین سکتا
کبھی تسخیر وہ افعی گیسو ہو نہین سکتا — شکن ہی نقش سحر جادو ہو نہین سکتا
تری جوٹھی صبوحی کی ہو مین ہاتھ پھیلائے — شہ خاور کا پنجہ شل ہی چلو ہو نہین سکتا
چکور آغوش مین کسطرح اوڑ کر چاند کو لے — نہ جس تک رسائی اسپہ قابو ہو نہین سکتا
کوئی مصرع بطرز مصرع بینی نہین ہوتا — کوئی مطلع بشکل بیت ابرو ہو نہین سکتا
بصارت ہو تو پھر دیدار اوسکا بالمشافہ ہے — کہ انکار فاینما تولوا ہو نہین سکتا
فروغ ماہ کیا ہو روبرو اوس روی نیکو کے — مقابل نیر اعظم سے جگنو ہو نہین سکتا
ہمین بن چشم سوزن مین نظر کوئی تیری ہے — کمر مین بال مین فرق اک سر مو ہو نہین سکتا
کبھی گلشن بہاری مین کبھی ٹی خزانی ہین — دو فصلی ہی مزاج باغ یکسو ہو نہین سکتا
مری ملین ہو خال صنم نقش حجر اسود — خدا کے گھر سے باہر اب یہ ہندو ہو نہین سکتا
ازل سے قاتلونکو نقش خوبی سی ہی محرومی — کسی تلوار کی پٹی پہ ابرو ہو نہین سکتا

نہ ہاتھ آیگی وہ زلف سیاہ کی ٹپکی بحر — قمر کنعان تیے لالہ سا ہو آنسو ہو نہین سکتا

ردیف النون

دیکھا ہے کشتگان عشق کا

تیغ مصری حلق پر ہوتی جو شہرت پانکتا	خون عاشق پر کمر باندھی ہوئی ہے خنجر رو

کیا خبر تجھی عاصیونکی بھی دعا مقبول ہی
بحر دنیا کی بکھیڑ سے فراغت پانکتا

۹۵

پھر اولٹ کر جو خبر میری مجھی جانان لیتا
سانس اولٹی نہ مریض تپ ہجران لیتا

وہ جو زنار پہنتا تو رگ جان لیتا
سر قشقی کی بدل خون مسلمان لیتا

ملک گیری پر اگر میانسی جانان لیتا
مورچہ تیغ کا اسلیم سلیمان لیتا

آستین سے کھلا ساعد رنگین اسکا
آڑی ہاتھون تجھی سی پنجہ مرجان لیتا

کیا کہون کوی خریدار محبت نہ ملا
بیچ کر جان مین اک بوسہ جانان لیتا

اگر ابرو نہ در جنگ کو تیغا کرتے
مورچہ تجھسی بھی مین بصیف مژگان لیتا

کیا خبر تھی کہ جلائیگا جنا مین تجھی مجھے
یادگار یکو مین کھل داغ عزیزان لیتا

کس و ناکس کو ڈبو کر ہوا پانی مشہور
بھیٹ مجکو یہ تراچاہ زنخدان لیتا

پیرہن تجھ وحشت سی بچاتا کیونکر
مین جو دہنکو چہڑاتا وہ گریبان لیتا

شرم غنچی کو رہی تیری دہن سی ورنہ
کہلتے ہین اوسی ہر اک گل خندان لیتا

حیف زاہد نی کسی گل کی حکایت نسنی
بخدا بیچ کے قرآن گلستان لیتا

تیری او تری ہوی پوشاک جو ہدیہ ہوتے
یہ کرندار کلہ مہر درخشان لیتا

دیکھتا جیسکی جلانیکا مزا آگلجین ہے
کوئی دو پیک کے اوج مرغ خوش الحان لیتا

لے نکلتا تری کوچی سی جو میر الاشہ
اسپ چوبیکا مرتبہ تن بیجان لیتا

ردیف الف

صبح جب رات ہوئی [illegible] اولٹا
[illegible] منتظر مین [illegible] تو کلیجا اولٹا
[illegible] افلاک کا [illegible] زمانا اولٹا
نظر آتا ہی [illegible] اولٹا
زینت رنگ بقا [illegible] اولٹا
اس مرقع کا [illegible] اولٹا
ملکتی چادر مہتاب نظر آئی [illegible] اولٹا

کیا سودا تھا جو یہ دفتر زبان لیتا
بحر دیوان تمہارا [illegible]
ای ضوبر [illegible]

[illegible]

97
وہ ہین جو مردمک دیدہ پرآب گھٹا — کہ جنکے سامنے ہوتی ہی آب آب گھٹا
بخار میکدہ سے ہو جو فیض یاب گھٹا — بجائے آب کرے بارش شراب گھٹا
فراق مین ہی سمجھا انکو عذاب گھٹا — دخان نار سقر سے ہی حساب گھٹا
مقابلہ جو ہوا میری چشم گریان سے — رخ فلک کا ہوا خال یہ سحاب گھٹا
حضور دیدۂ پرآب پانی بھرتی ہی — یہان نظر مین ہی مشکیزۂ پرآب گھٹا
وہ بال کھولی ہوی چڑھ گیا جو کوٹھے پر — فلک سے ہو گئی کافور مشکناب گھٹا
وہ دانہ ہو نہ مین کہ جسکی بہار عنقا ہی — وہ کشت ہون کہ جسے ہی سراب گھٹا
ہزار بار گرج کر برس گئی لیکن — نہ میری دیدۂ ترکی ہوی جواب گھٹا
ہمارے سینے سے اٹھا ہی آج ابر بخار — گلیم اوڑھ کی نکلی فلک جناب گھٹا
سنائے جب سے فسانہ ہمارے سینے کا — ہوی ہی چشم جہان سے خیال خواب گھٹا
خزان رسیدہ نہایت ہین گر نظارہ کیے — کسیکی سیخ نظر پر نہو کباب گھٹا
کبھی ہمارے تمہارے جو وقت تھو — گزر گیا اپنا بڑھا آپکا شباب گھٹا

کوی طلسم سے ہی بحر چشم دریا بار
دکھا رہی ہی مجھی پتلی تہ حباب گھٹا

98
برسکے باغ مین جنت کا لی ثواب گھٹا — خزان رسیدونکی منہ مین جو آب گھٹا
لب چمن مین کرے جانونی شتاب گھٹا — پہاڑون مین پھری دربدر خراب گھٹا
اسکے فیض سے آنکھون مین سے نکلی — شراب نابکی بوتل ہی لاجواب گھٹا

ردیف الف

دیکھنا حسن خداداد ذرا اوس بت کا
مار کر مجکو وہ تائب ہوے سفاکی سے
اونکی خدمتمین شب وصل گزاری ہمنے
آپکی جو حرکت ہی وہ ستم ہی صاحب
نہ کھنچی یار کی تصویر کسی سی ہرچند
اوڑ چلا ہاتہ سی وہ جبکوئی طائرِ دل
سیب ہاتھ سے جو ٹپکی تو یہ خوشبو پھیلے

شمع روشن ہوئی ماتھے پہ جو قشقا کھینچا
منکشف تیغ ہوئی بنی چلا کھینچا
چتی کی لی کبھی مٹھی کبھی پنجا کھینچا
اونگلی چٹکائی کبھی پائی پینچا کھینچا
رات کا سایہ دیا چاند کا نقشا کھینچا
زلف پیچاں نے وہیں مار کی پھندا کھینچا
عطر گویا کف رنگین نے حنا کا کھینچا

یار کی ساتھ میں دریا میں جو اوترا ای بحر
رسن موجنی کیا کیا مجھے باندھا کھینچا

نہ عرش پر مجھے لیجا نہ لامکاں پہونچا
کلام بحر نہ تا گوش قدرداں پہونچا
اوڑیگا گنبد افلاک سب نکلے غبارا
نثار کرتی ثریا کو تیری جھکے پر
چھٹا جو تمسی تو قید حیات سی چھوٹا
بہار سبز قدم کو نہ آتی دیر سے لگے
گئی بسنت میں گلدستی جابجا گلچین
زمانہ تشنہ دیدار ہی حسینوں کا

کمند آہ جہاں یار ہو وہاں پہونچا
نکل کے بحر سی موتی کہاں کہاں پہونچا
جو میری آہ جہاں سو کا دہواں پہونچا
ہمارا ہاتہ نہ بالائی آسمان پہونچا
ہماری گھر سی جو نکلا تو میں جہاں پہونچا
چمن میں کہیت پڑا لشکر خزاں پہونچا
کوئی تو اہل قفس کو بھی ارمغاں پہونچا
دلیل ہے جو یوسف پہ کارواں پہونچا

ردیف الف

پاک رکھا ہمین دنیا مین تہیدستی نے
دل غنی رکھتی ہین درویش امیرونکی طرح

آب زر سی کبہی دامن نہ ہوا تر اپنا
بوریا چاہیی مسند کی برابر اپنا

یہ بہی اک قہر ہی جو نشا مین لغزش ہمین
کشتی می ہی سنبہلتا نہین لنگر اپنا

نحس وہ اپنا ستارہ ہی جو ہو مسایہ
چھوڑ دی شکل فرح زایچی مین گہر اپنا

نامہ کیا یار کو پونہچا یا کہ معراج ہوے
عرش پر بیٹہ کی گونجی گا کبوتر اپنا

کوچۂ زلف مین کیونکر نہ مین سرگردان
کون اس بہول بہلیان مین ہی بہر اپنا

مین وہ بلبل ہون جو صیاد سجہی دور کر
لین عروسان چمن جب کی زیور اپنا

آہی وہ ن یار کی صورت کا تماشائی ہے
آئینہ بہول گیا میر بطرح گہر اپنا

بحر کیونکر نہ جہلکین ہم کس و ناکس کی حضور
تیغ کھینچے ہوی سر پر ہے مقدر اپنا

۱۰۳

مرگئی پر بہی نہو بوجہ کسی پر اپنا
روح کی ساتہ ہوا ہو تن لاغر اپنا

بیطرح دلمین ہرا رہتا ہی لفظونکا دیوان
دم نکلجای کسی روز نہ گہٹ کر اپنا

یار سوتا نہین منہ کرکی ہمارے جانب
کبہی کروٹ نہین لیتا ہی مقدر اپنا

تم جو وہ پہول چڑہاؤ تو خوشی مارے
قبر کہل جای جو پہلی تن لاغر اپنا

انتظام آپکی سرکار مین لازم ہے
بندوبست آپکا گہر مین ہی باہر اپنا

حور بہی تم ہو نگاہ نہین پری بہی تم ہو
ابتو ایجان دل آیا ہی تہین پر اپنا

نور برساتی ہی لفظونکی گہٹا چہر پر
پاؤن اوس کوچی مین پہسلی گا مقرر اپنا

ردیف الف

مسافر دم رخصت ہی ہم ہی غافل
دل اپنا دیکہی ہی ناحق کا درد سر لینا

مریض ہجر کو بچتے ہوئے نہیں دیکھا
جو بدخبر کوئی سنتا مری خبر لینا

پکارتا ہوں مگر یہ اپنے دہن کو
بکھر گئے صدف چشم کی گہر لینا

جو مرد ہیں بخدا آبرو پہ مرتی ہیں
جو آبرو پہ بلا آئی جان پر لینا

خدا بچائے اگر ابکی تیری جان ای بحر
نہ عاشقی کا کبھی نام عمر بھر لینا

۱۰۵

ہمنے جب قطع علائق پہ ارادا باندھا
بیمار کر خلعت شاہی کو لنگوٹا باندھا

اللہ اللہ نہ نکیتی پہ کمر باندھی ہے
آج تو چوٹ ہی صاحب نے انچا باندھا

ہمراہ اوٹھایا بہت آشفتہ سری میں ہمنے
بیڑی پہنی کہ فن عشق میں پاتا باندھا

گل ہے ہم چمن دہر میں لالہ نہوے
زر لٹایا نہ گرہ میں کبھی پیسا باندھا

میری سر میں نہ رہا درد خمار ای ساقی
دور باندھا تری ساغر نے کہ گنڈا باندھا

ماہ رو وہ نے خبر لی نہ دل افگار کی
چاندنی نے بھی جراحت پہ نہ کپڑا باندھا

غیر کی اوسنی سنی چشم مروت نہ رہی
نہ در گوش پہ اوس آنکھ نے پردا باندھا

ای پری جسنے پھنسایا تجھے ڈالیگا وہ کبر
پاؤں نہیں طائر سیماب کی ڈورا باندھا

رات گزری ہمیں روتے ہوا کس طرح فرقت میں
صبح کو آنسوؤں کی تار نے سہرا باندھا

دل نے ہر چند کہ بندی کی طرح سر پٹکا
نہ نکلنے دیا بالی نے جو حلقا باندھا

ماہ کو ہالہ نہ طوق غلامی ہوتا
اپنے سر پر کبھی آپنے شملا باندھا

رات بھر نظر آتی تھی کھلی بالوں سے
ہو گیا پچھلا پہر اوسنے جو جوڑا باندھا

مکان سے نکل آئے ہیں لامکین --- بدن میں دم نہ رہیگا جو اضطراب رہا
گناہگار سے کیا پوچھتے ہو اہل عدم --- خدا کا لطف رہا مجھپہ یا عتاب رہا
خبر نہیں مجھے دنیا تھی یا جہنم تھا --- یہ جانتا ہوں کہ میں مورد عذاب رہا
برشتہ بخت ہو نہیں لطف عیش کیا مجکو --- شراب آگ رہی کو ملا کباب رہا
کھلا نہ حال کسے مست لاابالی کا --- مدام منہ دہن شیشہ شراب رہا
کبھی نہ چاہنے والوں سے آپ کھل کے ملے --- اگر نقاب نہ منہ پر رہی حجاب رہا
رموز عشق یہ باتیں میں کسے کیا جائے --- کدہر ہوا میں مخاطب کدہر خطاب رہا
ق

بچھے ہوئے ہیں جو دیوان کائنات میں بحر
مزاولت میں ہماری وہ انتخاب رہا

۱۰۷

دم رہا جب تک قلق ہمدم رہا --- اشک آنکھوں میں جگر میں غم رہا
ضبط گریہ پر یہ آنکھیں ہیں گواہ --- جوش میں آکے دریا تھم رہا
مرگئے عادت نہ رونیکی گئی --- تر ہیں آنکھیں کفن بھی نم رہا
دیکھ لینگی وقت آخر بھی اوسے --- اوسکے آنے تک جو اپنا دم رہا
فاتحہ تھا کس شہید عشق کا --- رات بھر درگاہ میں ماتم رہا
راستی پر بال بھر آیا نہ حسن --- کج رہی زلف اور ابرو خم رہا
ضبط نے رکھی لب فریاد بند --- صبر میری زخم کا مرہم رہا
شعلہ تھا عہد جوانی اوڑ گیا --- برف تھا ہنگام پیری جم رہا

ولہ

ردیف الف

ردیف الف

شب فرقت برنگ نوحہ بارو دو ہنا چاہئے
تجھی اے مرغ عیسی آج موسیقار ہونا تہا

مقرر فاتحہ کو یار آتا یا عیادت کو
اگر مرنا مجھی دشوار تہا بیمار ہونا تہا

ادای قامت محبوب کیجئے تو مین ہو
جو چوب ناتراشیدہ تہا جو بردار ہونا تہا

بشکل نقطہ ہم گردش سی الین بیٹھی کنج ہو کر
طناب عمر کو اپنی خط پرکار ہونا تہا

وبال خلق سی الف رسا کا ہیگی قد میرے
اسی چہڑ بکیصوت طرۂ دستار ہونا تہا

بہلا کیونکر نہ تیغ ابرو محبوب خم ہوتے
ہمارا خون ناحق آکی سر پر بار ہونا تہا

لپیٹ کر یار سی تیغ اک شب وداعی نا کا
ہماری طالع خوابیدہ کو بیدار ہونا تہا

پریرونکی نظار سی کیا پرہیز کرتا مین
مقدر مین لکہا تہا عشق سی آزار ہونا تہا

جو شوق دید تہا تو جلوہ گاہ یار مین لیجئے
تجھی آئینہ بنا تہا تجھی دیوار ہونا تہا

تمنا تہے جو شاخ تیغ قاتل پر نشیمن کے
ہماری مرغ جان کا طوطی زنگار ہونا تہا

بڑی ہی پلو تہی کی یار تیری تیر مژگان نے
اٹک کر رہگیا ولیکن جگر کی پار ہونا تہا

نہ قالب مین پہر آئی ہے فنا سی روح روان نکلے
بڑہا کر اتحاد ایسا ہی کیا بیزار ہونا تہا

تماشا دیکہتی ہم ہی فرا نیرنگ قدرت کا
کبہی اپنی ہی خارستان کو گلزار ہونا تہا

نہ تہی امید دریا شہادت پر نکلین گے
خدا کو آبرو کی تہی بڑا پار ہونا تہا

محبت کی جہت نامہربان سی وائی ناکردا
مسیحا دیکہ لینا تہا تو پہر بیمار ہونا تہا

فنا ہوکر ہی کوی یار سی اوٹہنا نہ لازم تہا
ہمین مٹی بکڑ کر سایۂ دیوار ہونا تہا

گل نقش قدم اوسکی چڑہائی فاتحہ پڑہکر
مزار عاشقان کو تختۂ گلزار ہونا تہا

جس روز تک بال نہ رکہی تہی یار نے | داخل ہماری اپچی مین نہ وہ ذنب تہا
کیون مجکو دیکہتی ہی نہ رہی سی ہٹ گئے | عاشق فقیر تہا کوئی حاجت طلب تہا

ق

باہر نکل کے روپ نکالا ہی آپنے | پردیکھین تو کچھ اور نہی عالم عجب تہا
جوڑ یکو پلیٹ نہ آئی تہی جان جان بن | زلف دوتا کو بیچ مین لانیکا ڈہب تہا
چوٹیکی چاندکی مری سر پر بلا رہی | کس رخ سی مجکو چاند کف مار شب تہا
ہر ایک جز و کل نظر آیا کیا جو غور | دیکہا وہ آئینہ نکوئی جو حلب تہا
وہ میری دل کا آئینہ توڑا ہی یار نی | بیعانہ جسکا آج خراج حلب تہا
دل لیچلی تہی جان ہی لینی کو آتی تہی | یہ بیٹہنا بغل مین مری بی سبب تہا
کسکو جلا کے آپنی پیدا کیا یہ نام | قتال تہا خطاب مسیحا لقب نہ تہا
خورشید جو اسکو نہ لکہا تو کیا عجب | میری کتاب مین یہ لغت منتخب تہا
وہ لب بلب ہوا جو شب وصل کیا کہون | تہا انگبین شان مین شیرین لب تہا

لیتے ہی بوسہ وہ لب کا مین گیا
ای بحر ہلدی کی گرہ تہی طب نہ تہا

ردیف الف

کب سکندر کی حقیقت نہ قلندر سمجھا | اپنی ٹٹی سی نہ آئینی کو بہتر سمجھا
یون تو خرمن کو مین کوڑی کی برابر سمجھا | آبرو ہی جو ملا دانہ تو گوہر سمجھا
آنکہ لڑتی ہی مین آپکو جان پر سمجھا | گھر کی پلکو مین سر اپنا تہ خنجر سمجھا
جو ملا خوان کرم سی اوسی بہتر سمجھا | آگیا زہر بہی حصی مین تو شکر سمجھا

[illegible] اچھی ہین ... جان جہان بہت اچھا ... باغبان میں ... بہت اچھا ... نشان بہت اچھا ... فغان بہت اچھا ... بہت بہتر ... نوجوان بہت اچھا ... تو قیامت

[illegible] مری آرام جان بہت اچھا
نثار لاکھ ہم ... تمہاری قدمون پر
... امتحان بہت اچھا
ہزار میں ... نوجوان بہت اچھا
مری نگاہ میں ... کہیں بہتر
مقام خلد سے تیرا مکان بہت اچھا

ردیف الف

خال عارض کی محبت مین مع داغ جل بیڑیان پا کی عناکب مین پڑی ہستی مین کچھ نہ معلوم ہوئی لکی حقیقت مجکو		شعلہ نکلا مین جسکی بجت کا اختر سمجھا قید خانہ نظر آیا مین جسکی گھر سمجھا کبھی شیشہ اسی سمجھا کبھی پتھر سمجھا

بے لبا مین ہی تلوار کا اسلوب بے بحر
اپنی جوہر کو مین اپنی لیے زیور سمجھا

مرگ کو زیست ہمارا دل نادان سمجھا ایسی بربادی ان آنکھون نے دکھائے مجکو کیا ہی پرنور ہی انداز خرام اوس شیکا چشم تحقیر سی دیکھا نہ کسیکے جانب جسکا انجام بلندی ہو وہ پستی اچھی بے نقابی مین ہی رخسار کا پردہ کھلا	۱۱۲	تیغ جلاد کی ڈور کو رگ جان سمجھا اپنی پلکو کو مین خاشاک پریشان سمجھا نقش پا کو مین دیوالی کی چراغان سمجھا ذرّے ذرّے کو مین خورشید درخشان سمجھا دلو بخت اپنی کنوین کو مہ کنعان سمجھا کوئی قرآن اوسی کوئی گلستان سمجھا

کوئی سمجھا نہ مجھی خاک چمن بے ای بحر
خس و خاشاک کو مین سنبل و ریحان سمجھا

یہ کیا لکھا مجھی او بد زبان بہت اچھا تمھین تو او بھی اشخاص پیار کرتی ہین کسی یون نہین پڑتی نگاہ خون آشام نہ ہو دو چار نہ بولو نہ اختلاط کرو	۱۱۳	سنا لی اور بھی دو گالیان بہت اچھا ہمین یہ جور و جفا مہربان بہت اچھا ہمین ہین تیر ستمکی نشان بہت اچھا بہت بجا بہت اب نہ میان بہت اچھا

[illegible]

دل برخاستہ گیا زلف کے رنگی سی گئے
تیر کے پاؤن مین چلے نہ سلاسل دیکھا

ہمتو سمجھی تھے بگڑ جائیگی صورت خط سے
یہ حسن آئنی کا خاک سے زائل دیکھا

دوست کے دل مین عداوت ہے کیا کہتی ہین
جام غور مین بہرا زہر ہلاہل دیکھا

بدر ہین گرچہ نمایش مین ہین مانند ہلال
غم نہین ہکو جو ناقص نے کامل دیکھا

مال میت بہی جو نکلا تو لیا واعظ نے
کبھی وکمڑ سی قزاق کو غافل دیکھا

بحر کس تا رہین کہتی ہو عقائد اپنے
کبھی زنار کبھی سبحہ حمائل دیکھا

ردیف الف

115

وہ جلوہ آہ دل پر شرار مین دیکھا
نہ پہلجھڑی مین نہ ہمنی انار مین دیکھا

عجیب نور ہے دل خاکسار مین دیکھا
چراغ مہر کو روشن غبار مین دیکھا

تمہاری آنکھ نی دل غازی کا صید کیا
ہرن کو شیر پہ غالب شکار مین دیکھا

فرار کر گئی سوی مزار تن سی روح
نہ جب اجل سی مفر اس حصار مین دیکھا

مجھے تو آپ پلاتا شراب یو واعظ
نہ میرا حال کسیدن خمار مین دیکھا

قدم نہ آگی بڑھاتی پلٹ کے پھر آتے
نہ پھر کی تمنی مجھی اضطرار مین دیکھا

تمہاری زلف کا نظارہ بھی تماشا ہے
جب آنکھ لڑ گئی پتلی کو تار مین دیکھا

طریق عشق مین شاہ و گدا برابر ہین
قدم کا فرق نہ پیدل سوار مین دیکھا

اجل کے خوف سی لرتے تھکے ہم
مزا نہ زندگی مستعار مین دیکھا

چھری فراق کی چلتی ہی مر گئی بحر ہم
تمہارے کشتے کو بسمل مزار مین دیکھا

[illegible]

تیر مژگان دل میں لگنے سے چھاتی کا م آخر ہوا	شیر میرا ساہے کے صوت نیستان لیچلا
تیری کوچے سے نکلنا ابھی پری مدعا ہے	خاک کی ذرے سے وڑا کر میں چراغان لیچلا
کس طرح کانٹا تیرا چبھو نکا تھا اے باد خزان	باغ سے مجکو اوڑا کر سوی زندان لیچلا
جب خبر پہنچی مجھے جاری ہے اوسکا کلک عفو	دستخط کو میں بہی اپنی فرد عصیان لیچلا
کون خارستان دنیا سے گیا ثابت قبا	گل بھی پرزے پرزے اپنے جیب و دامان لیچلا

داغ دل کل پھول آنکھیں ہین مرقد آہین نسیم
بحر میں صیاد لی گہر مین گلستان لیچلا

۱۱۷

آشنا کوئی باوفا نہ ملا	کشتی دل کا ناخدا نہ ملا
چاہی مرہم نمک چھڑکنا تھا	زخم کہانے کا کچھ مزا نہ ملا
اوسکے کوچے مین ایسے ہولی ہم	گھر کے جانے کا راستا نہ ملا
دل دیا جسکو رنج ہے پایا	کوئی دلدار باوفا نہ ملا
زندگی تلخ ہو گئی اپنے	تجسے ملنے کا کچھ مزا نہ ملا
دیکھ لی ہمنے دوستی تیرے	ہمسے اب آنکہ بیوفا نہ ملا
کچھ اجارہ نہیں تبی نہ نبی	کیا شکایت ہے دل ملا نہ ملا
آسمان پر دماغ یار رہا	کبھی جھک کر وہ مہ لقا نہ ملا
بوسۂ لب کی تمسے کیا امید	ایک بیڑا بھی پان کا نہ ملا
ڈھونڈھتے ہین کنشت مین جا کر	شیخ کعبے مین تو خدا نہ ملا

ردیف الف

[illegible]

وصل مین فصل نہ باقی رہی یکجان ہین جان
جیسے پہلو مین ہی ال عین آغوش مین آ

ہاتھ آئیگا مقرر وہ غزال وحشی
بحر حیرتی ہی کہان عقل فراموش مین آ

۱۱۹

کبھی اک بار جو پہلو سی ہوا یار جدا
جان گھبرا کی بدن سی ہوئی سو بار جدا

وصل ایسا مری تقدیر مین لکھ دی یارب
معنی و لفظ کی صورت نہون زنہار جدا

پہانسیان دیتی ہین عشاق مری جاتی ہین
اپنی گیسو سی کرو جلد کہین ہار جدا

وہیان آیا جبھی پونہچی نہ کسیکو ایذا
چبھ گیا دل مین جو تلوی سی ہوا خار جدا

کیا مقدر ہی کہ بن بن کی بگڑ جاتی ہی
ہوئی سو بار ملاقی ہوئی سو بار جدا

آہمین جمعیت دل ہمین پریشان حالی
زلف محبوب جدا اور شب تار جدا

وہ پہر بعد ادہر آئی منہ پہیرا ہی
دو گھڑی تو نہون رخسار سی رخسار جدا

سبعہ سیارہ نہ تحویل کرین جز اپنی
تیری محرم سی ستارہ مین جو ہو چار جدا

مجھسی بلبل کو تعشق مین بہلا کیا نسبت
دل پر داغ جدا تختہ گلزار جدا

محتسب تیغ بکف آئی تو سر حاضر ہی
لب ساغر سی نہو گا لب میخوار جدا

زیر محراب کرتی ہین دعا کشتہ چشم
مثل ابرو کبھی سر سی نہو تلوار جدا

میری یوسف سی کنہیا کو بہلا کیا نسبت
روز روشن ہی جدا اور شب تار جدا

لیلی آنکھ پیرا نہین کہی بجائی مژگان
تیری مجنون کی قدم سی ہون اگر خار جدا

بحر کیا میر نصیبون مین پریشانی ہی
پاس سی ہین جو جدا مجھسی دل زار جدا

ردیف الف

[illegible]

اگر ہی طالب دیدار یار کر دل ...

مکان کی ہو دوسی ... کی ہاتون پیدا

... بجا سی ... فلک سی ...

خدا کہین تو لگا دیگا اپنا تہل بڑا
جمال یار سے روشن ہوا تہا گہر اک شب
ادن آفت مین پڑا ہون لوگ کہتی ہین
ادہر گیا ہی وطن کیون ہے دلکو جب وطن
خبر تو لا سی کوی کیا بہار آ پونہچی
ہی یہ بہی خالق یکتا کی شان یکتائی
دہن کی بات ہی مضمون انشا فصاحت سے
فلک نی داغ سویدا کو کر دیا ہی حل
بہتین جو کپڑی تو پیدا ہو شان ویشی
وصال یار جنہین ہے انہین مبارک ہو

نہوا گر نہین کشتی کا ناخدا پیدا
ہنوز ہی درد دیوا سی ضیا پیدا
خدائی کی نہین اس شخص کے قضا پیدا
یہ کیا بنا یگا رہ کر کریگا کیا پیدا
کہ خود بخود مری لین ہی لولا پیدا
کہ ایک کا نہین ہمشکل دوسرا پیدا
زبان کہا رہے اشعار مین مزا پیدا
ملال دلمین ہی پیدا خوشی ہی نہ پیدا
شکستگی مین ہی الفقر کی صدا پیدا
مری ہی درد کے خالق کری دوا پیدا

بہتکتے پہرتی ہین وادی عشق مین ای بحر
نہ راستی سی خبر ہے نہ رہنما پیدا

۱۲۲
نہین زمانی مین تجہسا کوئی حسین پیدا
اگرچہ لاکہ ہوی لعبتان چین پیدا
جو دلکو خون کری شاعر وہ نہین نامی ہو
تمہاری لف جو نہچی تمہاری ...
وہ بنی خاک اڑائی ہی یار تیری لیے

نہ باغ خلد مین غلمان نہ حور عین پیدا
مگر نہ تجہسا ہوا دوسرا حسین پیدا
تراشے لخت جگر کو تو ہو نگین پیدا
دہان مار سیہ مین ہو انگبین پیدا
عجب نہین جو فلک پر بہی ہو زمین پیدا

ردیف الف

مثل دل خانہ نشینی کو ہو خلق و شوخ
ہم ہوے مثل نفس پھر تگا پو پیدا

جو گیا اوس طرف آفت مین گرفتار ہوا
روز ہوتی ہین نئی فتنی سر کو پیدا

یاد معبود ہی ہر وقت ہم آزادونمین
منہ سی ہر دم ہی یہان نعرۂ یاہو پیدا

شب کو نقش قدم اوسکی مہک اوٹھی ایسی
ہوگئی چاندنی کی کھیت مین شب بو پیدا

پھر پسینہ کی اوس گل نی جو منہ دہویا ہے
جوش ہی بلبلونکا آج لب جو پیدا

پھر گئی رت چمن اب سیر کی قابل نہ رہا
وہ کہان ٹھنڈی ہوائین کہ ہوی لو پیدا

پشت لب پر ہوی سبزی کی نمو قہر ہوا
تیغ ابرو کا ہوا قوت بازو پیدا

باغ کی سیر کو کیونکر نہ مزاجی چاہی
بلبلونمین ہی نخچۂ گل مین تری بو پیدا

حد سے افزون جو خوشی ہو تو بہر انجام ہی غم
جب ہنسی آئی زیادہ ہوی آنسو پیدا

پار بیڑا ہی اگر اوسکی مدد ہوئی بحر
غیب سے نوح کی کشتی ہو لب جو پیدا

١٢٤ کیا عجب مثل شرر ہون اگر آنسو پیدا
بیشتر ہوتی ہین برسات مین جگنو پیدا

زلف کجبار مین کنگہی نکرو باز آو
راستی ہوگی نہ بالونمین سر مو پیدا

آجتک منہ پہ تری ہمنی کہی کوئی بات
ہوی کیا کیا نہین فتنی مری رو پیدا

تیری یورکی نگہ پر رات کو ایسی چمکے
ایک جگنی سی ہوی سیکڑون جگنو پیدا

طائر دلکی نصیبونمین گرفتاری ہی
دام بردوش ہوی یار کی گیسو پیدا

اوسکی قدرت نظر آتی ہی محیط عالم
کوئی سمت اوسکی نہین ہی وہ ہر اک سو پیدا

میری نیند اوڑگئی اوستی جو ذرا منہ پھیرا
اوسکی کروٹ سی ہوا رنج کا پہلو پیدا

نہی کہ رونا ہی مشغلہ ہمارا
مجھکو لکھین ہم کہا ہمارا
وہ غیروں سے ہین ہم اوس ہنسنا
نہ کہنا اب ساتھ او تمہارا
اس آغاز کا بحر انجام ہے
خدا جانے کیا حال ہوگا ہمارا
رولا بیٹھا آنسو بہانا ہمارا
نہ سمجھو رولانا ہمارا
کسی شمع رو کی لگی ساتھ
جلا سے گا اوس کو جلانا ہمارا
پہو ہوا اچہا ہوتا تو اچہا نہو
سمجھ بوجھ کر دل دکہانا ہمارا
بس اب زندگی دوبہر ہو گئی
نہ او تو پہنچا پاؤن سی پانا ہمارا
پہنچے ہین پہونچی سالی کی بصورت
جنون ہی کیا عاقلانا ہمارا
اگر راز افشا ہوا ہے جنون کا
قدم چومے بہلول دانا ہمارا

ردیف الف

کسیکا کشتۂ رفتار ہون عجب کیا ہی	قدم کا پیڑ ہو خاک مزار سی پیدا
شگوفی چاک گریبان ہوی ہی گل سرمست	جنون کا جوش ہی فصل بہار سی پیدا
پیالہ بھر کی پلا دارو شفا ساقی	کہ سر مین درد ہوا ہی خمار سی پیدا
ضیا ہی شمع کہان عاشقونکی تربت پر	ہی شعلہ تفتہ دلونکی مزار سی پیدا
سیاہیونسی چہرہ مفلسی نی پہیری ہی	وہ دن گئی جو ہو کوڑی کنار سی پیدا

ہم بغل ہوا جس ورد وہ پری ای بحر
یہ روی ہم ہوا دریا کنار سے پیدا

۱۲۶

قوی ضعف مین بہی ہی سودا ہمارا	بہلا شیر پہیرے تو نیچا ہمارا
پڑا گونجتا ہے جو صحرا ہمارا	ہی اقلیم وحشت مین ڈنکا ہمارا
اگر آج بہی دل نہ ٹہیرا ہمارا	تو باہر ہی منہ سے کلیجا ہمارا
بڑہائی یہ داغون نے قیمت جنونکی	ہوا آگ کے مول سودا ہمارا
وفا مین لگائی ہی آگ ان بتون نے	اوڑائی وہین داغ سودا ہمارا
دہن نے کیا ہی بہت تنگ ہمکو	کمر سے ہوا حال پتلا ہمارا
عبادت سمجھتی ہین ہم می پرستی	بچھے میکدہ مین مصلا ہمارا
کبھی منہ نہ پہیرینگی تیغ جفا سے	وفا کی ہی قبضی مین پتلا ہمارا
خط سبز کی عشق مین مرگئی ہین	خضر نے ڈبویا ہی بیڑا ہمارا
وہ آنکھین جو بہولین تو یاد آئین الفین	بلاؤن نے گھر دیکھ پایا ہمارا

[illegible]

ہی یہی صوت تو ہمسے راز پوشی ہو چکے
چشم تر لب خشک چہرہ زرد نقشا ہے برا

ہم غریبونسی نہ پوچھو نعمت دنیا کا حال
شکر کر کے کہا لیا جو کچھ ملا اچھا برا

ایک بوسی پہ ہی میرا دل حساب لیا
اتنی قیمت پر تو اچھا تہا نہ اتنا تہا برا

کر گذرنی میں سمجھین آپ جو منظور ہو
آئی دن کا معرکہ ہر روز کا جھگڑا برا

آدمی ہوتا ہی سرگردان بگولی کیطرح
آندھیان اچھین ہوا و حرص کا جہونکا برا

آئے جب عیدکی شب مہندی لگی بیٹھا شوخ
دوسری رات ستارہ آفی کو آیا برا

بنکے اوڑ ناگن مرے فن کو ڈسی زلف صنم
وصل کی شبکو اذان صبح کا کھٹکا برا

آنکھ سی دیکھوگی وہ کچھ آبرو کو روؤگی
جہانک تاک اچھی نہیں ہی بحر لیکا برا

۱۲۹

جان جو کہم ہے چاہنا تیرا
نہو دشمن بہے مبتلا تیرا

دل لگا کر ستم سہا تیرا
اپنی تقصیر کیا گلا تیرا

نقش پا بنگئین مری آنکھین
مین نے دیکھا یہ راستا تیرا

کیا ہوئین وہ تپاک کی باتین
کبھی مین بہی تہا آشنا تیرا

دلمین رہتا ہی تو کہ آنکھو مین
کہین ملتا نہین پتا تیرا

سمجھے دیو سیہ کنہیا کو
دیکھی جو بن جو را دہکا تیرا

چوم لیتا ہون راہ مین جہک کر
دیکھتا ہون جو نقش پا تیرا

تو نے تلوار باندھی ہی مجبر
کہل گیا یار مدعا تیرا

اے صنم کونسی زیور ہین ہی زیور توڑا
سانپ بنکر مجھی ڈستا ہی کا تو توڑا

محتسب تونے جو مجھ رند کا ساغر توڑا
مینی بھی کاسۂ سر تیرا برابر توڑا

طاق کسری کو نہیں دیدوں نے شکست دی ہی
پتلیاں وہ ہین جنہوں نے بت آزر توڑا

طوطی سبزہ بنایا ہی محبت نے مجھی
توڑا پتا جو کسی نے تو مرا پر توڑا

کچھ خوش آئی تھی مجھی چاندنی کی کیفیت
چرخ نے نور بھرا چاند کا ساغر توڑا

تیرا دیوانہ رکیگا نہ کسیکے روکے
جب چڑھا سر پہ جنون پانو کا لنگر توڑا

خوف کرتا دل وحشی شکنی سی ید و ست
آگ نکلی جو کسی نے کوی پتھر توڑا

مال مستی جگر بین اہل دل کیا ہی عجب
نشہ رکھتا ہی صراحی کی برابر توڑا

کب ہے توپ مین باروت کے تھیلی مسک
نہ رہیگا تری صندوق کی اندر توڑا

خط جو نکلا تو اوٹھی آئینہ رخ سی نقاب
زنگیون نی حلبی فوج کا سنگر توڑا

سلسلہ نور سے کہتے ہے صنم کی تزئین
چاند تاریکا بنا دی کوی زرگر توڑا

ظلم دگنا ہوا قاتل کو اگر رحم آیا
دوہری چھریان ہین طیار جو خنجر توڑا

تشنۂ عشق کی تقدیر مین ہین گرم آنسو
ٹھنڈی پانی کا بھی ہی بحر مری گھر توڑا

١٤٢

جانتی تھی جسی دل آج وہ بسمل ٹھیرا
جسکو محبوب سمجھتے تھی وہ قاتل ٹھیرا

جیتے جی عاشق بیتاب کا کب دل ٹھیرا
روح جب کرگئی پرواز تو بسمل ٹھیرا

حال کہلتا تہا نہ عاشق کی سیہ ریکا
ترا جہ خط نی جو کھینچا تو زحل تل ٹھیرا

[illegible]

پہنسکی ہاتھ نہین لیتی ہے پھرین صیاد عبث
تار گل سلسلہ پای عنادل ٹھیرا

رند مئےخوار نہ مظلوم بھی ٹھیرا ساقی
محتسب شیشہ دل توڑ کے عادل ٹھیرا

اہل تدبیر کی قولون سی نکلتی ہی یہ بات
جو کہ تقدیر سی غافل ہوا عاقل ٹھیرا

کیون نہین روح نکلتی شب تنہائی مین
دام رگہای بدن قید سلاسل ٹھیرا

باغ مین نکہت گل محفلون مین بانگ رباب
وحشت لیسے کسیکے نہین شامل ٹھیرا

آج منصوب محبت مین ہمہی کل معزول
اس علاقی مین ہمہ وہ دن کوئی عامل ٹھیرا

نہ پہلا کشت محبت کا اجارا ہمکو
مدتون تنگی چنبی بحر یہ حاصل ٹھیرا

۱۴۴

آتش باغ ایسی بھڑکی ہی کہ جلتی ہی ہوا
گو چہ گل سی ہوان ہو کر نکلتی ہے ہوا

سو وحشت مین دو بوین کے شکل کاہش ہو مجہے
مین ہوا کہتا نہین مجکو نگلتی ہی ہوا

دم اگر نکلا نفسی پھر بڑی مشکین ہی
خاک پھر تو کی چمنی ہی جو ٹلتی ہی ہوا

گر یہ عشاق سی کیچڑ ہی ایسی جابجا
تہام کر دیوار و در گلیون مین چلتی ہی ہوا

جابجا مجکو لیی پھرتی ہی دنیا کی ہوس
بیٹھ جاتا ہی بگولا جب نکلتی ہی ہوا

گلشن عالم کی نیرنگی سی ہوتا ہی چمن
ہر شگوفہ پہولتا ہی پھر بدلتی ہی ہوا

مین بھی آئین تو منہ سی باہر آتا ہی جگر
ذرہ کو روزنسی اکثر لی نکلتی ہے ہوا

نازکی مین شاخ گل ہی سرو بالا یار کا
جھوکی لیتا ہی جو آہستہ بھی چلتی ہے ہوا

خاک اوڑتی ہی جو اسکی پاو سے گلگشت مین
پہولونکی منہ پر بجای غازہ ملتی ہی ہوا

[illegible]

ہر اک غنچہ گل شبنم گلاب ہوا
مین تو ہوش نا ہو زبانی مین انقلاب ہوا
تری نماز کا زاہد مجھے ثواب ہوا
مری وہ مرے ایسا سفر شتاب ہوا
کراینا منزل اول مین باتراب ہوا
بڑی ہی آرزو ہوا صید گاہ فرقت کی
ہوا یہ زار کہ پیشتر مجھے عقاب ہوا
بہت بعید ہی یہ میری بخت خفتہ سے
نظارہ یار کا کیونکر بیان خواب ہوا

قرآن ہی ہوا دیتی یار کے آب ہوا
ای بحر یاری نہ وہ عہد بیان تیرا تو کیا ہوا
ناوک نگاہ کا تیری عم جہان کا ہوا تو کیا ہوا
کبھی نہ آیا طالع خفتہ ای بلند عرش پایا تو کیا ہوا
کرتی ہی جہان نام وہ دستان دل
نظر دونی خلق پہ بی کیا یا تو کیا ہوا
قدردون کی انکو نہی بحر کا کرکی

مین پس گیا نگاہ حقارتسی پھر ق کھولی جو زلف یار نی سم ہو گئی ہوا	پتلی کا خال دانہ مجھی آسیا ہوا دورہ زمانی کا دہن اژدہا ہوا

باغ جہان مین کون سیکا ہی دوست بحر
نرگس کے واسطے نہ بنفشہ دوا ہوا

کون آیا دیکھنی کو غش آیا تو کیا ہوا ۱۲۶	ہمنے یہ اپنا حال بنایا تو کیا ہوا
دلبر نقاب ڈال کے آیا تو کیا ہوا	ابر تنک نے چاند چھپایا تو کیا ہوا
تقصیر ہو معاف دل آیا تو کیا ہوا	معشوق ہمکو ہمنی بنایا تو کیا ہوا
کرتے ہین دوستون ہی سی شکوہ خفا نہو	کلمہ کوی زبان پر آیا تو کیا ہوا
راحت ہی عاشقونکو جو معشوق رنج دے	تمنے کسیکی دل کو دکھایا تو کیا ہوا
ہین صدقی اپنی سنگدلی کی شب فراق	تونے پہاڑ مجہپہ گرایا تو کیا ہوا
آنکھونسی کسیکی اشک بھی تھمنی آہ کے	بیدرد کو جو حال سنایا تو کیا ہوا
مین کیا کرون جو پھر بھڑک اٹھا جگر کا داغ	سو بار آنسوون نے بجھایا تو کیا ہوا
تسکین دے رہا ہون دل بیقرار کو	کل آئیگا وہ آج نہ آیا تو کیا ہوا
کھایا نہ رحم تونی کسی خستہ حال پر	تجپر کسی نے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا
پھر آکی غش گرایگا ای اضطراب دل	تونی مجھی اوٹھا کی بٹھایا تو کیا ہوا
ل جاو تم گلی سے ہماری تو عید ہو	ابرو کا چاند تمنی دکھایا تو کیا ہوا
پھولونکی اسی دی چپی بلبل کی زمزمی	غنچون نی چٹکیون مین اڑایا تو کیا ہوا

ردیف الف

خدا کی شان حسینونکا جب شباب ہوا
زمین پہ خال عرق آفتاب ہوا
نقشہ ہوا ہوس نصیب وہ مین
سرعش مین زمین نیا زہر آب ہوا
ہر ایک ہار دل بہت نیا بیتاب ہوا
نہ پایا کبھی جتنی حسن تیری شراب ہوا
ہمیں جو ساقی سنی رنگ ارغوان سے ہوا
کسی کی ہو گئی زعفران شراب ہوا
جو ہر گناہ کی مغفرت آب ہوا
عرق عرق ہوا ایسا کہ شرم سے آئی
جواب نکلا نہ ارمان اک انقلاب ہوا
نصیب ہیت ہمارے نہ ابر چرخ ہی
غلط نگاہ نہ ہین ہمی جی نوید باب ہوا
بہت یکا ایک مین ازون نہ پلی واعظ جان
کہی جو بات کلی مین تو سنا ہی نہیں
وہ با نکاہ یہ مین اور تمنا بھی ہی
بنا ہی نازنہ فیض کو لہی سین لب ہوا
رہی جو انکی بہار کی نیلی بیٹھا جواب

ردیف الف

لہو جو روی تو انگار اشک بن آنکہین
ہوا ثبوت بگولی کی سربلندی سے
خود اپنی بہید سے محرم کیا جسے چاہا
ہزار دلمین بہرا غم کبہی نہ چہلکے ہم
حضور نے جو مجھے لہر بحر فرمایا
جو غم ہوا تو یہ تڑپا جو خوش ہوا پہولا
ہوا نصیب سیہ روگداز عشق مجہی
مین تیری شکل سے بیزار ہو گیا ہیہی

مژہ کی سیخ پہ ہر لخت دل کباب ہوا
جو خاکسار ہوا وہ فلک جناب ہوا
کسیکو ہو گیا القا کسیکو خواب ہوا
پہپہولا بنگیا وہ دیدہ جو پرآب ہوا
تخلص ایک ہوا دوسرا خطاب ہوا
کبہی تو موج ہوا دل کبہی حباب ہوا
دل آبلہ ہوا مغز استخوان مین آب ہوا
مگر نہ تجکو نصیحت سے اجتناب ہوا

سیاہ ہکار تو پیری مین بہی ہای بحجر
سفید ریش پہ کیا خوشنما خضاب ہوا

١٣٨

محل راحت و آرام عشق یار رہا
مین نام بہولکا لیکر گناہگار رہا
نہ دیکہا او نہی سوا کوئی جب کہلی آنکہین
بلا ہی جان ہوئی خال سیہ کی دید مجہی
خبر نہ تہی کہ ہر اک سی تو ہین ملیگی تم
مقابلہ صف مژگان سے ہو چکا دلکا
کرے جو نفس کشی وہ بڑا بہادر ہے
گیا دماغ فلک پر جو بلگئی مسند دل

نصیب دل کو غم آنکہونکو انتظار ہوا
شرارے جان کی قاضی گلی کا ہار ہوا
خدا صنم کو مین سمجہا جو ہوشیار ہوا
بہلا ہوا کہ نہ زلف دوتا سے چار ہوا
حجاب اوٹہا کی تمہارا مین شرمسار ہوا
قرار ہوش سے بہی پیشتر فرار ہوا
اسے جو مار لیا اژدہا شکار ہوا
وہ اوڑ چلا جو ہوا دار پر سوار ہوا

١٢٠

دل ہمارا بیوفا سے آشنا کیونکر ہوا
دل وہ کہانی والا اپنا دلربا کیونکر ہوا

کھینچکر سینے سے لگ لیگئی کسیکی کفش
یہ قیدی آشنا ہمسے جدا کیونکر ہوا

عشقبازی کیبھی مائل تھا اپنا مزاج
دل ہمارا اس بلا مین مبتلا کیونکر ہوا

دل یہ کہتا ہی کہ چل غیرت کہتی ہی بجا
اس کہے میں ہمارا مدعا کیونکر ہوا

چند در چند اپنا یہ افسانہ ہی یہ دوستو
کچھ نپوچھو کیا کہیں جو کچھ ہوا کیونکر ہوا

دشمن جان سے مداوا ہی مریض عشق کا
خاتمہ ہی زہر دارو سے شفا کیونکر ہوا

کیا کہیں ہم حسن کی غم مین مر کر بچی
پھر محبت کا اوسکی حوصلا کیونکر ہوا

پیس ڈالا ہوگا اوس گلنی خرام ناز سے
دسترس اوسکی قدم تک بیجا کیونکر ہوا

راز دلسے آشنا ہیتک نہیں اپنی زبان
اپنی رسوائی کا چرچا جابجا کیونکر ہوا

بات کیا تھی کہو ان کچھ بیٹھا تھا وہ آج ہم
بحر کیا ٹھیری کہو تو فیصلا کیونکر ہوا

واعظ کی حال گور سنایا ستم ہوا
سوراخ مور بھی مجھے بیر العلم ہوا

مرنیکی کچھ خوشی نہوئی سخت غم ہوا
چھاتیکی سل فراق مین عشق صنم ہوا

دنیا ہی مین نتیجہ ظلم و ستم ہوا
پتھر کی بنگئی یہ بتونکا جسم ہوا

مین سوختہ نصیب نہ دنیا نہ دین کا
شمع کلیسیا نہ چراغ حرم ہوا

معراج دار ہوگئی بام عروج کی
عیسے گئی فلک پہ جو اوسکا کرم ہوا

ہستی بی ثبات کا وقفہ نہ پوچھیے
معلوم کچھ نہ فرق وجود و عدم ہوا

مٹنے کسیکے پڑا لب پر جو ل گئی
سوسن کا رتبہ ایک ہی آج کم ہوا

قطعہ

معشوق سنگدل میں گلا اسکی کچھ نہیں

غزل

برسوں مری دل میں ترا غم رہا — تو نہ مری گھر کبھی مہمان ہوا
دلکو مرے پاؤں کے نیچے ملا — سر پہ مرے یار کا احسان ہوا
خانۂ دلمیں تو ہے وہ جلوہ گر — گرچہ مری آنکھ سے پنہان ہوا
سو رہا آرام سے کچھ کھا کے مین — زہر مری درد کا درمان ہوا
گل نے تری منہ پہ جو دیکھا عرق — قطرۂ شبنم اوسے طوفان ہوا
مجکو تو غش آگیا پوچھو نہ حال — ق — جس گھڑی آراستہ جانان ہوا
ہاتھ سی مشاطہ کی طوطی اڑی — آئنہ بھی دیکھ کے حیران ہوا

بحر یہ کیا حال ہے کیا شکل ہے
عشق میں انسان سی حیوان ہوا

پتا لگا نہ کہیں میں جو بی نشان ہوا — ۱۴۳ — مکان بھی مرا دنیا میں لا مکان ہوا
ہر اک کی شان جو صفت جب مرا بیان ہوا — وہان و ذرۂ عالم کی مین زبان ہوا
کمال ہو کسی فن میں کمال مشکل ہے — ہوا میں پیر تو میرا ہنر جوان ہوا
عدم کی سیر کا اللہ رے شوق پیری میں — چلا میں تیر کی صورت جو قد کمان ہوا
کھلا رہا ہی مجھی سیر گوشت پیر فلک — عجب بخیل کی گھر میں میں میہمان ہوا
قبول حضرت باری ہی کلام کلیم — خدا کی شان ہی الکن جو خوشبیان ہوا
پہنچ سکا نہ مرا عکس آئنی میں کبھی — فراق آئنہ رو میں یہ ناتوان ہوا
بشکل آئنہ پرتو فگن ہوا جب یار — پری کا سایہ پڑا سکی مجھی گمان ہوا

الفت ابروی صنم کی ہوی تہر کی لکیر	محو لسّے خط قسمت کسی عنوان نہوا
منحرف کیون رخ محبوب سے ہی اے واعظ	تو مسلمان ہوا قائل قرآن نہوا
دلسی ناچیز زمانی مین کوی چیز نہین	مول کیا مفت ہے جسکا کوی خواہان نہوا
ہم بہی تو دیکہتی کسطرح نکلتی گرکر	چاہ یوسف یہ ترا چاہ زنخدان نہوا
کبڑی پہاڑسی ہی نکلے نہ حرارت دلکی	رشتۂ شمع کوی تار گریبان نہوا
نالہ کرنیکو بہی منہ چاہیے اے قیس حزین	کوی زنگولۂ محمل حدی خوان نہوا
سفلۂ دون کبہی رونق محفل ہوگی	جگنوؤنسی کبہی عالم مین چراغان نہوا
اے جنون نکلی نہ اک داغ حسرت دلکی	داغ مجکو یہی کہ طاؤس گلستان نہوا
باہی شنگرف ہی لکہی کہ لب لعلین ہے	بات یہ پوچہتی یاقوت رقم خان نہوا
کوئی لڑکا نہ دم قید ہوا دامن گیر	کوئی پتہر مجہی سنگ در زندان نہوا
ایجنون کچہ نہ ملا آبلہ پائی کا مزا	گو کہرو یا نہین کیون خار مغیلان نہوا

کیا فرومایہ تڑہی گا اوسی ہمت کیا ہی
بحر دریا کا کبہی چاہ مین طغیان نہوا

١٤٥

داغ بیعانہ حسن کا نہ ہوا	کہوٹے داموں معاملا نہ ہوا
دل مکدر رہا صفا نہ ہوا	فیض آئینہ رونکا نہ ہوا
کچہ نہ کام آی داغ کی بوٹی	قلب تا نبار ہا طلا نہ ہوا
دردمندان خال کہتے ہین	گولیان کہائین فائدہ نہ ہوا

ردیف الف

مین دورنگی سے آشنا نہ ہوا
دل شگفتہ ہوا نہ پہولون سے
کوی کانٹا گرہ کشا نہ ہوا

سنگ اسود دیکھکر خال صنم یاد آگیا — طوف تو دوران میں کعبہ سینہ خانہ ہوا

تیری سجدیکی لیے لوح زمین پیدا ہوے — مہرۂ گردون تری تسبیح کو دانہ ہوا

باغ عالم مین نہ دیکھی اک سرو دو ستے — پھول کنگھی کا نہ سنبل کی لیے شانہ ہوا

فائدہ کیا ہی جو سکے کو ہی دنیا مین عروج — خرمن سے کبھی حاصل نہ اک دانہ ہوا

لوٹ لے ہر اک حسین ملک دل عشاق کو — خط زخ سے حسن کی عامل کو پروانہ ہوا

کیا خبر تھی پای بوسی ہی تقصیر ہے — دل مرا پامال کو ڈالا یہ جرمانہ ہوا

بحر اپنی کس سے کہیے خلق ہی غفلت شعار
مردم خوابیدہ کو کب شوق افسانہ ہوا

۱۴۷

بک گئی اپنا خریدار ایک جانا نہ ہوا — درہم داغ محبت ہمکو بیعانہ ہوا

نقش اعظم سے دل پر داغ ہمخانہ ہوا — مین ترا اسم جلالی پڑھ کے دیوانہ ہوا

باعث سودا کتابی روی جانانہ ہوا — کہنے کو دیوان حافظ پڑھ کی دیوانہ ہوا

شبکو سوتی مین جو چہرہ سے دوپٹا ہٹ گیا — مرغ بسمل بال شمع رخ کا پروانہ ہوا

چھٹکے اپنی یار سے زندان غم مین پھنس گیا — ایک ایک آنسو مجھے زنجیر کا دانہ ہوا

ہی گرفتار تعلق جو کوی ہشیار ہی — قید سے وہ چھٹ گیا جو شخص دیوانہ ہوا

بادہ خوار یکا مرض اپنی وفا کی بین ہے — پھل گیا جب نخل تن انگور سے دانہ ہوا

اعتماد دوستی دنیا مین کس پر کیجیے — کل جو اپنا تھا یگانہ آج بیگانہ ہوا

جا بجا تذکور ہوتا ہی ہمارے عشق کا — راز دل اپنا ہر اک محفل مین افسانہ ہوا

ردیف الف

سفید بال جو ہم مین کوی نظر آیا

ردیف الف

پہن لیا کبھی جہالا تو اوچھلا جوبن — جمال یار کے بہتر کبھو تازیانہ ہوا

وہ کیونکر آئین کہ دریا ہی اہین حائل — ہماری اشک ہی یار کو بہانہ ہوا

پیون شراب تو کیا حال ہو بغیر اون کے — جو کہا گیا کوی انگور منہ مین دانہ ہوا

کوی لباس بشر کی لیی نہ زیبا تھا — پسند خاص عناصر کا چارخانہ ہوا

کوی نہ داد کو پہنچا جگر فگار و نکی — فغان یا نہ ہوی زخم دل دہانہ ہوا

ہی وسعت چشم عنایت گناہگار و نکی — جو ایک اشک بہا عفو کو بہانہ ہوا

نہ ہلنی پای وہ ابرو نگاہ چل نکلی — بچا جو تیغ سی ہین تیر کا نشانہ ہوا

ہزار حسرت و تیر یاس نی چہری پہیر کے — نظیر گنج شہیدان مرا خزانہ ہوا

رُکا نہ یہ توسن بدلگام عمر رواں — اگرچہ ذرہ آفاق بہی دہانہ ہوا

کیا ہلاک مجہی میری فکر روزی نے — برنگ ژاله عدد میر آب و دانہ ہوا

مجال تہی کہ اڑاتی صبا زر گل کو — نہ جیب خاص عنادل کا آشیانہ ہوا

نصیب فتح کبہی ہے کبہی شکست مجہے — کہین تو تیر ہوا مین کہین نشانہ ہوا

وہ دانت کہتی ہین جو میری مادیا سی ہے — حریف سانپ بنی ور مین خزانہ ہوا

یہ راز عشق رہی دل ہی مین تو بہتر ہے — ادہر زبان سے نکلا ادہر فسانہ ہوا

لیا جو ہاتہ مین دف حسن سی بنا مہتاب — جو گانے بیٹھ گئے پہلجہڑی ترانہ ہوا

عدم کی راہ مین اک گنج ڈالتی ای بحر
ہماری پاس نہ قارون کا خزانہ ہوا

ردیف بای موحدہ

دہ گل نقش قدم ہی جا بتان عندلیب	۱۵۱	ایک دن یارِ گریبان ہی کاروان عندلیب
کہل گیا غنچہ کی کہلتی ہی ہان عندلیب		ریشہ گل ہی مگر تار زبان عندلیب
عاشق و معشوق میں اللہ دی یہ اتحاد		پہول ال پہ ہین کانٹی استخوان عندلیب
عشق کے گرمی سی جی تی ہی تجلی حسن کے		ہی چراغ گل کی بتی تار جان عندلیب
بیقراری کو ہی سمتا نہین بن باغبین		گوش ہر گل کہو ہوی پارہ فغان عندلیب
کسکے گلبرگ لب شیرین پہ سبزہ آگیا		جیتی جیون نے پرکالی ہین بیان عندلیب
موج بیتابی کی چلی ہین ہی سو فا گلو		کیا لگی صیاد کو تیر فغان عندلیب
یار کی رنگین خرامی سی ہوی گل نقش پا		پاؤنکی جوتی ہوا ہی آشیان عندلیب
بی سبب ستی نہین سنگ غم صیاد سی		سرمہ ہو نگی چشم گلمین استخوان عندلیب
کیجیہ خزانمین ہم صفیرونکی خبر کہاتی نہین		نکہت برباد ہی چہوٹا نشان عندلیب
یون گل داغ محبت کو چہپانا چاہی		بہیس مین طاؤس کی پہرتی ہی جان عندلیب
منزل جذب محبت کی کوی دیکھی بہار		رنگ گلشن ہی غبار کاروان عندلیب

بحر کون اسکی قد و رخسار کا شیدا نہین
سرو جان فاختہ ہی گل ہی جان عندلیب

گرم ہی وصف بہار چمن بیان عندلیب	۱۵۲	پہلی جہڑتی کم نہین شاخ زبان عندلیب
آب گل کی موج ہی روح روان عندلیب		بلبلا ہی صاف جسم ناتوان عندلیب

خضر رنگین بیلچہ ہوتا ہی گل کا اشتباہ
طوطی خط پر گذرتا ہی گمان عندلیب
کیا اوڑون ہی جگر دونی محبت ہی محیط
گل کا ماتم دار ہون یا نوحہ خوان عندلیب

کسدن و چار نرگسی آنکھونسی ہی ہوا	اس عشقمین کیا مجھی ہجا ہی سبب
جوانکی بات ہی وہ لڑکپن کے ساتھ ہے	اقرار محبت ہی تو انکار ہی سبب
پہا ہا جگر کی داغ کا شاید سرک گیا	یہ چشم تر نہین ہی شرر بار ہی سبب
دکہلا کی یہ بہار شگوفہ پہولا ئینگے	اوڑ ہا نہین وشالہ گلنار ہی سبب
نکلے تہی مجہپر آج وہ تلوار باندہ کر	رہگیر ششدر ہو گئی دوچار ہی سبب

آہ نہین سکی تو کیون جاگتی ہو مجہ
رہتا ہی شب کو کوی ہی بیدار ہی سبب

۱۵۴

ہمین نا شاد نظر آتی ہین دلشاد مین سب	ہمین اس وہ مین ہر یا مین آباد مین سب
خاکسار ونسی بہلا انسی کدورت کیا ہے	ایک آہن کی جہٹکنی مین ہی برباد مین سب
شکوہ اک یہ ہی تجہی کہتی تہی ہم بیدل	جنکی تلوار سی لبریز و جلاد مین سب
عقدے کہل جائینگی اغیار کی زنہ فقرہ	ہمین زلفونکی گرفتار ہین آزاد مین سب
ان حسینونمین برا اسکو کہون کسکو بہلا	مجہی دیوانہ بنایا پری زاد مین سب
آستین و بدہ گریبان ہی جدا ہو کیونکر	نہین ہی لی سی چمن کی نری یاد مین سب
کسکے کاکل نہین شانونپہ کہلی رہتی ہے	دام بردوش ہی اسطرح صیاد مین سب
کوی سنتا نہین فریاد کسیکی بلبل	کہنے کو جتنی ہین گل گوش بفریاد مین سب
دشت گردی ہی وا مجکو اگر سودا ہی	خار جنگل کے نہین نشتر فصاد مین سب
شمع روتی ہی مجہ اس بزم مین ہر کیتا ہے	وادرس کوی نہین بیداد مین سب

حسن ہی جاند نظر آتی ہی ظلمت شب
کالی آنکہی ہی زیادہ ہی مجہی ہیبت شب

بحر اپنی خفقان کی یہ دوائیں دو ہین
ساتھ احباب کے گلگشت سحر صحبت شب

۱۵۶

در پیش خواب مرگ ہی ہر دم تمام شب
فرقت مین ہی بلای مجسم تمام شب

زلفین ہین جو یار کی برہم تمام شب
گہٹتا رہا دہوین مین دم تمام شب

مہمان غم مین شمع صفت ہم تمام شب
رولین ہمین یہ دیدۂ پرنم تمام شب

جاتا ہی کون مہرلقا صبح سیر کو
چہڑکاو روز کرتی ہی شبنم تمام شب

ہم وحشیون پہ تنگ ہی خوابگاہ دہر
پہیلا کے پاون سوئے نہ اکدم تمام شب

شوق وصال مین ہی عرق ریز روح بھی
رہتا ہی فرش خواب بہی یان نم تمام شب

مجکو کری نشانہ تفنگ شب فراق
چھرّے لگا شوق کی ہی شبنم تمام شب

گستاخ ہاتہ ہو نہ سکا عیب یار سی
محرم سی کچ نی پایی محرم تمام شب

کیا سنگدل ہی نیند اوسی آتی ہی کسطرح
سنتا ہے میری شورش ماتم تمام شب

صبح شب فراق نہ دیکہین تو خوب ہے
مرنے کی چاہے جیتی ہین ہم تمام شب

پہونکا کرینگے صور جو نالی اسیطرح
سوئی گا نیند بہر کی نہ عالم تمام شب

اللہ ری اشتیاق جب آیا وہ شمع رو
پروانوار گرد پہری ہم تمام شب

ہمسایی کیون نہ دوہری بلاتو تمہین اٹہا لیے
دن بہر تو نالی کیجیے ماتم تمام شب

ہمسے الگ تہلگ جو وہ سویا پلنگ پر
کیا کیا اودہیڑ بُن مین رہی ہم تمام شب

سونگہا جو مینی زلف کو بگڑی وہ ہو گئے
نکلا نہ پہر اون ابروون سی خم تمام شب

سرکشی اتو نہیں بیا کہ جو بن ڈھل گیا
سجدہ واجب ہے صنم جب ہو زوال آفتاب

ای ہمائی حسن سرمہ ہو جو تیری خاک پا
خال چشم شپرک بنجا ہی خال آفتاب

حسن یکرنگی کہاں ہی عشق و معشوق میں
کب ہوا سو رجکہی پر احتمال آفتاب

کیا فلاکت میں بھلا انسان کا جوبن رہے
غیر ہوجاتا ہے گہنائی سی حال آفتاب

تیری مکھڑی کی لیی آتا ہی فرانشا بین
آئینہ دار رخ میں لکھی لی خط و خال آفتاب

ادس ری کی یاد میں آخر کو سودا ہو گیا
داغ سی پیدا ہوا سر میں خیال آفتاب

اپنی کوٹھی پر چڑھا دنکو جو وہ جیسا دو خلق
آسمان پر چوکڑی بھولا غزال آفتاب

مین وہ میکش ہوں اگر دیکھوں سو خم فلک
ساغر مہتاب سی چھلکی زلال آفتاب

سحر تیری گھر میں کیا آئی بھلا وہ مہر وش
خانۂ آئی میں ہوتا ہے وبال آفتاب

۱۵۹

بغیر یار گوارا نہیں کباب شراب
گزک ہی داغ مجھی اور خون ناب شراب

اگر ہی شوق طہارت شراب پی زاہد
تری نجاست قلبی کو ہو گی آب شراب

دماغ اہل خرابات کی معطر ہیں
کباب نافۂ مشک ختن گلاب شراب

ہوں نجات سمجھ کر جو عشق ساقی ہے
درد و دیرد کی تپاؤں پی ثواب شراب

بغیر سکر ہوا ہے یہ عالم سکرات
ہماری منہ میں چوا و بجای آب شراب

چمن پہ جھوم رہا ہی سیاہ مستی میں
عجب بہار ہی برسا ہی جو سحاب شراب

شب وصال ہی انجم کہاں نقل مجھی
پلا ای نہیں پیالی میں ماہتاب شراب

نشاط و عیش جہاں پر نہ کیونکر لہرا تا
کہ باغ سبز گلستاں کی ہی سراب شراب

دل کی کرتا ہی تیری نیمگی کا اضطراب
رقص بسمل کا دکھاتا ہی تماشا اضطراب
انتظار یار میں لکھی ایسا اضطراب
نبض کے مانند کی ہی سب اعضا اضطراب

[illegible]

وو قدم بکھی جو خوشخرامی یار کی	ریگ ماھی سا کری نقش کف پا اضطراب
کیا تسلی ہو گئی آیا جو ہین وہ شعلہ رو	اوڑ گیا سیماب کے مانند سارا اضطراب
ہمنشین تو مجکو سمجھایا نہ کر ٹھہون پھر	جوگنا دلکو قلق ہوتا ہی گنا اضطراب
ہم اگر اپنی دل بیتاب سو انکو کہاین	بار آہی و بیقراری او شعلہ اضطراب
زندگی کا ہیکو ہوگی عاشق بیتاب کے	پسلیونکو توڑ کر رکہ دیگا دلکا اضطراب

بحر ایسا مضطرب ہو نہین بیٹھا بیٹھون اگر
بوریا دکھلای مثل موج دریا اضطراب

آہ نہ سی ہو گی گنبد ہفت آسمان خراب	۱۶۱	کس کس مکان کو نہ کریگا دہوان خراب
مرکر بھی اپنی سایہ ہین ہرزہ گردیان		ہے سرشت خاک صورت ریگ روان خراب
قامت وہ ہے کہ جس سے قیامت ہے آشکار		نقشہ وہ ہی کہ جس سے ہی نقش جہان خراب
تاب و توان کو جسم مین ڈہونڈہتی ہی روح		جیسے غبار راہ پس کاروان خراب
ناساز ہو مزاج تو یا تو نہین کیا مزا		بیمار کیطرح ہی زبان و دہان خراب
زیور زوال حسن مین پہنا تو کیا ہوا		پتے سنہری صورت برگ خزان خراب
قطعی سے کرونگا سگ یار کا گلا		مرقد کی خاک مین جو ہوئین ہڈیان خراب

ای بحر تجکو ڈہونڈہ پہرے شش جہت مین ہم
تیرا پتا کہین ہے ہے او خانمان خراب

کرتا ہون کیوں بیان ہلا کر سخن خراب	۱۶۲	واعظ کا نام لون تو ہو میرا دہن خراب

وابستہ تار تار سی ہی قدر مشک کی
بگڑی جو زلف یار تو ہو کاین ختن خراب
[illegible]

[illegible]

خاموشی صنم کا ہمین کچہ گلا نہین	جس شخص کی دہن ہی نہو وہ کیا دے جواب
قاصد کو جرم نامہ بری پر کیا شہید	قاتل نی اشتہار لکھا نامی کا جواب
چلا رہا ہی کوئی پس کاروان غریب	دیتی ہی ہر قدم پہ جو بانگ درا جواب
کعبہ کوئی بتای کلیسا کوئی اوٹہاکے	پر دلکی اک دریکا نہین دوسرا جواب
بہزاد سی بہی یار کا نقشہ نہ کہنچ سکا	قرآن کا کسی سی نہ لکھا گیا جواب
اگرہ نہین ہی ذائقہ صبر و شکر سے	دیتا لب سوال بکوا بھی گدا جواب
ہی رمز عشق مسئلہ جبر و اختیار	واعظ ہماری باتکا کب دی سکا جواب
چلا رہا ہون قلقل مینای می کی شکل	دی جام کی لبونسی مجہی ساقیا جواب
جسنے ترا کلام سنا بحر یہ کہا	شاعر ہی بی نظیر اور اشعار لا جواب

ردیف بای فارسی

روشن ہزار حیف ہین شمس و قمر سی آپ	۱۹۴	غائب ہین پر نگاہ کی صورت نظر سی آپ
آنکھین بچہاتی پہرتی ہین مشتاق راہ مین		کیا جانیی گذرتی ہین کس رہگذر سی آپ
روئی کوئی غریب تو ہنسنا بجا نہی		واقف نہین کسیکی فغانکی اثر سی آپ
کاٹی ہی ہین خط مین جو جملے تو نہین اوسی		اتنا نہ ہاتہ کہینچیے میری خبر سے آپ
رہگیر کیون تڑپتی ہین تشویش تہی مجہی		اب کہل گیا کہ جہانکتی ہین چاک در سی آپ
حمام نے تو اور بہی چمکا دیا بدن		گویا نہا کے نکلے ہین آب گہر سی آپ

ہیمن فصل زمستان بہت خوش آتی ہی — وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ سہانی دہوپ

لگائی ابر کا اللہ نہ کس طرح چھتری — کری نہ چاند سی رنگت کو آسمانی دہوپ

عجب نہیں گل رخسار سونی ہو جائین — بہار حسن کو ہی آفت خزانی دہوپ

امیر شال و دوشالو نہیں گرم احت و عیش — غریب کے لیے جاڑون مین زندگانی دہوپ

ذرا سی گرم ہوا مین ہمیشہ ہناتی ہین — نہ کرسکی کی گلونکی عزا حدانی دہوپ

موافقت نہیں سرد و گرم مین ہو گی — ہے چاندنی مری پیری تری جوانی دہوپ

شباب یاد دلاتی ہی ہر سفیدی سحر — ہے آفتاب جوانی کی یہ نشانی دہوپ

ردیف تای فوقانی

۱۶۶

کیا کھلی بہاریں تجھی یجان محبت — غارت گر اسلام کہ ایمان محبت

وحشت مین دی کہاؤن قسمی تلوونکی پہپہولے — مجنون جی ہی اک خار بیابان محبت

کانٹی نظر آئین اسی گل باغ جنان کے — رضوان کبھی دیکھی جو گلستان محبت

پامال کرو مجھکو کہ سر اپنی چڑھاؤ — سو جان سی قربان ہو یہ جان محبت

تم ساتھ تصور کی مری دل مین چلی آؤ — آباد کرو خانۂ ویران محبت

دوڑائی کس طرح گلی شکوی کی گھوڑے — ہی تنگ دہانی سی ہی میدان محبت

دل آبلو نسے خوشۂ انگور ہوا ہے — کیا خوب پہلے ہین مجھی ارمان محبت

ہر لخت جگر لعل ہے داماں مژہ مین — عشاق سے لوٹا ہی بد خشان محبت

جادو تری پتلی ہی کا تری سب پہ بوا رت		گہر مین وہ سب تبکے رسائی نہوی پر ہوکے

اللہ رے جوبن ترا اللہ ری صورت　　اللہ ری وجاہت ۱۶۸
عارض گل خورشید مین شمشاد ہی قامت　　ہی نور کی لیت
ابرو مہ نو او جبین بدر درخشان　　انجم صفت افشان
ہی چین جبین موجۂ دریا ئی لطافت　　طوفان محبت
دیکہا جسے تو نی بس اوسی جان سے مارا　　کچہ کر کی اشارا
جادو تری آنکہونمین ہی چتونمین شرارت　　پلکین ہین کہ آفت
سمجہا تہا تری زلف کو یہ مرغ دل اپنا　　سنبل ہے شگفتا
جب پیچ مین آیا تو کہلی اسکی حقیقت　　ہے دام محبت
کیا قہر ہی تہنونکی پہڑک او بتیا ک　　عشاق ہین غمناک
اور اوسپہ غضب ہے تری خود بینی و نخوت　　نکتوریکی عادت
لب پارۂ یاقوت ہین دندان ہین نایاب　　دل جن پہ ہے بیتاب
کسطرح مین لوٹون ہے تری حسنکی دولت　　ہی بوسیکی حسرت
کیا بات ہی اک باتمین دل لی لیا میرا　　مین رہگیا تکتا
کیا سحر و فسونکو تری تقریر سی نسبت　　باتین ہین کرامت
ہی عقد ثریا کہ تری کانمین جہمکا　　بجلی ہے کہ بالا
پریونکو تری حلقۂ بگوشیکی ہی حسرت　　ای کان ملاحت

میرے گلزار مین ہین شعلے پہرے
میری ہر آہ شعلہ بار درخت
سو فسادو ایک عشق مین ہین
بو یا ایک تخم او سکی ہزار درخت
جب چلا باغ سے وہ سرو روان
ہو گئی طائرون کو دار درخت

۱۷۱

شب وصلت ہی خوشی مین ہو بسر آجکی رات ۔ رشک گا کیجیے ای رشک قمر آجکی رات

میرا مہمان ہی اک رشک قمر آجکی رات ۔ منزل ماہ نظر آتا ہی گھر آجکی رات

اوسکی افشانسے افشان ہی جو بستر ۔ ہے ضیا بخش ستارونکی نظر آجکی رات

آج پروانی کو امید برومندی ہے ۔ پایگا سرو چراغانسی ثمر آجکی رات

گورے گورے ہی گالونکی زیارت ہی نصیب ۔ شام ہی دیکھ رہا ہون سحر آجکی رات

یار آیا ہی مری گھر مین بہار آئی ہی ۔ گل شبو ہی مرا کل داغ جگر آجکی رات

زلف جانانکی درازی شریک شب ہے ۔ لائیگی روز قیامت کی خبر آجکی رات

آرزو ہی ہی یہ آپسمین یہ سرگرم وصال ۔ یار ہی ہم ہی یہ سینی ہی تن آجکی رات

آج غم کو نہین رنج اگر ہی تو یہی ۔ جاگنا ہوگا تمہین چار پہر آجکی رات

وصل محبوب کجا عاشق ناشاد کجا ۔ خواب کہلا رہی ہی مجکو مگر آجکی رات

ہے شب وصل صنم فضل خدا شامل ہے ۔ بہر شمشیر مرا آفت ہی سپر آجکی رات

یار ہی حور لقا مطرب ہے ساقی غلمان ۔ صبح فردوس کی ہی مہتہی پر آجکی رات

کیجیے دلبر مہرو پہ نچہاور ای بحر ۔ ہاتہ آئین جو ستارونکی گہر آجکی رات

ردیف تای ہندی

۱۷۲

ای نالۂ فراق سپہر برین اولٹ ۔ ایدل تڑپ کے آج بساط زمین اولٹ

اے بخت فرو عشق مین روشن ہو میرا نام ۔ خط جبین کو صورت نقش نگین اولٹ

ردیف ثای مثلثہ

١٧٤

غم و اندوہ عبث نالہ و فریاد عبث
بھولی جو آنکو اُس شخص کی پھر یاد عبث

پیش بیداد گرای دل طلب داد عبث
کوئی سنتا نہیں کرتا ہی تو فریاد عبث

پٹی بندھواتا ہی آنکھو نپہ وہ جلاد عبث
جرم دیدار پر اک دم کو یہ بیداد عبث

پنکھڑی گرتی ہی گل کی تو صدا آتی ہے
اپنے ہم حسن دو روزہ پہ ہے یہ شاد عبث

تیرا دہن کا جو تنکا ہمین معلوم تہا
بیوفا خاک ہماری ہوئی برباد عبث

وہ نہ اپنا ہوا جسکے لیے ہو نسے چھٹے
خانہ ویسی ہم اپنی ہوئی آزاد عبث

میری یہ کوہکنی یار کی وہ سنگدلی
آگئے شیرین کی ہوئی محنت فرہاد عبث

کٹڑے بہائینگی اگر ہم تو وہ رسوا ہونگے
ہمین دیوانہ بتاتی ہین پریزاد عبث

مثل بسمل کوئی دم کا ہون قفس مین ہمدم
صید بیتاب سے آزردہ ہی صیاد عبث

رنج رہتا ہے کسیکا نہ کسیکی راحت
چار دن کے لیے مغموم عبث شاد عبث

چشم عبرت سی حبابونکو ذرا دیکھو **بحر**
دار فانی مین محل کرتے ہو بنیاد عبث

١٧٥

خفا ہو ہو کی ہر اک بات پر تکرار کیا عبث
ابھی بیٹھی تہی خوش کیون ہو گئے بیزار کیا عبث

کسیکو خواب مین کیا قتل کرنے کا ارادہ ہے
مسہری مین لگی رہتی ہی کیون تلوار کیا عبث

خراباتی ہون مجکو رنج دنیا کا نہ عقبی کا
ہوئی اعضای تن میری ضعیف و زار کیا عبث

وظیفے پڑہی شک ہی کہ سجدہ کرتا ہے
کبھی یاد خدا ایسا خدای خوار کیا عبث

ردیف ثای مثلثہ

ردیف جیم عربی

قطعہ

یار کی رخصت نہیں ایسی جو گھبراؤں میں	غم میں اس ہما نکی گھر چھوڑیگا صاحبخانہ آج
دیکھیے ترک ادب کی کیا ملی تعزیر کل	پیٹھ ہی سوئے حرم منہ ہی سوے بتخانہ آج
ایکدم تو بھی نہ سو پھر نسیے میں پایا نہیں	کل نہ کہدے آنکو کسن لی مرا افسانہ آج
جی کہیں لگتا نہیں بے طور گھبرایا ہوں میں	دیکھیں آباد ہوگا کونسا ویرانہ آج
گرد باد و نہیں نظر آتا ہے عالم طوق کا	خاک اڑاتا گھر سے نکلا کونسا دیوانہ آج

سحر قبلہ سر کی بل چلیی بلا یا ہی تمہیں
کیجیے ہر ہر قدم پر سجدۂ شکرانہ آج

ردیف جیم

۱۷۷

ہم بغل رشک ماہتاب ہے آج	چاندنی میرا فرش خواب ہی آج
فکر کیا ہی جو لطف ساقی ہے	آب کوثر ہی گل شراب ہی آج
ناتوانی کا حال کیا کہیے	لب گویا کو بھی جواب ہی آج
ق جوش مستی کا دن ہی ایسا تھی	منہ برستا ہی جوش آب ہی آج
جام می پی رہا ہوں گن گن کر	خط ساغر مد حساب ہے آج
پھول پیتا ہی باغ میں وہ گل	بلبلونکا جگر کباب ہے آج
چشم بد دور عیش کا دن ہی	گل چشم فلک سحاب ہے آج
میری ہی دم سی تھی سب آبادی	میکشو میکدہ خراب ہے آج
یار وعدے سے پھر گیا شاید	بدلی تسکین کے اضطراب ہی آج
سو چکے وصل میں جو سونا تھا	نیند آئی خیال و خواب ہی آج

قطعہ

وہ پری تسخیر ہو مین بھی سلیمانی کرون
ای شب فرقت نفشتہ کیون بلائی ہی مجھے
لب پر آہ گرم ہی منہ سے اڑائین ال ہم
دوستو دل لگا کر خاک وطن سے جا چکا

خاتم الفت کو ہی نقش اثر کی احتیاج
سو دل کو ہی تیا شیشہ سحر کی احتیاج
ہی برای عیب پوشی کچھ ہنر کی احتیاج
میرے آئینی کو ہی گرد سفر کی احتیاج

بحر میرے شعر کی اندھی کی آگی قدر کیا
گوہر معنی کو ہے تار نظر کی احتیاج

۱۷۹

ہم اپنی تہون آپ ہین مبتلای رنج
جی خوش ہو تو محفل عشرت ہی جای رنج
میر یطرح عدو بھی ہو مبتلای رنج
انجام کار کیا ہی ہنسی ہین سبب آ رنج
ذرات کیطرح ہے عناصر کو انتشار
ہر جرعہ پھیرتا ہی چہری سی گلچی پر
بیکار یونکی شکل بسر کی جہان مین
شاخین نکالتے ہین وہ اب بات بات مین
صورت شرر کی خود دکھی دیتی ہی حال دل
ضبط انکا محال ہی یعقوب کے طرح
دار عنا مین ہمکو کسی ہی گلا نہین

چٹکائین انگلیان مجھے تو نکلی صدای رنج
آئی ہی شادیانے سی مجکو صدای رنج
دم کھنچگیا رگونسی یہ کھینچی جفای رنج
ممکن نہین کہ خوش طبعی مین آئی رنج
ہی میرے مشت خاک کو آندھی بلای رنج
پیتا ہون جام زخم مین بھر کر دوای رنج
پشتارے باندہ کی ہمنی اٹھای رنج
دو چار دن مین دیکھیگا گل ہیلای رنج
ہر چند منہ پہ لای نہ وہ ماجرای رنج
آنکھونکو رو ئیی جو مقدر دکھای رنج
یہ سینہ بھر داغ ہی دل برای رنج

قطعہ

داغ عنا مین صاحب غیرت خراب ہین

ردیف جیم فارسی

بی سبب اون پرونکی نہیں چہپتی نہین ہین
زندگی انسان کی امید پر موقوف ہے

دیدۂ و دل کا تماشا انجمن کی رو نہ سنے
جان صدقی ایک بوسی پر کیرنگی عمر بہر

یا وہ کوئی آدمی کرتا ہی وحشتکی لیے
بیچتا پہرتا ہون اپنا دل گر حسب مراد

صبح کاذب وسیہ ہی صبح صادق و سفید
کیا ہمارا بار احسان ہے وہ کیون جہک کر ملے

میر یجانب سی کسینی کچہ لگایا جہوٹ سچ
کچہ تو فرماو جبی سنبد سیتی عدا جہوٹ سچ

باغ آتشباز ہی ہم شاعرونکا جہوٹ سچ
دیکہ لو منہ سی ملا کر منہ ہمارا جہوٹ سچ

جان لو وہ لقمہ بنا ہی دنیا جہوٹ سچ
ان پریرونکا مجکو بہی ہے سو اجہوٹ سچ

وقت پر چہپتا نہین چلتا ہی سبکا جہوٹ سچ
بحر ہان الزام نہی کو بہی شکوہ جہوٹ سچ

ردیف حای حطے

چبہی ہی نوک مژہ کسکے نیشتر کیطرح
کہ زخم دل لہو روتا ہی چشم تر کیطرح

شب فراق کی ڈرسی یہ زہرہ آب ہوا
چراغ شام اوڑا شبنم سحر کیطرح

کہلے ہنسی میں جو دندان آبدار او سکے
نگاہ پہیر گئی رشتہ گہر کی طرح

فلکنے ہمکو دکہایا یہ سرد و گرم جہان
کہ آہی قطرہ کی صورت گئی شرر کیطرح

خیال خواب کہان انتظار جانان مین
کہلی رہینگی یہ آنکہین شگاف در کیطرح

نہال قد کی صفت کشتگان عشق سی پوچہ
بسیر الیتی ہین جو حسین ہی جانور کیطرح

کسینے کعبہ بنایا کسینے بتخانہ
بنانہ ایک گہر وندا تمہاری گہر کیطرح

[illegible]

چلا نہ دعوی حسن آگی یار کے ذرہ
فلک کی شمس بھی کاذب ہوا سحر کیطرح

کسی نے مجھکو نہ پونہچایا میری منزل پر
ہر اک کی پیچھے پڑا گرد رہگذر کیطرح

دریغ کیون ہین سنگ کی یار سینی ہی بحجر
یہ ہڈیان تجہی بیٹھی ہین نیشکر کیطرح

۱۸۳

سمان چڑہ کر بہی چلیکی نہ وہ ابرو کیطرح
تیغ ہجا ہی کی ٹوٹی ہوی بلا ز کیطرح

کیا خطا آپ جو برہم ہوی گیسو کیطرح
آنکہ کیا دیکہ کی ٹیڑہی ہی بلی برو کیطرح

کسطرح اپنی طبیعت کی نہ عاشق ہیں
جلوی کہلا رہی ہی شاخ ہر گلرو کیطرح

میری آنسو مجہی سوای جہان کرتی ہین
کچہ سمجہتے یہ نہین کو دک بدخو کیطرح

ذکر اوس گل کا عروسان چمن سی نکرو
تہوڑے تہوڑے ہوی جاتی ہین لجالو کیطرح

سجدہ شکر کرین ہم جو سگ کوچہ یا
کعبہ دلمین ہماری ہی آہو کی طرح

یہ سبب ہے جو وہ چلتی ہوی بلکہاتی ہین
دیدہ ناف مین جہتی ہی کمر مو کیطرح

زلف کے عشق مین آنکہین لگ ہین رہیں ناتس
پرچین کالی کو مسلمان ہندو کیطرح

اثر دو ناتنکی خزانی یہ نہ بیٹہا ابی سک
درماندہ تجہی پونہچا انکی کچہو کیطرح

میری شعر و نسی ماغو مین سرور آتا ہی
لطف کہتی ہین معانی گل خوشبو کیطرح

کوی جہوتا ہی تیر جو دیتا ہی مجہی مژدہ وصل
دانت روئی مین نکل آتی ہین آنسو کیطرح

فلفل خال صنم کا جو وہ عالم دیکھے
مشک کافور بنی رنگ اڑی بو کیطرح

ایک تنکی کا بہی احسان بہت بہاری ہی
پلہ جہک جاتا ہی آنکہون کا ترازو کیطرح

پردہ نہ روز وصل بھی اوٹھا کسی طرح
سرکا نہ سینی پرسی دوپٹا کسی طرح

کیا کیا نہ مجھکو سنگدلی دلبرون نے کی
پتھر ہوئے ہین ہم نہ سمجھا کسیطرح

مژگان کھینک رہی ہی کلیجی کو چیر ڈال
ای ڈاکٹر نکال یہ کانٹا کسیطرح

سیماب ہر طرح سے ہوا قایم آگ پر
دل عشق کی جلن مین نہ ٹہرا کسیطرح

ردیف الف

[illegible]

کیا کیا نہ انقلاب کیے آسمان نے
سید ہا ہوا نہ اپنا نصیبا کسی طرح

سر پھوڑ لی کہ اپنا گلا کاٹ ڈالیے
فریاد رس نہین کوئی اپنا کسی طرح

نالہ ہوا و بان کہ آہون کی گن کہین
حسرت ہی جگر پار ہو پڑا کسی طرح

شریک حال نہین آج انتظار مین روح
یہ حال ہی کہ ہی گی مین گذار مین روح ۱۸۵

نہ بہولی گی بغل یار کو مزار مین روح
وصال یار دکہی گی بہت فشار مین روح

ہر ایک پہول پہ مرتی ہی کیسی بہار مین روح
مجہی کہلائی گی افیون لالہ زار مین روح

فراق یار سی ہلچل مین زندگانی ہی
جو اضطراب مین دل ہی تو اضطرار مین روح

وصال مین یہ مزا ہی کہ امتیاز نہین
بغل مین دلبر مہرو ہی کنار مین روح

کیا ہے عشق نے مجبور ہر طرح مجکو
نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح

یہ سوز عشق سے جلتا ہی تن بدن میرا
اوڑا رہی ہی ہوین آجکل بخار مین روح

پناہ مانگی تو وہ تمہاری قامت سے
جو پہونک دی لب عیسیٰ یار دار مین روح

نسیم آہ کو تحریک دی ہی اے غم یار
برنگ نکہت گل ہی دل فگار مین روح

جو مر رہو نہین غم ہجر مین تو جی خوش ہو
چراغ گہی کی جلائی مری مزار مین روح

اگر نگار یہی اوس سی تو جی پہ بنتی ہی
کہ اوسکے قبضے مین دل کی اختیار مین روح

ہوس نظارہ گل کی ہی داغ دیکہین گے
مجھے لٹا ہی گی انگار و بہار مین روح

کڑہی اوٹہا ئین ترا کت شعار مشکل ہے
بدن نہ کیا رہی آہنی حصار مین روح

تاری شب فراق مین گنتا ہون اسلیے
یہ سوتی ایک روز کرونگا نثار صبح

دو دو شب فراق کی ہوہی دماغ سوز
کہول ای نسیم کاکل کافور بار صبح

بالونمین کیا ہی روپ ہے ڈورا ہی مانگ کا
گویا کہ نصف شب مین ہویدا ہے تار صبح

ای سحر اوسکی آنکہ کی تعریف کیا کرون
پتلی حسین شب ہی سپیدی ہے عذار صبح

ردیف خای معجمہ

۱۸۷

جلوے دکہلاتی ہی یہ قتلگہ کی خاک سرخ
جب غبار اوٹہا شفق پہولی ہوئی افلاک سرخ

خون عاشق سی نکر تلوار اوسفاک سرخ
لال ہو جاینگی اطباق زمین افلاک سرخ

آفتاب عشق سی جلکر ہوس خاک ہو
ایک جٹکیمین تو ہوتا ہی مس افلاک سرخ

راندن خون جگر کہاتا ہون پر ہے ضبط
زخم بنجائی دہن لیکن نہو مسواک سرخ

عاشق شہید شباب اہل جنت کے ہین ہم
ہی کبہی پوشاک سبز اپنی کبہی پوشاک سرخ

آرزو ہی محتسب کے خون سی تہالے بہرون
گہنگار ان کی شکل دیکہون خم شہتاک سرخ

رنگ گہٹتا ہی بتونکی رنگ سی کیا رنگ کے
زرد ہو جاتی ہی اوسکی جسم مین پوشاک سرخ

دیکہنا اوس آفتاب حسن کا دشوار ہے
اشک حسرت سی ہوا ہی دیدۂ ادراک سرخ

پہر گیا جسوقت وہ گلگون سوار آنکہون تلے
تار اشک خون مین کہائی دیکہئی فتراک سرخ

دیکہ واعظ کشتگان عشق ہین ایسی عزیز
جیب یوسف کو ہی صندل کربلا کی خاک سرخ

دن بہت گذرے نہین دیکہی وہ جنگل کی بہار
ایکجانب کو ہین بولین زرد اک سو ڈہاک سرخ

ردیف دال مہملہ

دیکھا آئینہ تیرا سا لگے کا دلبر
کان پکڑیگا زمانہ تری نکتورونسے
سرد ہوجائی گی یہ گرمی بازار جمال
ناز بردار کوی مجسا نہ پیدا ہوگا
خال ہندو کی ضلالت نہ رہیگی مخفی
بال ہو جوگی مری دلکی گرفتاری پر
نہ رہینگی کبھی اس اوج پہ ابرو کی ہلال
ٹھوکرین تمکو کھلائیگا تمہارا چلین
تمسے بوسی کا طلبگار نہوگا کوئی
چتونونمین نہ رہینگی یہ مسیحے انداز

اپنی صورت سی ہیکا تو خفا میری بعد
دیگی خفت تجھے یہ تیر جفا میری بعد
کوی ہوگا نہ خریدار ترا میری بعد
یاد آئیگی بہت تیرکو وفا میری بعد
زلف مشکین کی عیان ہوگی خطا میری بعد
عنبرین زلف پہ آئیگی بلا میری بعد
ہو نگی ناخن صفت انگشت نما میری بعد
خاک اوڑاتی پہرگی مثل صبا میری بعد
تلخ ہوگا لب شیرین کا مزا میری بعد
چشم بیمار کی ڈھونڈہو گی دوا میری بعد

یاد خاطر رہی اس ہجر جگر سوز کی بات
داغ ہوجاؤگی ای ماہ لقا میری بعد

١٩٠

گرجا ہی آنکھ سی جو تجھسی وہ چار چاند
کیا ہی گلی مین تیری ہی یہ چاند طوق
خنجر بکف ہے یاد رخ یار مین یہ آہ
میری شب فراق بلای سیاہ ہے
پونہچا کوی حسین نہ اوسکی عروج کو

چار ابروون نے تجکو لگائی ہین چار چاند
اک طوق کی اسیر کے ہین ہزار چاند
شکل کتان ہے ایک اک شب فگار چاند
چہ گرد اپنی ہالی کا کہی حصار چاند
خورشید سنگ رہ خذف رہگزار چاند

سحر میں ستاتا ہون مجھکو خواب دکھلاتی ہی نیند
نہین زمانی کی ... ہی نیند

نہین یہ پتلیان اوچشم فتان
مین گھبراتا ہون محرم سی تمھارے
دعا یہ مانگتا ہون مین شب وصل
خدا جانی کہان ہون اور کیا ہون
جو ہاتہ آئین اوسی یہ دانۂ اشک

ترے گھر مین ہی وقتنی نظر بند
کھلی دل کی گرہ کھولو اگر بند
قیامت تک رہی باب سحر بند
کھلے احوال کیا جب ہو خبر بند
رہی مشت صدف مثل گہر بند

لکھی گا حال دل ای سحر کب تک
بس اب ولیفر لگا مکتوب کر بند

١٩٢

تارے گنتی رات کٹتی ہی نہین آتی ہی نیند
گھر مین آنکھونکی قدم کھنے نہین پاتی ہی نیند
غرض راحت پر مجھی جس وقت یاد آتا ہی یار
کون ہی راحت سمان ہیا شب اندوہ مین
سو ون کیا آنکھونکی ڈھیلی ہو گئی ہین سنگ راہ
عین راحت ہی مجھی خندہ گذاری یار کی
دن نکل آتا ہی اونہی کو نہین جی چاہتا
خواہش دیدار آنکھونمین بہر بھی سوؤن کیا
مرغ بسمل عاشق مہجور دو نوایک مین
کینسی کیسی کیسے تو شک کیسا تو ہی پلنگ

دلکو تڑپا تا ہی سحر آنکھونکو ترساتی ہی نیند
دونون پلکونکی تمانچی رات بہر کھاتی ہی نیند
مرغ دل ایسا پھڑکتا ہی کہ اوڑ جاتی ہی نیند
موت ہی آنکھین چرانی ہی جو شرماتی ہی نیند
آکی بستر خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہی نیند
تلوی آنکھونسی جو سہلاتا ہون آجاتی ہی نیند
ساتہ جب سوتا ہی وہ کیا پاؤن پھیلاتی ہی نیند
پتلیوین اپنی جا تل بہر نہین پاتی ہی نیند
اوسکو سہر کاتی ہی مرگ اور اسکو تڑپاتی ہی نیند
مین وہ غافل ہون مری گھر آکی پچھتاتی ہی نیند

ردیف دال

واہ کی حسرت شب فرقت نہوئی تو وصال
بال زلف سیاہ ... پر سفید
زلف ہندو ... ضیغم دلا کو کری کالا سفید
آئینہ ہو تا ہی منہ دیکھی پانی پیکر سفید
طوطیان ہوتی ہین ... نظر تری نظر سفید

جو دلجلو نکی گئی تا بآسمان فریاد — کریںنگے شجم چٹک کر سپندسان فریاد
جو دل لیا ہی تو پھر دلبری ہی لازم ہے — کہاں معاملہ حب آ سی درمیان فریاد
یہ وہ زمانہ ہی ہنستی ہین لوگ رونی پر — ہوی ہی نغمہ نے پیش مردمان فریاد
مقام گریہ ہی شاید کہ غفلت مردم — جو شبکی پردہمین کرتی ہین بیابان فریاد
مین دیکھتا ہون وہ چال برہمن و زاہد — پناہ مانگی جہنم کری جنان فریاد
قصور کیا ہوی ایسی کہ نا قبول ہوے — سگ وہما سی کرینگی یہ استخوان فریاد
جنون کے جوش مین وہ بندا ہے یہی جنگل کو — دہان شیر سے کرتا ہی نیستان فریاد
پناہ مانگو خدا سے بتو ستم نہ کرو — ستم رسیدونکی ہے تیر بیکمان فریاد
وہ اور ہین جو تمہاری ستم سی نالان ہین — زبان کاٹی سی آئی جو تا زبان فریاد
ہنوز ابر کی پردہ مین برق لرزان ہے — نکل گئی تھی مری منہ سے ناگہان فریاد
نہین ہی کوی جہان داد رس ہوا ثابت — گئی زمین سے بالای آسمان فریاد
وہان جو غیر کی چٹکائین انگلیان اے وہ — تو بند بند سی اوٹھنی لگی یہان فریاد
رقیب آگ مین جہونکی تو ضبط مشکل ہی — سپندسان ہی سیتی ہین کب نہان فریاد

محیط عشق مین ڈوبین جو میرے شکل ای یکجہر
برنگ غوک کرین ساری مچھلیان فریاد

ستارہا ہی مرض عیسی زبان فریاد — تمہاری ہجر مین نالان ہی جان جان فریاد
۱۹۵
دو ہای ای دل بیتاب ہدیان لوٹین — رہا نہ خون بدن چشم خونفشان فریاد

ردیف دال ہندی

ہماری دور کرو لاؤ اوس مسیحا کو
کہ اوسکا نقش قدم ہی ... کا تعویذ

تری عنایت سے ... قلم کا تعویذ

نکلتی ... ہماری ... کا تعویذ
بحر کی دریا مین بارہا تعویذ

مخالفون نے نہ ہونے دیا رقم کاغذ
دیا نہ منشی تقدیر بر وقت کم کاغذ

لکھا گیا ہین خط شوق دم رہا جب تک
قلم نہ ہاتھ سے چھوٹا نہ ایکدم کاغذ

جو لکھہ دیا ہی کبھی بٹنے ایک حرف بھلا
تو پہوٹ پہوٹ کے رویا کیا ہی نم کاغذ

ضرور چاہیے قرآن ساتھ محضر کے
سند ہو گا عدالت مین ہے قسم کاغذ

نصیب مین یہ لکھا ہی جو ہیر خط پونچے
تو چاک چاک کرے بابی ستم کاغذ

ہزار مرتبہ کانٹون سے تول کر دیکھا
ہماری تن سے ہوا لاغری مین کم کاغذ

تا وہ موجہونکو دیا کرتی ہین اہد کی حضور
تیری رحمت پہ جو کہتی ہین گنہگار گھمنڈ

سر اوٹھایا جو بگولی نی پریشان ہوا
خاک ہو خاک کی پتلی کو سزاوار گھمنڈ

ایک پشی سی بھی نمرود کا کچھ بس نہ چلا
جب نہ اتنی بھی ہو قدرت تو ہی بیکار گھمنڈ

شیر کے سامنے ہاتھی کی حقیقت کیا ہے
ڈٹر مچھر سے نہ کری کوی بدا طوار گھمنڈ

سر نہ چڑھ نالہ کشونکی نہیں صبح ہونکی
سب نکل جائیگا ای چرخ ستمگار گھمنڈ

زور و زر رکھتی ہین جو لوگ تو حال انکا ہے
اگر اک بار تو اضع ہی تو سو بار گھمنڈ

لاکہ پندار فروشی کری بازار جہان
مول لینگی نہ محبت کی خریدار گھمنڈ

دانے بکھر ینگی اگر رشتہ دولت ٹوٹا
تکرد موتیونکی ہار ہیہ زنہار گھمنڈ

اپنے رتبی سی جو بڑہ بڑہ کی بہت بولتے ہین
منہ کی بل اونکو گراتا ہی اٹریار گھمنڈ

ہیچ گوئی پہ جہالت سی ہی جنکو پندار
بحر لکھا اونکی سر دفتر اشعار گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

197 مجھے ہو نسخہ اکسیر سے سوا تعویذ
اگر چلے رہ حب مین وفا جدائی کا تعویذ

بدنکو گرمی سودا جلا ہی دیتی ہے
فتیلہ بنگیا بازو مین جو بندہا تعویذ

ہوی نقیر تو دنیا کی آفتونسی چھٹی
ہر اک بلا کو ہوا نقش بوریا تعویذ

مریض عشق ہو کوی بشر خدا نکرے
کہ کارگر نہین کوی دوا دعا تعویذ

ہم اپنی سر سے وحشت کا جن اوتارینگے
کسیکے سر کا اگر ہاتھ آگیا تعویذ

[illegible]

مٹے ہوئی نقش پا کی صورت		آنکہین قدمون تلے بچہا کر
کیا خار ہوی ہے حسرت دید		آنکہون مین اٹک رہا دم آکر
آتا ہی وہ گل وداع ہو لون		ای زندگی اور کچہ وفا کر
اب دل مین بہی ہے آینہ دار		گہر بیٹہیے سب سے منہ چہپا کر
بنواتے ہین غیر سے گلوری		بیٹہ رام سے قتل پر اوٹہا کر
بلبل جو فغا نہین مجہسے بحثی		ہنسنے لگے پہول کہل کہلا کر
راضی برضا اگر ہے اے دل		اپنے کا نہ غیر کا گلا کر
اٹکی تہی ہماری جان اوسی ہین		رخصت ہوے یار کو بلا کر
بیعانہ ہے خاتم سلیمان		چہلا کوی ہاتہ کا جدا کر
منصور یہ بک رہا ہی کیا تو		ای بندۂ حق خدا خدا کر
مجکو نہ سلائین ساتہ اپنے	ق	حسرت ہی یہ کہدین مسکرا کر
آرام کیا کرو نہین جب تک		آنکہین تلووں سے تو ملا کر

اس سن مین بہت پریشان بحجر
لاحول و لا خدا خدا کر

چپ رہ خدا کیو سطی غل کر نہ دہوم کر	۲۰۰	گالی تو سن چکا تری ہونٹہون کو چوم کر
آنکہین ابہی پر آب ہین کرلی مقابلہ		سر پر گرج گرج کی نہ ای ابر دہوم کر
روشن کرین چراغ جو زندون کی قبر پر		اتنی بنائین نیت مینا کو توم کر

ردیف الرا

فاسخ کو کبھی نہ آیا قسم
جان دی ہنی اوسی کیا جان کر
بہجرین اتنا تو ہو صاحب قرش کر
موت ہی پہر جای مردہ جان کر
اوسکی ابروی یار سر پہ ہلال کر
پہینک دی تلوار لو ہاتہ ان کر
قتل عام اچہا نہین اوست کر
دوست دشمن کو ذرا پہچان کر

[illegible]

ایجر یصوجعلسازیسے حصول
وہ نہین سنتے ہماری داستان
کلمۂ باطل سے جہنڈی پر نہ چڑہ
دم ہی کوی دم کفن سے گورکہود
مارڈالا جست وجوی یار نے

کیا ملا مکڑی کو جالا تان کر
سو رہی منہ پر دوپٹا تان کر
قصۂ منصور سن کچہ دہیان کر
دست و پا چلتی ہین کچہ سامان کر
گور مین سوتے ہین چادر تان کر

یار نے تجکو کہلایا اپنے ساتہ
بحر اب گہر چلکے دسترخان کر

۲۰۲

ہم کبہی روی جو پابوس تمنا ہوکر
رہگیا ایکی برس پہر مجہی سودا ہوکر
ہمسا نکلا نکوی کوی وفادار مین
رفتہ رفتہ یہ کداری ہوی سوز غم سے
کوڑی کوڑی یہ رہا دانت تلاش زر مین
فتنۂ حشر جو دیکہی چلن اوس کافر کا
دور عالم مین اگر میری سیہ روز کا ہو
دلکو اوسکی طلب پہلو سی جدا کرتا ہون
دیکہکر روی صفا جو نہ حیرت ہوا وسے
حال کہلتا ہی ہر اک چیز کا ضد سے

ایاک اک بو تذکرہ آنکہ سی پیا ہوکر
بنگئے میل قدم باد یہ پیما ہوکر
سکے شہلا دیں مین نقش کف پا ہوکر
ہڈیان ہوگئین اپنی کف دریا ہوکر
ہڈیان ہمنی چبائین سگ دنیا ہوکر
چوم لی دونون قدم نقش کف پا ہوکر
قلب گردہ تمین ہی مہر سویدا ہوکر
آرزو ہی کہ ملون یار سی تنہا ہوکر
یار کا کلمہ پڑہی آئنہ طوطا ہوکر
دیکہ نیرنگ چمن نرگس شہلا ہوکر

ایک آفت ہو تو انسان کہے چال اوسکا
گور کی گود مین پلتا ہو ئمین پیدا ہو کر

ہفت کشور کی زمین ناپتے پہرتے ہین ہم
پاؤن گز بنگئی ہین بادیہ پیما ہو کر

چارہ جو ہوتی ہوا ای بخبر دغا کیسونسی
مار ڈالین گے یہ بیدرد مسیحا ہو کر

۲۰۴

اوسکی زلفین جو مخالف ہوین سایا ہو کر
اثر دہی خوف سی کثرت دم ہوی کانٹا ہو کر

اوس کہاندار سی ہٹ پہ آکبھی تو دا ہو کر
دیکہا دل ہمہ تن چشم تمنا ہو کر

اوڑ گیا چین بغل سی جو وہ محبوب اوٹہا
پہول قالین کی چبہنے لگی کانٹا ہو کر

عین حسرت نظر آتی ہی نزاری اپنی
مژہ چشم تمنا ہوے کانٹا ہو کر

غنچے دلہاے عنادل کی نہ کہلنے پائی
پہول مرجہا گئی کیا جلد شگفتا ہو کر

جال ہو جو نکی پڑین یار جو دریا مین نہاے
مچہلیان شست لگائی لگین کانٹا ہو کر

کف رنگین پہ جو بوسی کا تصور گزرا
اوڑ گیا رنگ حنا رال کا شعلا ہو کر

یار کی جاتی ہی جاتی رہی جب ہوش و حواس
دم لگا سینے مین گہبرانی اکیلا ہو کر

تیری زیبائی اگر دیکھی وہ یوسف جمال
گل خورشید رہی کانمین بیٹا ہو کر

آہ برگشتہ اثر سے یہ تعجب کیا ہی
سوتی اون کانو مین بہر جائین جہجنیا ہو کر

سنین سکی نہ کہین اپنی سی ہین ہی نجات
عشق مین زیست بسر کیجیے مردا ہو کر

اونگلی پکڑا او نہ اطفال چمن کو چہو کر
پہول پونہچا نہ پکڑ لین کہین گجرا ہو کر

نیرنگ نہ پہ سرام نہ فرہاد نہ قیس
رہگیا چارہی دن عشق کا چرچا ہو کر

حسن اوس گل کا وہ شیرین ہے جسکو دیکھی شیرین
رہتی جاہیے خردی و بزرگی کیسی
مرگ کر سکتے نہین میری عناصر تقسیم
شمع ہو کر جب ہجر انسی گھلا جسم اپنا
ہون وہ بیمار اگر فکر دوا ہو مجھکو
مجھ سیہ کار کی پرسش جو مقدم ہوگی
سوجھتا کچھ نہین رونیکی سوا فرقت مین
روز فرقت سی اگر ڈرہی تجھی اے شب وصل

عرق شرم مین گھل جاسی بتاسا ہو کر
بڑھ گیا سرو سی قد یار کا بوٹا ہو کر
جوہر فرد بنا عشق مین دبلا ہو کر
بیقرار ایسی اڑی روح پتنگا ہو کر
گنگ ہو جاسی فلاطون مسیحا ہو کر
نکلیگا روز قیامت شب یلدا ہو کر
خوب آنکھونکی دوا کرتی ہین اعمی ہو کر
رہ مری خانۂ دل مین تو سویدا ہو کر

نجم ہرگز نہ کہیگا کہ سد بار و کبھی
منہ کو آجائیگا سو ٹکڑی کلیجا ہو کر

۲۰۷

منہ سے نکلے جو مری آہ شرارا ہو کر
میر اصیاد اگر آنکھ اوٹھا کر دیکھے
عاشقو صبر سے بہتر نہین کوئی لذت
یار اگر اپنے ستارے کی نظر سے دیکھے
اور بھی حسن پسینی سی چمک جاتا ہے
تیری میدان مین رستم کی حقیقت کیا ہے
دیدۂ گور مین پتلی سا چھپا ہی بہرام

بو تہ چرخ سے انجم اڑ گئی پارا ہو کر
آہ جو چرخ رسیدہ ہو چکارا ہو کر
شہد ہوتا ہی یہی زہر گوارا ہو کر
روبرو آئیگا تو آنکھ کا تارا ہو کر
بوند ماتھی سی ٹپکتی ہی ستارا ہو کر
ذرہ بجائیگا مریخ اوتارا ہو کر
مور سیہ مارا ہی فرکان صف آرا ہو کر

ردیف الزا

چاند لیتا تجھی ... بام سی بالا ہو کر
بیقراری نی رکھی ... بالا ہو کر
ہڈیان اوڑ نی ... کالا ہو کر
چاند سورج ہوی قربان اگر چھپی پر
بجلی کا کونٹی تصدق ہوی بالا ہو کر
ہر ستم پر ہی قول رضینا بقضا
حیف ہی شکوہ کری چاہنی والا ہو کر

جو اپنے لیے جانتے ہین رنج کو راحت
کانٹونپہ بسر کرتے ہین گلزار سمجھ کر

صیاد ستمگر کی ادا سے آنکھ لگی ہے
فریاد کرے مرغ گرفتار سمجھ کر

چھپر کو محل جانتے ہین بی سروسامان
خوش رہتے ہین ٹٹی کو وہ دیوار سمجھ کر

افلاس سے ہی باب ملاقات مقفل
مہمان بھی آتا نہین نادار سمجھ کر

وادی محبت کا ہر اک خار ہے سولی
اس راہ مین رکھین قدم اغیار سمجھ کر

میری تن لاغر پہ کسیدن تو کرو رحم
بنجاو مسیحا مجھے بیمار سمجھ کر

ہر بنکہ ٹپکنے سے خون کی بو آنے لگی گے
پھولونکی چھڑی باندھی تلوار سمجھ کر

کرتا ہون بہت یاد عروسان چمن کو
ان آنسوونکو موتیی کا ہار سمجھ کر

اسد رہ طبیعت مین نزاکت سے سمائی
زیور بھی پہنتا نہین وہ یار سمجھ کر

ای بحر وہ موجین ہین لفونکی دکھاتین
آگی نہ بڑہی مانگ کو منجدھار سمجھ کر

٢١٠

بیخود جو ہین وہ خوش ہوتی ہین دنیا دیکھکر
طفل روتا بھول جاتی ہین تماشا دیکھکر

شہر پر آشوب ہی عشق جنون زاد دیکھکر
بند ہوتی ہین کانین مرا سودا دیکھکر

ہاتہ سے چھوٹا عصا وہ سرو بالا دیکھکر
آنکھ سے عینک گری وہ مصفا دیکھکر

جاہ و حشمت مین بشر کا حال دیکھنا چاہیے
سوانگ بنجاتا ہی دولت کا تماشا دیکھکر

شہر سے ہنسی قدم اپنی نکالی شکر ہے
کچھ تو آنسو بچھ گئی دامان صحرا دیکھکر

بادہ نوشی ناگوارا ہی فراق یار مین
جان پر گرتی ہی بجلی ابر مینا دیکھکر

غافلونکو دولت دنیا سے استغنا نہین
نشہ کیا سیراب ہو سکتی ہین دریا دیکھکر

یاد آیا رات کو جھمکا کسی کی کان کا
جان پر کو تا فلک عقد ثریا دیکھکر

کس تو سرکی ہی جلوہ گری مشت خاک مین
پریونکی ہوش اوڑتی ہین انسانکو دیکھکر

دل پر ہزار داغ دیی باغبان نی
ہمتو ہوی نہال گلستان کو دیکھکر

غیرت سی اون لبونکی ہوی ہین عقیق زرد
موتی سفید ہوگئی دندان کو دیکھکر

رفتار ہر دو پارہ مقصد مین ایک ہے
ثابت ہوا یہ گبر و مسلمان کو دیکھکر

پابند عشق ہو کی مزا دیکھہ زندگیش
جنت کو بھول جایگا زندانکو دیکھکر

پھر روز حشر کا بھی اندیشہ کچھ نہین
جیتا رہا اگر شب ہجران کو دیکھکر

گل کیطرح شگفتہ رہا داغ عشق مدام
بھولی کبھی نہ پاؤن بیابانکو دیکھکر

گالو پر اوسکی سبکی نگاہین ہین یون ای
دوڑین ہین پتنگی جیسے چراغان کو دیکھکر

بیرنگ میری شعر سی تصویر ہوگئی
اڑ رنگ ہٹگیا مری دیوان کو دیکھکر

کب تیر جستہ سوی کمان پھیرتا ہی رخ
اب گھر کو بحجر پھر چلی میدان کو دیکھکر

۲۱۲

صبر کرتی ہین اسیران قفس بیداد پر
ہون اگر گرم فغان بجلی گری صیاد پر

قد جانان دیکھکر کٹ کٹ گئی اہل چمن
بال قمریسی چلی آری ہر شمشاد پر

یار کی رخ درخشانکا جو پرتو پڑ گیا
داغ کھایا چاندنی آئینۂ فولاد پر

زیست کا نقشہ بگاڑا یار کی تصویر نی
سایہ دیتی ہی بلا نازل ہوی ہمزاد پر

یاد کر کی یار کی زلفونکو روتا ہون مین
دوڑتی ہین سانپ اونکو مری فریاد پر

رنگ دکھلائیگا اکدن خون ناحق بلبل باغبان
آئیگی اکدن خرابی گلشن آباد پر

ردیف الیای

یہی کبھی جو داغ جگر کا کیا ہی ذکر
انگار ا رکھ دیا ہی کسی نے زبان پر
کیونکر نہ تجھ سا ہو نہ تھا مین زلفون کی پیچ سی
دو ہری بلا وہ تھا ہی نزول ایک جان پر
یعقوب سی محبت یوسف کو پوچھیے

خوابیدگان خاک کا رحمت رسا ہی کون
تخم امل ہرے ہون تو سبزہ ہو گور پر

نوبت سنے نہ صبح شب وصل یار کی
ٹکرا کے سر مین مرگیا پہلے ٹکور پر

بلی کوشش آب و دانہ میسر قفس مین ہی
اس اپنی بی پر کی تصدق کرو پر

بعد فنا بھی ہین جو بھی بیقراریان
اک روز پڑ ہو نکا حزیرہ ہی گور پر

ہر روز ایک داغ نیا دیکھتی ہین ہم
انکی برس سوا ہی نور وز مور پر

کیا کیا ہوا مین آئی ہین پیر کی جھونکے
مچھلی اوڑا رہی ہین وہ بالی کی ڈور پر

ایذا سے دم چرا ئینگے ہرگز نہ اہل درد
نشتر لگا کی دیکھ لو زخمو نکی چور پر

جو مال مردہ ڈہونڈہتی ہین اونکو کیا عجب
صندوق کا گمان کرین میری گور پر

بالائی بام آج وہ دیکھین گی چاندنی
بہاری ہی چاند چودہوین شب کا چکور پر

رنگ حنا سی لپٹ گئین شاید کہ انگلیان
چہلی شکست بندگی ہین پور پور پر

حسرت ہی باندہ کر مجھی لیجائی وہ آسو
غنر اک پر نظر ہی کبھی باگ ڈور پر

سمجھا نہ میر اصاف سخن پر بلی سواد
عینک نی کچہ اثر نکیا چشم کور پر

ای بحر شعر کوی بھی کشتی سی کم نہین
دل پہلوان ہی جو طبیعت ہی زور پر

۲۱۵

گل کم باندہین جو خون عاشق دلگیر پر
بلبلونکا جوش ہو آب دم شمشیر پر

موجزن ہی کوچۂ قاتل مین سیلاب فنا
تیغ کی دیوار گرتی ہی سر رہگیر پر

بوسۂ ابرو ہی مشکل جبین رعب حسن ہی
دل جو ہو سینہ سپر قبضہ ہی شمشیر پر

سیدین شتاب چاک گریبان صبح ہجر
سوزن جو لیگئی ہون مسیح آسمان پر

اوس بت کو کیا خدانی عطا کی صفائی حسن
رخسار سی پھسل کی گرا خال سان پر

باغ و قفس کے رنج مکافات ہو گئی
صیاد کے نثار فدا باغبان پر

رو بیٹھی سقف و بام کو ای ہجر منہ کی سات
ابکی یہ رت کڑی تھی ہماری مکان پر

۲۱۷ قربان مہ دو ہفتہ ہین رخسار کے اوپر
کیا نور کا عالم ہی مری یار کی اوپر

ابرو کی اشاری یہ وہ ترچھی نظر او سکے
برچھی کا ہی اک وار ہی تلوار کی اوپر

اللہ تری زلف کی آفت سی بچالی
بھاری ہی یہ شب عاشق بیمار کی اوپر

دو روز کی یہ سیر ہی دو دن کا تماشا
ای مرغ چمن پھول نہ گلزار کی اوپر

کب تک مجھی ترساؤ گی تم ہجر مین اپنے
اب رحم کرو اپنی گنہگار کی اوپر

جسطرح سے چاہی کوئی دل مول لی آکر
موقوف یہ سودا ہی خریدار کی اوپر

اوس لال دوپٹی نی مجھی قتل کیا ہے
ثابت ہی مرا خون ستمگار کے اوپر

اک جام نہ ہات آیا گئی فصل بہار ے
سر پھوڑ لیے اپنا در خمار کے اوپر

اللہ ذرا چاند سے مکھڑے کو دکھا دو
کچھ مہر کرو طالب دیدار کے اوپر

مشکل مری آسان کرای پنجۂ وحشت
پوشاک گران ہی بدن زار کی اوپر

ارمان رہا سیر کا چھوٹی نہ قفس سے
افسوس خزان آگئی گلزار کی اوپر

زاہد کو مبارک رہی سجدہ نہ محراب
سر اپنا جھکا ہی در خمار کے اوپر

۲۱۹

شان نارنجی ہوی زیبا وہان بالای سر
داغ سودا سی اوٹھی شعلی یہان بالای سر

پانو کی مہندی ستم ہی اور آفت سر کے بال
آگ اوسکی پانو کی نیچی دہوان بالای سر

مثل گلبو جان نکلی گی جو نکلا باغ سی
خون کیون لیتا ہی میرا باغبان بالای سر

گرد کلفت سی ہین آلودہ ہوا ہون پایمال
اس زمین نی ڈہا دیا ہی آسمان بالای سر

بخت ایسی ہین جو ڈہونڈہون سایۂ ابر کرم
صاعقہ ہو یک بیک آتش فشان بالای سر

کچہ نہ پوچہو تو ہم وحشیو نکی سرگذشت
ہوگئی زاغ و زغن کی آشیان بالای سر

سرفرازی تمنے فرمائی قدم رنجہ کیا
بیٹہیے بالای چشم ای مہربان بالای سر

جمع زر کسواسطے تقلید قارون کیجیی
بوجہ لیتی ہین عبث اہل جہان بالای سر

نکلی جاتی ہی زمین ہی پانو کی نیچی سی آج
پہٹ پڑا ہی بیکسی کا آسمان بالای سر

ہوگئے غرق شہادت دیکہکر تیغ عرق
ہوگیا تلوار کا پانی روان بالای سر

آتش افروز نے یارب سر اوٹھایا ہی بہت
شمع کی مانند کہینچ آئی زبان بالای سر

بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگزرد
غم نہین آفت پر آفت ہو یہان بالای سر

آدمی کیی کدورت کا صفا کا مرتبہ
ہی زمین زیر قدم اور آسمان بالای سر

منزل عالی کو پہونچا جو تواضع پر چلا
جب اوڑی خاک قدم پایا مکان بالای سر

کیون قلم کہتی نہین دیتا چمن میں باغبان
کیا اوٹہا لیجاونگا مین بوستان بالای سر

آہ سوزان سی یہ کہتی ہی مرے نالے طاقتی
کوہ گرتا ہی جو آتا ہی دہوان بالای سر

نیک ممتاز جہان ہی بد ذلیل خلق ہی
خار کی جا زیر پا گل کا مکان بالای سر

گل نرگس نے محبت کی چمن سے باہر
مثل معنی نہی ہوتی سخن سے باہر
بات بہی نہین سکتی ہی دہن سے باہر
ارکی تنگدہانی پہ خوشی ہی دلیل
ٹکڑے کوئی نکلتا ہی وطن سے باہر
چشم بحیرانی ہی حیرانی کو قدم رکہتا ہون
بہیمان بن ان مین چمن سے باہر
ہزبان ہوی اگر یاد تو وہ اپنا بطن
منہ کا لقمہ نکل آتا ہی دہن سے باہر
اپنی قسمت مین ہو رزق تو بندہ نکلے

بار سر ہی اوسے زلف گران ہی اسکو	چشم بیمار نظر آتی ہے رنجور کمر
ہوالی پردہ جو وہ نور کا نکلا شب وصل	طور کہولی نظر آئے شرر طور کمر
یہ لچک ہمکو دکہاتی نہین بل کرتی ہی	مثل زلف اپنی نزاکت پہ ہی مغرور کمر
قتل عاشق پہ حسینون نے کمر باندہی ہے	حلقہ ناف ہی پہانسی دم ساطور کمر
نہی آپکی پوشاک ہی اک وضع کے ساتہ	نہ معمول ہی پردہ نہ بدستور کمر
کیا شرارت ہی نظر بہر کی جو دیکہا ہمنی	صاف بجلی سے چمک کر ہوی مستور کمر
کچہ ریاضت سی نہین پشت خمیدہ ہی	بار عصیان وہ اوٹہایا کہ ہوی چور کمر
گئے وہ دن جو نہ لگتی تہی کمر بستر سے	اتہو کروٹ کی ہی لینی سی ہی معذور کمر
دیکہو بالو نہین جو ملجائیگی کہو جائیگی	زلف بڑہ آتی ہی نزدیک ہی دور کمر
کیا مری حلقہ آغوش مین معلوم ہو وہ	جب نہ چہنگلی کی ہی چہلی مین ہو بہرپور کمر
پیٹ تو چشمہ خورشید ہی ناف اختر ہے	پشت آئینی کی صورت رگ بلور کمر

شعرا کی نہی قدر زمانی مین بحر
باندہ مزدور ہونپر صورت مزدور کمر

ہوگئے یار محبت کے چلن سے باہر	۲۲۲	کیونکر اوٹہین نہ مرے پاون وطن سی باہر
تیری کتی کی ہی الفت مین یہ تاب ہو نہین		ہڈی ہڈی ہوی جاتی ہی بدنسی باہر
خار کی شکل کہٹکتا ہی قیب آنکہو نمین		گل کو دیکہو نہین جو بلبل ہو چمن سی باہر
یار جامی سے نہ باہر ہو غم عاشق مین		میرا مردہ نکل آئیگا کفن سے باہر

ردیف الرا مع الہا

یار لایا ہی محبت کا صنم بہتر
بدنصیبو نکو جواہر ہی ہین کنکر پتہر
جو خوش اقبال ہین پارس ہی انہین پتہر
جسطرح ہستے تہی لیلین چہا دی ہی صنم
یہ ترا حور تہی لیلین شفق سے اندر پتہر

[illegible]

۲۲۴

توڑ و قفل درِ گنجینہ کو لیکر پتھر
ای امیر و در و یاقوت ہین کنکر پتھر

ہین وہ مجنون ہون جو برسین سی سر پر پتھر
کاسئہ سر سی صدا آئی کہ پتھر پتھر

سخت کٹتی ہین شبین و نہ گزرتی ہین گھڑی
کوہ افلاک نظر آتی ہین اختر پتھر

چاندنی دیکھنے نکلا شب فرقت مین جو مین
پر تو ماہ نے مارا مرے سر پر پتھر

مر گئے پر بہی مجھے یہ جنون کا ڈر ہی
رکھو قفل پڑہ کی مری قبر کی اندر پتھر

بلبلو دیکھو تمہین موج چمن کی تو ہی
طبع نازک کو یہان تو ہی گل تر پتھر

جان دیتے ہو عبث پختہ عمارت کے لیے
لوح مرقد کو بھی ہوگا نہ میسر پتھر

کیون ہی ہم حسن پرستو نسی عداوت و عظ
کسدن آئینی نی مارا تری منہ پر پتھر

کیا سلامت رہی دل عشق کی پامالی سے
سرمہ ہو جای اگر کہا ی یہ ٹہوکر پتھر

تیری تصویر ہی ای بت کہ خدا کی قدرت
مثل آئینہ ہوی دیدہ آزر پتھر

جب سی دیکھی ہی لطافت تری جسم صاف کی
اپنے آئینی کو کہتا ہی سکندر پتھر

اوسکی اک جنبش ابرو نی کیا کام تمام
چاٹتا رہ گیا جلاد کا خنجر پتھر

ق
جبکہ فرہاد سی شیرین نی یہ اکدن پوچھا
کیا بنی تجپہ تراشی گئی کیونکر پتھر

کوہکن نی یہ کہا جان حقیقت تو یہ ہے
نرم معلوم ہوی مجکو سراسر پتھر

ڈہا دیا کوہ مگر بس نہ چلا تجپہ تجہر
سخت دیکھا نہ تری دل کی برابر پتھر

بحر ہفتاد و دو ملت کو ہوا ہی سودا
باندہ رکہ گوشہ دامان مین بہتر پتھر

ردیف زای معجمہ

شان نازکی ہوی زیبا وہان بلا ای
پاونکی منہدی ستم ہی اور آفت سربال
مثل گلبو جان نکلی گی جو نکلا باغسی
گرد کلفت سی ہین آلودہ ہوا ہوں پائمال
بخت ایسی ہین جو ڈہونڈہوں سایۂ ابر کرم
کچہ نہ پوچہو تم وحشیونکی سرگذشت
سرفرازی تمنے فرمائی قدم رنجہ کیا
جمع زرکسواسطے تقلید قارون اسلئی
نکلی جاتی ہی ہین ہی پاونکی نیچی سی آج
ہوگئے غرق شہادت دیکہکر تیغ عرق
آتش افروز نے یارب سر اوٹہا یا ہی
بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد
آدمی دیکہی کدورت کا صفا کا مرتبہ
منزل عالی کو پہونچا جو تواضع پر چلا
کیون قدم رکہتی نہین دیتا چمن مین باغبان
آہ سوزان سی یہ کہتی ہی مری نالطاقتی
نیک ممتاز جہان ہی بد ذلیل خلق ہی

۲۱۹

داغ سودا سی اوٹہی شعلی یہان بالا ای سر
آگ اوسکی پاونکی نیچی وہان بالای
خون کیوں لیتا ہی میرا باغبان بالای
اس زمین نی ڈہا دیا ہی آسمان بالای
صاعقہ ہو یک بیک آتش فشان بالای سر
ہوگئی زاغ و زغن کی آشیان بالای سر
بیٹہیے بالای چشم امیربان بالای
بوجہ لیتی ہین عبث اہل جہان بالای سر
پہوٹ پڑا ہی بیکسی کا آسمان بالای سر
ہوگیا تلوار کا پانی روان بالای سر
شمع کی مانند کہینچ اوکی زبان بالای سر
غم نہین آفت پر آفت ہو یہان بالای
ہی زمین زیر قدم اور آسمان بالای سر
جب اوڑی خاک قدم پایا مکان بالای
کیا اوٹہا لیجا ونگا مین بوستان بالای سر
کوہ گرتا ہی جوا تا ہی یہان بالای سر
خار کی جا زیر پا گل کا مکان بالای سر

حسن کی نشا ہین گو دست ہین آئینہ لیکن
ایسی کرتب ہین ہی ہشیار یہ چتون پہ نظر
جانتا ہو نہین ایسی تو بہ کوی کیا جانی
یا ہی جفا کار ستمگار یہ چتون پہ نظر

یار سر ہی اوسے زلف گران ہی اسکو	چشم بیمار نظر آتی ہے رنجور کمر
ہوائی پردہ جو وہ نور کا تجلّا شب وصل	طور کولی نظر آئے شرر طور کمر
یہ لچک ہمکو دکہاتی نہین بل کرتی ہی	مثل زلف اپنی نزاکت پہ ہی مغرور کمر
قتل عاشق پہ حسینون کی کمر باندہی ہے	حلقۂ ناف ہی پہانسی دم ساطور کمر
نہی آپکی پوشاک ہی اک وضع کے ساتہ	نہ معمول ہی پردہ نہ بدستور کمر
کیا شرارت ہی نظر پہر کی جو دیکہا ہمنی	صاف بجلی سے چمک کر ہوی مستور کمر
کچہ ریاضت سی نہین پشت خمیدہ ہوگئی	بار عصیان وہ اوٹہایا کہ ہوی چور کمر
گئیے وہ دن جو نہ لگتی تہی کمر بستر سے	اب تو کروٹ کی بہی لینی سی ہی معذور کمر
دیکہو بالو نہین جو بلجاتی کہو جائیگی	زلف بڑہ آتی ہی نزدیک ہی دور کمر
کیا مری حلقۂ آغوش مین معلوم ہو وہ	جب چہنگلی کی بہی چہلی مین ہو پہر ہو کمر
پیٹ تو چشمۂ خورشید ہی ناف اختر ہے	پشت آئینی کیصورت رگ بلّور کمر

شعرا کی نہی قدر زمانی مین بحرؔ
باندہ مزدور یونہ صورت مزدور کمر

ہو گئے یار محبت کے چلن سے باہر	۲۲۲	کیونکر اوٹہین نہ مرے پاون وحشی باہر
تیری کتی کی بہی الفت مین نہ تیاب ہوتمین		ہڈی ہڈی ہوی جاتی ہی بدن سی باہر
خار کی شکل کہٹکتا ہی رقیب آنکہونمین		گل کو دیکہو نہین جو بلبل ہو چمن سی باہر
یار جامی سی نہ باہر ہو غم عاشق مین		میرا مردہ نکل آئیگا کفن سے باہر

۲۲۴

توڑ قفل در گنجینہ کو لیکر پتھر | ای امیر و در و یاقوت ہین کنکر پتھر

ہین مین مجنون ہون جو برسین ہی سر پر پتھر | کاسۂ سر سی صدا آتی کہ پتھر پتھر

سخت کیسی ہین شبین وزگزرتی ہین کٹھی | کوہ افلاک نظر آتی ہین اختر پتھر

چاندنی دیکھنے نکلا شب فرقت مین جو مین | پر تو ماہ نے مارا مرے سر پر پتھر

مر گئے پر بھی مجھی یہ جنون کا ڈر ہی | رکھو قل پڑھ کی مری قبر کی اندر پتھر

بلبلو دیکھو تہین موج چمن کی تو بھی | طبع نازک کو یہان تو ہی گل تر پتھر

جان دیتے ہو عبث تجھہ عمارت کے لیے | لوح مرقد کو بھی ہو گا نہ میسر پتھر

کیون ہی ہم حسن پرستو نسی عداوت واعظ | کسدن آئینی نی مارا تری منہ پر پتھر

کیا سلامت رہی اہل عشق کی پامالی سے | سرمہ ہو جای اگر کھا ہی یہ ٹھوکر پتھر

تیری تصویر بھی ہی بت کہ خدا کی قدرت | مثل آئینہ ہوی دیدۂ آزر پتھر

جب سی دیکھی ہی لطافت تری جسم کی | اپنے آئینی کو کہتا ہی سکندر پتھر

اوسکی اک جنبش ابرو نی کیا کام تمام | چاٹتا رہ گیا جلاد کا خنجر پتھر

ق

جبکہ فرہاد سی شیرین نی یہ اک دن پوچھا | کیا ہی تجھہ تراشی گئی کیونکر پتھر

کوہکن نے یہ کہا جان حقیقت تو یہ ہے | نرم معلوم ہوی مجکو سراسر پتھر

ڈبا دیا کوہ مگر بس نہ چلا کچھ تجھپر | سخت دیکھا نہ تری دل کی برابر پتھر

بحر ہفتاد و دو ملت کو ہوا ہی سودا
باندہ رکہ گوشۂ داماں مین بہتر پتھر

ہوا کی گھوڑ سرائی ہی کیا سوار بہار
خدا کیواسطے بلبل کو بیجیے دوای بحر
خزان خزان نہ پکارو کہو بہار بہار
یوہین خزان ہے تو ہی جو کہتی الوداع کہتی ہے
کوئی شگفتہ رہی پھول کوئی کاش ہملا بہار
ہر ایک شاخ کو پہنا رہی ہی ہار بہار
ہزار شکر عروس چمن نے پھول کہے
نہ چار باغ سے بیری ہوی دو چار بہار
کبھی نہ میری عنا ہوئی تازگی
یہ پھول ہا شقِ رنگین ہین یہ نا بکار بہار
کھلا ہین ان کا کوئی بیبلو کسی کھو

کیون باندہتی ہو بال کی پشتارے بحر		کل زادِ سفر بھی ہے تمہین وقت سفر بار
چمکی ہوی ہے آج وہ سرکار تمہارے		پریون نے کیا ترک سلیمان کا دربار
ہیبت سی ہوائی ہوی مہتاب کی نکہت		نکلے مری منہ سے جو کبھی آہ شرربار
دیکھا نہ اثر خاک بصارت کو بھی کھویا		پتھر پڑین اس رونی پہ اے چشم گہربار
انگشت نما کون ہو حاجت طلبی مین		ماتھی پہ الف کھینچتے ہین چوڑ کی گھبراکے
قرآن بھلا کیونکہ اوٹھاؤ کی قسم پر		تمکو تو حمائل بھی ہی بالای کمربار

اے بحر یہ صحبت مصاحب ہین غنیمت
برخاست ہوا دیکھ سلیمان کا دربار

اگر دکھا ہی ہمارا دل فگار بہار	۲۲۷	ہزار بار ہو اس پھول پر نثار بہار
رہی طبیعت وحشی مین خار خار بہار		پھر و تمہین دشت مین ٹہ بار تا بہار بہار
نسیم صبح سی کب لہلہا رہا ہی چمن		تمہاری سبزۂ رخ پر ہی بیقرار بہار
بہار آ ہی ہی اہل چمن ہین جو بن پر		دکھا رہی ہین عروسان سبزہ زار بہار
سواد خط سی کھلا حال سبزہ زار شباب		چھپی ہوی ہی پس پردۂ غبار بہار
چہرکی آب سی سبزی کی موج اے بلبل		کوی شگوفہ پھلائیگی ابکی بار بہار
کلی کلی کے چٹک ہی پہنچی کی آواز		کہین نہ مرغ چمن کو کری شکار بہار
تمہاری دید کو آنکھین بنا ہی نرگس کے		ہمیشہ باغ مین ہے محو انتظار بہار
ہماری داغ ہین جتنی نہ ہونگی پھول اگے		اگر نہ ہواوسی باور کری شمار بہار

ردیف رای ہندی

تیری ہر اک بات سے ہے نشتر بحر
پکا پھوڑا ہو گئین ہے دل بحر
مین اگر رویا تو کیا ہاتھ آئیگا
اشک کے قطرے نہین گوہر بحر

ردیف زای

[illegible]

تیری آہین یار کو نا ساز ہین — سازا پنا اے دل مضطر نچھیڑ
حشر برپا کرکی لیتا ہون ابہی — سونے دی او فتنۂ محشر نچھیڑ
کہد و مشاطہ سی اوبھی ہے وہ زلف — اوسکے کانٹی کا نہین منتر نچھیڑ
رو ٹیگا ڈاڑہی کو ڈاڑہین مار کر — محتسب رندونکو منہ چڑہ کر نچھیڑ
خوش نہوگا کوی سوتا چونک کر — بحر تو غافل کو سمجھا کر نچھیڑ

ردیف زای منقوطہ

۲۲۹
شمع جسم و دیری ہر بال شرر ریز — کس آگ مین جلتا ہو نہین پروانہ پرریز
کس رنگ طلائی نی کیا ہی مجہی کشتہ — اکسیر کے مانند ہری خاک ہی زر ریز
رخصت ہوے باغونسی بہار آگ لگا کر — ہین شعلہ فشان نخل تو فواری شرر ریز
یہ سبزۂ مژگان ہی پہر اکسیر کی بوٹی — ٹپکا اس دل پہ جو کوی قطرہ اثر ریز
کیا کیا مری محبوب کی باتونمین مزا ہے — دانت اوسکی نمکپاش ہین لب اوسکی شکر ریز
ای غیرت گل تو ذرا غنچۂ لب کہول — آخر ہوی شب کہنی لگی مرغ سحر ریز
کیا پست اصالت کی ملاقات سی حاصل — قالین کا شجر ہی گل فشان نہ ثمر ریز
ہی جلوۂ صد برق یہان ایک تڑپ مین — ققنس کیطرح بال و پر اپنی ہین شرر ریز
دنیا مین عمل ہی تو گردونکی بدولت — اختر ہین گہر ریز تو خورشید ہی زر ریز
وہ آینہ ہی عارض جانان جو نظر آئی — طوطی کیطرح کرنی لگی مرغ نظر ریز

ردیف زای معجمہ

مستی میں لغزش اپنی رکوع و سجود ہے
نکلے جو میکدے سے تو ہوگی قضا نماز

جاتی ہیں گرتی پڑتی ہوی راہ شوق میں
کیا جانیں ہم طریق ہے کیا اور کیا نماز

لاتقربوا الصلواۃ اسی امر پر ہے نہی
پیکر ہی غرور نہ پڑھ واعظا نماز

اللہ ہی جو نیت خالص حضور قلب
پھر عرش سجدہ گاہ ہی کرسی ہی جا نماز

ہر دم جہاد نفس میں تکبیر ہے بلند
سر پر ہی تیغ جبر مگر ہی بپا نماز

دامان تر کی لو خبر ای زاہدان خشک
اس جامہ نجس سی نہیں ہی روا نماز

ہے اضطراب فاقہ میں اوٹھ بیٹھ بہر قوت
زاہد کجا و روزہ کجا و کجا نماز

تیر و کمان ہیں اسکی قیام و رکوع بحر
اک دن اوڑائیگی ہدف مدعا نماز

ردیف سین مہملہ

۲۳۲ خود بخود فصل خزاں میں ہی گرفتار قفس
بلبل زار کی اعضا ہیں خس و خار قفس

آنکھ کہلتی ہے میسر ہو دیدار قفس
موی مژگاں کی قسمت سے ہوی تار قفس

ہم اسیر دنکی اگر تیر فغاں کاری ہیں
ہوگی دیوار چمن صحبت دیوار قفس

گوش گل تک کوی نالہ نہ پہنچنی پایا
چاک منقار کی سینی کو سلے تار قفس

قید صیاد میں کیا آہ عنادل کو قرار
گل صد برگ نہیں سینہ افگار قفس

کہی دیتی ہی بنای قفس تا بوتی
زندگی پھر نہ رہا ہونگی گرفتار قفس

ہمصفیرو کوی کیا جانی اسیری کا مزا
میں چمن بیچکی ہوتا ہوں خریدار قفس

[illegible]

ردیف شین معجمہ

[illegible]

ہر ایک لوح جبین پر لکھا ہوا ہی یہی
نہ جای لیکے جو انچ بشر کسیکے پاس

ہوا ہون طعمۂ شہباز ہر دو چشم صنم
کسیکے پاس مرا دل جگر کسیکے پاس

گئے وہ دن جو گزرتی تھی صحبتو مین دن
مہینوں اب نہین اپنا گزر کسیکے پاس

بلای چشم بتان سے خدا بچائی بحر
پیالہ زہر کا رکھا ہی ہر کسیکے پاس

۲۲۴

دل بیچنے کو جائیی کس باوفا کی پاس
دام وفا نہین ہی کسی آشنا کی پاس

کیا پوچھتی ہو صدمہ جدائیکا دوستو
اوٹھی جو بت کی پاس سے پہنچی خدا کی پاس

کیا عشق کا مریض ہو عیسی سی چارہ جو
یہ روگ وہ ہی جسکی دوا ہی قضا کی پاس

گر دیکھو تیری حسن کی سائل یہ شاہ ہی
کشکول مین ہین چاند کی ٹکڑی گدا کی پاس

دولت سی آکی خلق مین گمراہ ہو گئے
گھر ہو لکر گدا کا گئی پادشا کی پاس

شبکو رہین جو کہتی مین مو باف سرخ ہے
اک لعل شبچراغ ہی زلف دوتا کی پاس

اوسنے شنگ گلبنی مہندی منگائی ہی با غصے
دی نذر اشرفی جو کوئی ہو حنا کی پاس

گردش مین کسطرح نہ ہون قوت کی لیے
دانہ مری نصیب کا ہی آسیا کی پاس

باشندگان دار فنا کو یہ چاہیے
بنوائین گھر نیا تو گئے سیکی سرا کی پاس

غافل نکل کی باغ تعلق سی سیر کر
کیا برگ گل بہار یہ ہی بینوا کی پاس

حاصل ہوا ی گلشن دنیا سی کچھ نہین
جز خاک پھول خاک نہین ہی صبا کی پاس

گھر سی نکل کی چال چلی کس ادا سی تم
اک تازہ قبر بنگئی ہر نقش پا کی پاس

[illegible]

ایسا ہی تنا اُلجھی اوٹھا ہون بیمانہ
صحن گلزار دہری ہی یہی فضا عیش
ای بحر قطع زیست ہوی رنج کرد لیا
گنا مردو بجا خدا کی ثنا کی صدا عیش
یہ کیسی فلک کینہ خواہ کی گردش
زمانے میں ہی بھا ز تباہ کی گردش
گیا ہاتھ کی زمین پر قدم نہ ٹھہر سکا
نہ سکے ابرو کی دود آہ کی گردش
کیا طواف صنم خانہ بی سے احرام
جنون دی ہی سزا اس گناہ کی گردش
اودہر کو تیر مژہ کی چلی جدہر دیکھی
ہوی تھا تھا حلقہ نگاہ کی گردش
طلائے ہیں عشاق اوسکی آنکھیں
امیر کی ہی حفاظت سپاہ کی گردش
درِ قبول سے جب بازگشت کرتی ہی
فلک کو چرخ مین لاتی ہی آہ کی گردش
اوٹھا رہا ہون نشیب و فراز کی صدمے
مری ستارے کی ہی دلو چاہ کی گردش

بیجا حباب سر میں بری ہی ہوای عیش انزال سی ہی کم نظر آئی بقای عیش		عشرت ہی موج آب ادہر آئی اودہر گئی کچھ خوش ہوا نہ مین زن دنیا کی وصل سے

بحر اب کہان وہ ولولہ وہ جوش و منک اب
آخر ہوا شباب ہوی انتہای عیش ❊

دیکھا شرفی اگر نہ ہو دیکھی لقای عیش روٹھا صنم رقیب سے ہنسنے منای عیش اوترین سو کہی اگھاٹ کہین آشنای عیش دو کنجیان ہین میری لیی در کشای عیش ہر گل ہی داغ آہ حزین سے ہوای عیش ہی روز ہجر رنج و تعب شب برای عیش سر پر ہماری قہقہۂ دیوار ڈہای عیش پھر غم نہین جہانین اسکو سوای عیش پیدا ہوا ہی بیضۂ غم سے ہمای عیش خلد برین مین ڈہونڈتے پھرتی ہین جای عیش چوبائی چال ہی ہی جہانین نوای عیش نوع بشر ہی بندۂ زر زر خدای عیش بنت العنب کے موج ہی زنجیر پای عیش	۲۲۳۶	جھنکار سن پیکی ہی ہی نفی ای عیش دل خوش ہو ہر طرح جو مقدر دکھائے عیش دنیا مین کچھ بساط نہین انبساط کی شیرین زبان و دست کرم کو نہ چوچھی فریاد عندلیب سی ثابت ہوا ہین پیرین ہد و ورع جوانین زیان حسرت ہے ہنستے کھیلتے مٹی مین دب رہین انسان کا مزاج اگر ہو رضا پسند شام فراق یار سحر ہو تو جانیے بعد فنا ہی کوچۂ محبوب یاد ہے زر کو بھی انتشار ہی ذرات کیطرح دولت پرست گبر و مسلمان نظر پڑے منظور اگر شگفتہ دلی ہی تو پھول بے

ردیف شین معجمہ

[illegible]

کبھی چمن میں کبھی دشت میں کبھی سرراہ	غزالمیں پوچھو نہ اس کج کلاہ کی گردش
کبھی ہی چاہ زنخدانمیں نگاہ ہی سرلب	نصیب لکھی ہی دولاب چاہ کی گردش
کہ نکی ٹوپی میں کرجو گشت کی اوسنے	دکھائی خسرو زرین کلاہ کی گردش
پتنگ لڑنے میں ہمسے جو آنکھ لڑتی ہے	جگر پہ دیتی ہی گڑھی نگاہ کی گردش
خراب ہی مری مٹی بگولی کی مانند	قیام خواہ کیا میں نی خواہ کی گردش
ہرن کو شیر سمجھکر پناہ میں ہے	زحل کا دور ہی چشم سیاہ کی گردش
تلاش یار میں آوارگی نصیب ہی	بجان زار بحال تباہ کی گردش
خدا کا فضل رہا زاویہ نشینوں پر	کبھی نہ قطب نے مانند ماہ کی گردش
کہاں نجات سپید و سیاہ عالم سے	نہ چین دیگی یہ شام و پگاہ کی گردش
بجا محلہ لیلی نواح نجد بجا	نہ پوچھو قیس فراموش راہ کی گردش
گھن سے چھپ سکی مہر و ماہ بر جو نہین	خدا دکھائی نہ روز سیاہ کی گردش
سیاہ خانہ ہمارا ہوا نہ منزل ماہ	کبھی دہر کو نہ ای رشک ماہ کی گردش

فراق یار میں پہر پہر کی کو بکو گریاں
بنائی بحر نی گرداب راہ کی گردش

Checked
1987

۲۳۹

عجب طور ہی کوئی خوش کوئی ناخوش	تمہاری ملاقات سے دل ہو گیا خوش
اگر قتل عاشق تمہاری خوشی ہے	بہت خوب ہم خوش ہمارا خدا خوش
ہمیں تو کچھ ونسی شکایت نہیں ہے	خدا جانے وہ ہمسے ناخوش ہیں یا خوش

قطعہ

ولہ

نظم

ہم ایسی خوش دل وقات مین ناہ کہان
محفل مین ہم نشین سی عبث صبح ہمارقص
معلوم اوسمت ہی ہوا وسکی محل سے
خوش ہو کی کرین ہم صفت قبلہ نما رقص
دنیا سی جدا عیش ہے ارباب فنا کا
اگر جدا ہوا بسمل ہے کیا رقص
تعمیر محبت کی لئی مرگ ہی شادی
کبسا وری سر پہ جو بل بنی کیا رقص
ہر ایک کی روزی ہے علی قدر مراتب
کافونکی ہی خورش زاغ اور انکھونکی غذا رقص
دیوانونکی ہاتھونین یہ تماشہ ہے دیکھو
جنگل میں بگولون نی کیا صورت نما رقص
آفت ہی زمانی کی لئی یار کی رفتار
رقصان ہوا گردہ نو کری حشر بپا رقص
رقاص کی صحبت سی کنارہ کرو ای بحر
چلتی ہی ثابت ہی گرداب بلا رقص
ثابت ہی آدمی پہ خطا ہی ہوا و حرص
قطع امید دل ہی آری ہوا و حرص

[illegible]

فقیر پیر مغان وقف التصیب بصیب	کھڑی ہین جام بکف ہم مدہ گان خاموش
کسیکی سنتی ہین باتین نہ اپنی کہتی ہین	پڑی ہین جا کہیہ یاران خوش بیان خاموش
کہان ہم اور کہان تم یہ دم غنیمت ہے	کرم کیا ہی تو بیٹھو نہ مہربان خاموش
ہوا مین تیری ہوائی ہوا جو نالہ دل	نہ تابعمر ہوا شعلۂ فغان خاموش
بندہی ہوی ہی نیت نہ بہولیسی تجکو	پڑہی ترا کلمہ دل جو ہو زبان خاموش
گلونکو دیکھلو یہ روشنی کوی دم ہے	خزان کری نہ چراغان بوستان خاموش
خدا کی شانکو دیکھو نہ قیل و قال کرو	بتونکی طرہ سے بیٹھی ہو یہان خاموش
کہلین ہین جب تلک آنکھین تب ان بند نہین	جب آئے نیند نہین ہے یہی قصہ خوان خاموش
فراق یار مین بیلب ہو گئی طاقت	پڑا ہون صورت دیبا مین ناتوان خاموش
ہماری بات جو سنتا نہین گوی ہے ای بحر	پکارتا ہی دل اپنا کہ ای زبان خاموش

ردیف صاد مهمله

سیکھا ہی کس استاد سی ای یار قص	۲۴۱	شاگرد ہو زہرہ بہی جو دیکھی وہ ترا رقص
دیکھی نہین یہ گردش چشم او بت طناز		قدرت کا تماشا ہی تری پتلیونکا رقص
کہٹنے مین بہی نیر پتی ہین بہی ٹھکراتی ہو دلکو		ایجان جہان ظلم اسی کہتی ہین یا رقص
ای یار خوش آتا نہین تا جاکہ طاؤس		دیکھین نکبھی ہم جو کری مرغ ہما رقص
کیا بیٹھی ہوی کہتی ہو نا محل مین		عاشق کو تڑپتی ہوی دیکھو ہی نیا رقص

[illegible]

دلکی خرابیان ہین یہ سب بیقراریان — کعبے کو ڈہا رہی ہی بنا ہی ہوا و حرص

ہر شخص کا ہی دانت زمانیکی مال پر — دو سانپ گنج پر ہین بجا ہی ہوا و حرص

کیا اوعشقباز تہیدست کا چلے — رکہتا ہی کیا بساط سوا ہی ہوا و حرص

جب تک کفن نہ پہنین گے یہ مردم حریص — اوترینگی جسم سی قبا ہی ہوا و حرص

ای بحر کیا حباب صفت سر اوٹہائیی — اپنی گرہ مین کیا ہی سوا ہی ہوا و حرص

ردیف ضاد منقوطہ

۲۴۳

گل خورشید سی علی ہی بہار عارض — کیجیے تو ڑکی تار و نکو نثار عارض

دیکھکر تجکو کلی پہول سی یہ کہتی ہے — مین ہون قربان وہ ہین تیغ ہو نثار عارض

کالی آندہی خط نوخیز کی اوٹہی ایسی — روز عارض نظر آیا شب تار عارض

تیرا دیدار ہی پیغام اجل ای صیاد — خال گولی ہی ہر اک ل ہی شکار عارض

برج میزان یہ شرف رکہتی ہین اوسکے ابرو — پلۂ ماہ مین تلتا ہی وقار عارض

ای پریرو نظر بد سی تو محفوظ رہی — رہی یہ زلف سیہ فام حصار عارض

کہ رہی ہین ارنی طالب دیدار تمام — ید بیضا سی نکلتا نہین کار عارض

پوچہتا کیا ہی ہوس مر ی محبوبکا رنگ — چہو کر دیکھ لی تا نہ ہی یہ غبار عارض

خوبرو نکو خدائی یہ دیا ہی رتبہ — ہی خداوند طلب آینہ دار عارض

ہاتہ کب آتی ہین رخسار گل اندامونکی — کم نہین سیج ینکی چڑیا سی شکار عارض

ردیف ضاد منقوطہ

[illegible] ہماری قسمت مین
[illegible] وہ ہماری شرط

[illegible] کیون [illegible] ہماری شرط

ناتوان دل ہی اور ہماری شرط

ای فلک میرا دل [illegible]
[illegible] آبداری شرط

ابرو عشق مین [illegible]
[illegible] اشکباری شرط

[illegible] زواری شرط
جیسے چمن ہی [illegible] دونہا یا دونہا

یار آیا ہے ای ساقی [illegible] ہماری شرط
عیش مین ہی شرابخواری شرط

دیکھ کر اپنے داغ روتا ہون
اس چمن کی ہے آبیاری شرط

حال پرسی کوی کرے نکرے
عاشقی مین ہے آہ و زاری شرط

فراق وصل ہین مرقوم دو علاج اسکے علاج خشک لب و چشم ترکا کیا ہی بحر		کتب مین عشق کو بقراط نی لکھا ہی مرض چھپاون عشق مین کیونکر کہین چھپا ہی مرض

ردیف طای مہملہ

یہ دن کہان نصیب کہ دلبر کا آئی خط	۲۴۵	مین نامہ بر کی صدقی مرا دل فدا ہی خط
اوس طفل خو نی سیکڑون پرزا اوڑا ہی خط		اب بھیجتا ہون کاغذ بادی بجا ہی خط
یارب نہ مدعی پہ کہلے مدعا ہی خط		فقر مین آگی یار نہ دفتر چڑہا ہی خط
حیرت فزا حقیقت عاشق ہی سر بسر		مانگی جو یار آئینہ قاصد دکھا ہی خط
پونچھا جو میرا خط تو چیڑھا جبین رقیب پر		کیونکر نہ وہ بنا کی فتیلہ جلا ہی خط
مدت کی بعد نصف ملاقات ہی نہین		یہ بھی مرا لکھا کہ ادھر سی نہ آ ہی خط
اعمالنامہ ہاتہ مین دینگی جو حشر کو		مشتاق خط یار پکاریگا ہای خط
لکھونگا مین اسیر قفس کو چمن کا حال		لادی صبا کوی ورق گل برا ہی خط
قاصد کی انتظار مین نقش بر آب ہون		مثل حباب جان ہی تن مین ہوا ہی خط
زنجیر پاؤن مین ہی گردن مین طوق ہے		فریاد ظلم زلف ہی مجھ پر جفا ہی خط

	قسمت کے لکھی سے یہ تعجب نہین ہے بحر دریا مین تیری نام کا قاصد بہا ہے خط	

عشق مین تہی وفاشعاری شرط	۲۴۶	مرمٹے ہم مگر نہ ہاری شرط

ردیف ظای معجمہ

[illegible]

ردیف ظای معجمہ

[illegible]

[illegible — diagonal marginal verses, ending in واعظ]

ظلمات میں کب چشمۂ حیوان نظر آیا
ہے قلب سیہ بزم خرابات سے محفوظ

ہے پیر مغان رہبر کوثر نہ خبر ہے
دہوکی میں رہا شیخ خرابات سے محفوظ

جو مورچہ رو رنسی ہی باہرہ ہی بابال
جو خانہ نشین ہے وہ ہی آفات سے محفوظ

ہم بوجہ گئے جیسے کہ قاضی کا عمّا
رہتی ہین خضر کی ہی ملاقات سے محفوظ

کانو نسے سُنین گی نہ کبھی ہم سخن ہد
جبتک ہی زبان اپنی گری بات سے محفوظ

تلوار چلی ابرو وںسے تیر مژہ ہی
کوی نہ رہا اوسکی اشارات سے محفوظ

دنیا کی ہوا تجکو بھی لگ جاے گی زاہد
کبتک رہیگا اپنی کرامات سے محفوظ

اوس زلف کی الفت ہے سیہ روزی عاشق
ہم دن کیطرح رہتی ہین اس رات سے محفوظ

تقصیر شب وصل کچہ ایسی ہوی ہم سی
گہونسی سی نہ ایسن نہ رہے لات سے محفوظ

چہایا ہی سحاب کرم اوسکا غربا پر
چہپر کی تلی رہتی ہین برسات سے محفوظ

غبت ہمین اچہونسی ہی نفرت ہے بُرونسی
ہین صاحب تمیز مساوات سے محفوظ

بی بہروسین ہر دو کی طرح بیٹہے ای بحر
کانونکو خدا رکہی خرافات سے محفوظ

جاتا رہیگا ایک ہی ساغر مین سب لحاظ
پینے دو نشا ہوتی دو رہتا ہی کب لحاظ

اس چشم شرمگین کی مزی کل کچہ اور ہین
دیکہا عروس کا بھی فقط ایک شب لحاظ

خلوت مین ہم ہین تم ہو کوی مع سرانہین
بیوجہ منہ چہپاتی ہو یہ بے سبب لحاظ

گستاخ ہوتی ہو نی جو کرتی ہو تم سکوت
شاید کہ چپکی چپکی ہی رخصت طلب لحاظ

[illegible — diagonal marginal verses]

ردیف ظای معجمہ

[illegible — diagonal marginal verses]

واعظ کو حرف غلط جانتی ہین ہم ازلو
اپنی فہم میں نہیں نام کو نام واعظ
بحر کے مشرب و مذہب کا نہ پوچھو احوال
بندۂ پیر مغان اور غلام واعظ

ردیف عین مہملہ

[illegible — diagonal marginal verses at the foot of the page]

چربی چھا جاتی ہی آنکھوں مین طمع سے چیز پر
گنج زر پر سر اوٹھا نیکی نہین مقدور شمع

خوبرو نکی انہین کیا قدر ہو مین بے بصر
ہی مساوی کور کو نزدیک و دور شمع

پاؤن ٹوٹی ہین قینچی کے اوٹھی جو آئین
تاج زرین کہ کی سر پر ہو گئی مغرور شمع

دیکھ تو اے محتسب کیا دختر رز کا ہی نور
ساغر چینی کنول ہی شیشہ بلور شمع

درد دل غیرونکا وہ جانے جو صاحب درد ہی
سر کو دھنتی ہی جو سنتی ہی مرا مذکور شمع

عارض پر نور انکو کی لیا سی مین نہین
دیکھ لین سب عیب محفل مین کھڑی ہی عور شمع

تشنۂ سوز محبت ہی تو پھر رونا ہی کیا
اشک پی پیکر بصورت ہی مستور شمع

مین وہ مجرم ہون کہ بعد از مرگ میری قبر پر
پھول رضوان لائیگا روشن کریگی حور شمع

نور کی سانچے مین ڈھالا ہی وہی صانع نی بحر
کاکل مشکین دہوان ہی قامت پر نور شمع

۲۵۱

دیکھی جو بن میری مطرب کا تو ہو پروانہ شمع
آئی جگنو کیطرح دستک پہ بیتابانہ شمع

چاہتا کوئی تو کرتی ناز معشوقانہ شمع
مانگتی قیمت مین اپنی لعل کا بیعانہ شمع

آجتک آداب محفل سی ہی بیگانہ شمع
سر کو کٹواتی ہی رکھہ کر پاؤن گستاخانہ شمع

پھول جائی اسقدر وہ شاخ گل کیا چیز ہے
پہلجھڑی چھوٹی اگر روشن کری جانانہ شمع

جنتی اکوئی نہین اس بزم مین فریسی سان
سمجھے اپنی آنسوؤنکو اپنا آب و دانہ شمع

ایسی ہمت سی جو بنا جہو پر ارزش کرون
پہونکتی ہی ڈرکر پتنگی کیطرح کاشانہ شمع

باوجود آتش بازی کی یہ خوف سحر ہے
کہہ نہین سکتی حریف عشق کا افسانہ شمع

ردیف عین مع الغین

بیم خزان ہی اب نہ امید بہار ہے
طاؤس وار ہون ہمہ تن یون داغ

بھڑکی ہوی ہی آتش شوق چمن جہان
گل نقش داغ ابر بہاری خان داغ

طالب شراب کی نہین غنچہ نوش عشق
خواہان کباب کے نہین لذت چشان داغ

بالی تمہاری کان کی بنجائین بجلیان
شمہ کبھی سنو جو مری داستان داغ

کیا کیا ذلیل و خوار ہوی ہین جو مین
دور زحل ہماری لیی ہے زمان داغ

ہوتی ہی جیسی معدن یاقوت کوہ مین
اسطرح اپنی سینی مین پنہان ہی کان داغ

شق ہو اگر یہ سینۂ تفسیدہ صبح وار
پوچھین سب آفتاب سے آستان داغ

ساری متاع صبر قرار اپنی لٹ گئی
ڈاکا سرای دلکو ہوا کاروان داغ

سینے سی اوٹھ کی جاتی ہین اب کو مجروح
دلسے سود ماغ ہی نقل مکان داغ

ایسا ہی اک حسین کی ہاتھون جلا ہوا
نقش جہان ہی میر نظر مین بجان داغ

ای مجروح حال سوختگی کیا کرون بیان
ہی دل لگی نام سینی کی اندر نشان داغ

ہین یہ گل کھائی کہ منت کے نہی روشن چراغ
صورت سرو چراغان ہون سراپا تن چراغ

عشق کے اعجاز سی ہی داغ دل روشن چراغ
میری گھر مین رات دن جلتا ہی بے روغن چراغ

اوٹھ گیا جس وقت اسکی منہ سے دامان حجاب
دیکھنا چھپتے پھرینگی سب تہ دامن چراغ

لو دکھا کر گوش جانا کی جلاتا ہی مجھے
سینے جب روشن کیا میرا ہوا دشمن چراغ

زر دیا جنکو خدا نی انکی گھر روشن ہوے
بنگئے گویا در و دیوار کی روزن چراغ

کیا ترقی کیا تنزل وقت کی تاثیر ہے
شکل گل کی شکل دیکھو صورت سوسن چراغ

محاصرہ یہ کیا ہی سیاہ روزی نے
برنگ ماہ مری گھر مین ہی گہن مین چراغ

عجب بہار دکہائی بہار کی صدقے
کہلا ہی پہول کہ روشن کیی چمن مین چراغ

ہر ایک بزم کی ہے روشنی فسانۂ عشق
ہماری داغ سی جلتا ہی انجمن مین چراغ

زوال حسن مین ڈہونڈہیگا اپنی کشتونکو
بجا ہی تیغ ہی گل دست تیغ زن مین چراغ

مجہی یہ قطع ہوی ہی قبای دلسوزی
ہوا سی آگ جو ہی مری پیرہن مین چراغ

سجدہ ایک کو کرتی ہین چار دہ کو سلام
جبین یہ داغ ہی تا زبان ہی دہن مین چراغ

جلا ہوی ہی جواہر کو تیری بازو سی
نگینے بنگئی ہین ساری تن مین چراغ

وہ تیل ڈال کے آیا ہی آج بالونمین
جلے گا روغن افعی سی انجمن مین چراغ

نظر مین بلبلونکی داغ بنگئی سب پہول
جمال یار نی گل کر دیی چمن مین چراغ

رہی تو نکو مبارک دیا دوالی کا
ہماری دید کو ہی چشم غول مین چراغ

سوا ہی داغ ہی کیا خاک جسم لاغر مین
فرشتے پا نہین گے مری جا کفن مین چراغ

وہ ہون پتنگ جلای وطن کرونگا اگر
برنگ شمع مجہی ڈہونڈہیگی وطن مین چراغ

ہر ایک عضو بلوری کنول نظر آیا
جلی جو عکس بدن سی ... چراغ

شہید عشق ہین پروانہ وار گرد اوسکے
سمجہ قبضہ ہوا دست تیغ زن مین چراغ

امیدوار رہوا اپنی داغدار و نسے
شریک حال ہی آسایش محن مین چراغ

زبانی ہی لیی جاتا ہون داغ صحبت بحر
جلا نا تم مری میتی کی انجمن مین چراغ

اوس خوبرو کی سامنی یون آفتاب ہے
جسطرح آفتاب کے ہو روبرو چراغ

چومک فتیلہ سوز پہ جلتے ہی بیشتر
محفل مین ڈہونڈہتی ہین تجہی جا بجا چراغ

شبکو سیاہ ہخانۂ عاشق نیا ہی گا
دنسے ہماری گہر کی کری جستجو چراغ

میرا سا جذب ایک پتنگی مین ہو اگر
جگنو کی شکل اوڑتی پہرین کو بکو چراغ

اعجاز لب ہے وہ اگر پوچہے زدل
مانند آفتاب کرے گفتگو چراغ

ہوتی ہی شب کو یار کی منہ پر یہ رو شنے
کرتا ہی تل کی دانی سی گویا نمو چراغ

چہلکی جو تیری حسن کی محفل مین چاند نے
کیا کیا چراغپا ہوی ایماہرو چراغ

روشن کرے ہزار فتیلے شعاع کے
رکہتا نہین فروغ تری روبرو چراغ

ہی جسکو سوز عشق وہ راحت طلب نہین
کب اپنی کنج داغ کا ہی چارہ جو چراغ

خورشید تو ہی انجمن افروز بزم حسن
تجہسے ذلیل شمع ہی بی آبرو چراغ

شبو کی ایک شاخ ہی تیری حضور شمع
اک پہول انار کا ہی تری روبرو چراغ

روتا ہی ہی بحر تو آنکہو نکو رو دوگی
لیجائیگی بہا کی کسیدن یہ جو چراغ

ردیف فا

۲۵۷

کیلی نجا ہی اپنی کجی پر جو آئی زلف
عاشق کو سانپ بنکی ابہی کاٹ کہائی زلف

خورشید منکسف ہوا کر بلر اٹہائی زلف
اپنے وہ مین سی چشم فلک کو رولائی زلف

عشاق پر کمال ہی بہاری ہے یہ گہن
ایماہرو عذار پر آنے نیا ہی زلف

دکہاکے وزدحنا دل چرالیا میرا
جو پوچہتا ہون تو کہتی ہین ہم نہین واقف

یہ جانتا ہون جو اسمین گرانہ پہر نکلا
چہ ذقن ہی کہ بیر العلم نہین واقف

کہان نصیب حنا دل کو خط ازاد کے
الف سے سر کی گلکی قلم نہین واقف

کسی سے پوچہیے کالی ہی یا کنہیا ہے
لیا ہی زلف نی کسکا صنم نہین واقف

بیان داغ جگر پیش ترک چشم عبث
زبان ہندسی اہل عجم نہین واقف

مہا جنون کے دوالی نکلتے دیکہے ہین
چلن سی دام وفا کی درم نہین واقف

رہون جو اسکی گلیمین ہی بیتابی
کہ زلزلی سی زمین ارم نہین واقف

خط عذار ہی یا اشرفی کا سکہ ہے
تمہاری حسن کی دولت سی ہم نہین واقف

کہلا یہ حال فلاطون کی خم نشینی سے
کہ خط جام کی معنی سی جم نہین واقف

نہ پوچہو ہمسے ہیولا مزاجیان اسکی
معینون یار کی صورت سی ہم نہین واقف

وفا ہمی شاذ ہی مانند اسم اعظم بحر
جو ایک اس سی ہی واقف ہم نہین واقف

۲۰۹

لوح بلور سی ہی سوا بیت صاف صاف
چہلا سی ہی کمر تو نگینہ سی ناف صاف

ظاہر ہی حسن یار سی شکل خلاف صاف
زلفین جو پیچ پیچ تو رخسار صاف صاف

اتنا نہ اتفاق عناصر پہ ناز کر
بر وقت دیکہنا یہین سب خلاف صاف

وہ خوش مزاجیان نہ رہین ہمسی یار کی
اب ہی ہر ایک بات مین ہی انحراف صاف

کیونکہ گلیم پوش نہ روشن ضمیر ہون
رکہتا ہی آئینی کو نمد کا غلاف صاف

ردیف قاف

[illegible]

تیغ ابروی صنم مین بل آنی پاے
قلب بنیادِ عناصر ہی ہین غافل عشاق
صدقی اوس صانع قدرت کی بنا یا جسنی
تیری عاشق سی تنگی کو بہلا کیا نسبت
باغ پر چہوتی آتی ہین گہٹائین کیا کیا
حال کہلتا ہی ہر اک جنس غش ہیش کا
کہین یوسف ہی غلام اور کہین خجلت پایا
جسکو نکو حرکت ہو یہ تماشا دہ ہی

کاٹ کر سر اوسی بیتا ہوں مین جرمانۂ عشق
چار دیوار کا محتاج نہین خانۂ عشق
یار کو شمع محبت مجہی پروانۂ عشق
کودنا آگ مین ہی بازئ طفلانۂ عشق
رقص طاؤس ہی یا جلوۂ مستانۂ عشق
کم نہین بوتۂ زرگر سی یہ پیمانۂ عشق
کیا تنک ظرفونکو بہکاتا ہی پیمانۂ عشق
پتلیان رقص کرین کہین جو بتخانۂ عشق

منبر نیری عبث غلغل واعظ ای بحر
سُنتے دیتی ہی کسی غلغل میخانۂ عشق

واعظو خیر بری ہی یہی مستانۂ عشق
دہن خم سی ہم کرتی ہین شکرانۂ عشق
جادۂ زلف پہ دوڑا جو مین دیوانۂ عشق
ہر بگولی کو ہم انگشت اشارت سمجہین
ابر رحمت ہی کہی صاعقۂ قہر کبہی
ایسی ملتی ہین کسی سی ملنی والی
دل مین تیرہ مین ہی کیا فرق اگر داغ نہو

تمکو کوثر ہو مبارک ہمین پیمانۂ عشق
خون عشاق سے لبریز ہی پیمانۂ عشق
کالی کوسون نظر آیا مجہی ویرانۂ عشق
کف دست ملک الموت ہی ویرانۂ عشق
جلوہ ہر وقت نیا رکہتا ہی دیوانۂ عشق
اپنی سائی ہی رم کرتی ہین دیوانۂ عشق
دردِ الفت نہین جسکو وہ ہی بیگانۂ عشق

(ردیف فا)

[illegible]

گلیکا ہار ہو دور بہار ایساقی | پلا وہ پہول کہ جسمین نہ آئی بوئی فراق
اگر رہا ہی رونا تو رہ چکین آنکہین | ڈبوئیگی مری نسبو بونکو جو ہی فراق
کہین خرابہ و زندانؔ و دشت و گورستان | یہ چار شہر جنون ہین یہ چار سوئی فراق
کشید زخم کی انگور کی جو ہی نہ رت | بہر ونگا بادۂ خوناب سی سبوئی فراق
کسیکے زلف کی حلقی تہی تپلیان کل تک | کہٹک رہا ہی ان آنکہون مین آج موئی فراق
ہمین فراق کی صدمون نے پیس ڈالا ابحر | ہمارا پیکر خاکی ہی گرد کوئی فراق

ردیف کاف تازی

غنچے چٹکین گی پہر اے جالق گلشن کب تلک | خشک ہوتے ہی نہ گی ہونٹ نالہ و شیون کب تلک
ایک سا حال کسیکا بہی رہا ہی صاحب | تاز طینت مین رہا ہی قحط یہ جوبن کب تلک
آستین مین جو چٹ رہا ہی ہوں ٹی پر | دیکہون آنکہونسی سر کتا نہین دامن کب تلک
پڑ گئی پردہ ناموس مین بہی سو رخنے | دلکو صد چاک کیگی تری چلمن کب تلک
مستی بوجہ لگائی نہین کہلجاگئی حال | ناشگفتہ رہیگا غنچۂ سوسن کب تلک
پاؤن پر دیسی نکالو بہی کوئی آ چلو | جوتی بیزار لڑین شیخ و برہمن کب تلک
خوبرو آپکو سمجہے رہین تصویر گلے | عارضی حسن ہی یہ رنگ روغن کب تلک
شب ہے ہنگام شباب آپکا چہرہ ہی چراغ | شعلہ بہڑکائیگا یہ رنگ یہ روغن کب تلک
کوئی تو ہاتہ سر ہی کا ادہر ہی قاتل | پہڑکی نبضونکی طرح یہ رگ گردن کب تلک

[illegible]

ردیف الکاف

کبھی نہو نگی کسوٹی سے اہل زر نزدیک	٢٦٦	ہین انکا وعدہ سمجھتا ہون حشر نزدیک
جو نام لیتی ہین مطلب کا قتل ہوتی ہین یا		ہماری نخل سے پہل دور ہے ثمر نزدیک
نکل کھڑی ہوئی جسوقت دل ہوا پر نم		ہمارا اشک کی مانند ہے سفر نزدیک
وصال یار کا کیا دم بہرن کہان وہ قصہ		ہے زلف و رخ کیطرح شام سے سحر نزدیک
درازی شب ہجر انکا کیا بیان کرون		ہماری صبح سے ہے حشر کی سحر نزدیک
بناؤن روزن دیوار یار آنکھونکو		جو مثل حلقۂ عینک ہے گھر سے گھر نزدیک
وہ قاف مین بھی ہیگا تو جا و نگا مین ضرور		کرو رکوس بھی ہے اوس پیکا گھر نزدیک
زبان مخبر صادق ہے ناطقہ سے کہ اہ		خبر سے ہون تو ذرا گوش مخبر نزدیک
جدا سکو وہ سمجھتی ہین عقل سے ہین وہ دور		کہ یار ہے رگ جانسے زیادہ تر نزدیک
یہ روشنی ہو کہ کسب ضیا کری خورشید		ہماری داغ جگر سے جو ہو قمر نزدیک
فلک تو ستے ہین اوس نخوبرو کی صحبت کو		کبھی تو اپنی ستارسے ہو قمر نزدیک
کشیدہ مثل کمان دور دور رہتے ہو		کبھی تو تیر کی بلی سے ہو گذر نزدیک
بعید مرگ معلق نہ مرگ مبرم ہے		جو آنیوالی ہے سمجھی اوسی بشر نزدیک
چراغ طاق یہ رہتا ہے داغ سینے مین		بصیر سب ہے ہین دور اور بی بصر نزدیک

حصول قرب ہے کیا بی نصیب کو اے ہجر
کف ورق ہی تہی گرچہ ہی ثمر نزدیک

ہر وقت لب گور سے دیتی ہی صدا خاک	٢٦٧	سمجھے رہین آپ آپکو سلطان گدا خاک

[illegible]

ردیف کاف فارسی

ہزار حیف نہ ٹھہرا گل وسمن کا رنگ
خزاں میں صورت طوطی اڑا چمن کا رنگ

سفید ہی غم فرقت میں تن بتکا رنگ
ہماری جامۂ ہستی میں ہی کفن کا رنگ

خزاں کو دخل نہیں باغ شاعری میں کبھی
بہار پر ہی ہمیشہ گل سخن کا رنگ

ہماری داغ جگر کسی ابھی مٹا دیتے
بندھا ہوا ہی سحر کی بانہ نورتن کا رنگ

بشکل شمع نہیں آج روشنی منہ پر
بیرنگ دود پریشان ہے انجمن کا رنگ

بخور مشک کا ہوتا ہی اور عنبر کا
اڑا رہا ہی ہوں لف پر شکن کا رنگ

رہ عدم کہو اسکو در عدم اوسکو
وہی ہی روپ لحد کا جو ہی بدن کا رنگ

ملا ہوا ہی تعصب کا جہر و نیر رخن
مٹا سکا نہ کوئی شیخ و برہمن کا رنگ

خجل ہے مہر درخشاں یہ ضو ہی جہر کی
شفق لباس جو پہولی یہ ہی بدنکا رنگ

کیا ہی ہو تیو نکو آب آب دانتوں نی
کریگا سیم کو سیماب سیمتن کا رنگ

اگر ہنسی میں کبھی دانت کھل گئی او سے
اڑیگا صورت شبنم در عدن کا رنگ

سلاح باندہ کی اتنا ترش نہو دیکھو
کہیں گھٹی نہ گھٹائی سی بانکپن کا رنگ

سنانہ طرز سخن تیرا ایک بلبل سے
کسی کلی میں نہ دیکھا ہری دہن کا رنگ

ہماری تیر کو تقدیر نی کیا مٹی
غبار ہو کی سٹرک پر اڑا وطن کا رنگ

نگین فن کی لیئی مال ڈانک ہی ہی بجر
بغیر زر نہیں کھلتا کسیکی فن کا رنگ

ردیف لام

کسکے پرتو سے ہی مردگون ہے برج آسمان | کون اس محبوب کی محفل مین ہے نگار سبزہ رنگ

سبزہ زار حسن کی کیونکر نہو دگنی بہار | جیب و شالہ سبزہ اوڑھے ہی یار سبزہ رنگ

جوہری کہاتی ہین ہیرا جنکا عالم دیکہکر | کس زمرد کی نگین مین وہ عذار سبزہ رنگ

دلفریبی گرچہ ہر رنگت مین ہے پر کیا کہون | طوطی ہاتہونکی اوڑاتی ہے بہار سبزہ رنگ

موت کی صورت نظر آئی اوسی یکبار آہ | ڈہل گیا آنکہونکا نیل ای انتظار سبزہ رنگ

زہر کہا کہا کر ہری کہتی ہین اپنی تن بدن | سبز پوشی پر ہین تیری سوگوار سبزہ رنگ

چاند سورج لاکہ اپنی حسن کی قلعی کرین | دیکہتے ہین کب اونہین آئینہ دار سبزہ رنگ

مجہین پروانی مین یکرنگی کی صورت ہو بہو | وہ فدای شعلہ ہے مین ہون نثار سبزہ رنگ

گرد کو اوسکی نہ پہونچا ایک طفل لالہ رو | گوی سبقت لیگیا وہ شہسوار سبزہ رنگ

کہا انکو بھی مثل خط گان اپنی آنکہون سے لگائین | حق سے ہی گر زین ہے ہم خدمتگار سبزہ رنگ

آنکہ کی پتلی مین کچہ صورت پرستی چاہیے | زنگ خوردہ آئنہ کرتا ہی کار سبزہ رنگ

منزلت کہتی ہین جسکو ہی بیابان قدم | خضر سے نکلین گی بڑہ کر دوستدار سبزہ رنگ

کیا ہوا گو ہر گلی لارنگ و بو ہی یکدست | اس چمن مین سب سے بڑہ کے ہی نگار سبزہ رنگ

تیری خنجر نمک افشان نہین حسن قمر | چاندنی سے کیا ڈرو ہمین دلفگار سبزہ رنگ

حسن گوری صورتونکا جلتی پہرتی ہوی ہے | ایک حالت پر رہے چندی عذار سبزہ رنگ

تخلبند آفرینش سے عا مانگو یہ بحر
دفن ہون صحن چمن مین جا نثار سبزہ رنگ

[illegible] حاصل [illegible]

ردیف لام

[illegible] حاصل

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible] حاصل

مجھی شمع کہتی ہی محفل مین اوسکے
سیان بحر آنسو بہاتی ہی حاصل

۲۷۲

گرما ای اگر سوز محبت جگر گل — داغ دل بلبل پہ پہنچا ہو زر گل
اپنا گل سجہ جو دکھائی اثر گل — وانی ہون عقیق شجر کیے شجر گل
ای گل تری غیرت سے خمیدہ ہی سر گل — پتا ہو چمن سے ہون اگر بال و پر گل
جسکے سر صیاد جو تیغ شرر گل — پہر دون گل خورشید کی زر ہی پر گل
اندہیری رخسارہ رنگین پہ خط سبز — چہپتے ہی تہ شام بنفشہ سحر گل
امید وفا قطع ہوی اہل چمن سی — بلبل پہ چہری چل گئی ہیں نظر گل
تجہسا کوی بوٹا نہین گلزار جہا مین — رخسار گل تازہ ہی قد شاخ تر گل
بربادی عاشق ہی غم رخصت معشوق — مشت پر بلبل ہین غبار سفر گل
تاثیر ہی مرغان قفس کی جو فغا مین — صیاد کا گہر پہونک دی اوڑ کر شرر گل
انداز مین رنگت مین نزاکت مین پہن مین — گل یار کی پاپوش کا ہی تاج سر گل
لکہتا ہون نین ای باد صبا وصف رخ یار — لادی ورق نسترن و آب زر گل
تڑپا مین قفس مین تو یہ صیاد پکارا — اوڑ کر نہین لا نیکے تری پر خبر گل
رنگینے گلزار ہی خونریزی بلبل — ہے جوہر شمشیر بہاری گہر گل
بیکار ہی سب معرکہ بہمن و دی مین — مغفر ہی سپر غنچہ و بکتر ببر گل

بی یار خوش آتی نہین سیر چمن بحر — بہا گو ن و شش بو جو ہو گہر بن نر گل

کوی جاتا نہ اپنا گہر کدہر ای دل
لیجا ہی مقتل عشاق کدہر ای دل
جان جاتی ہے مجھے کدہر ای دل
تو ہی لکہتا ہی مجھکو عشق نہین
عشقبازی ہی ابرو مژہ ای دل
بچنے فعلون سے درگزر ای دل

[illegible]

اسکو اگر خزان ہی تو اپنی بہار ہے
پہولینگے ہم خوشی سی جو کہلائیگا یہ دل

مین ہاتہ جوڑتا ہون ضرور آئیگا آپ
واللہ رات پہر مجہی تڑپائیگا یہ دل

معشوق بد مزاج سی ملتا نچاہیی
لالی پڑینگی جان کی بچتائیگا یہ دل

ہمکو ذلیل خلق مین ہوتا ہی کو بکو
کس کس حسین پر نہ ابہی آئیگا یہ دل

بہولی نہین ہین کوی محبت کی ٹہوکرین
جب وہ کر عشق آئیگا شرمائیگا یہ دل

ساقی دکہا نہ جام و صراحی بہار مین
توبہ شکست ہوگی جو للچائیگا یہ دل

کیون ڈہونڈتا ہی سایۂ دامان ہر و
کیا چاندنی کی کہیت سے بہل جائیگا یہ دل

ہوگی کبہی نہ یار کی ہاتہون گرہ نصیب
ہر روز اپنا خون جگر کہائیگا یہ دل

تمنے نہ اپنی چاہنے والی کی قدر کی
اب اس سے ہاتہ اوٹہا و نہ ہاتہ آئیگا یہ دل

جو چاہیی وہ کیجیے اس بیکس کا حال
شکوہ زبان پر نہ کبہی لائیگا یہ دل

کس کسطرح کی داغ یہ آنکہین وہ کہائینگی
کیا کیا اذیتین مجہی پہونچائیگا یہ دل

یارب اوس پری کی سواری نظر پڑے
بیٹہی بٹہای پہر مجہی وہ ڑائیگا یہ دل

کیون پالتی بغل مین اگر جانتی یہ سحر
کچہ حق پرورش نہ بجا لائیگا یہ دل

۲۷۵

کیا محض الت مین ہی وہ رشک چمن پہول
قد سرو تو رخ لالہ و دہن غنچہ بدن پہول

کیا دانہ گوہر مین ہی انگور کی تاثیر
کیا جہوم رہی ہین کی تو نہ نین پہول

ہی موج نسیم سحری ہونٹہون کی جنبش
ہنستے ہو تو بنجاتا ہی غنچہ سا دہن پہول

[illegible]

سرسون ہی نہین پہولتی آنکھون مین ہماری
جب تک کہ نہ پڑ جائین وہ چار گھر پھول

روشن سخنی ختم ہی اوس غنچہ دہن پر
تھے پھول کی منہ سے کبھی ایسی جھڑی پھول

تقدیر مین لکھی تھی گل رو کی صنم سے
تھالون نے بہت گو رہی کانٹی لگڑی پھول

رانگا ہوا گر دست بریجن تو ہی چاندی
وہ گل جو نہ پہنی تو ہین سونیکی کڑی پھول

فریاد کر اس درد سے اے مرغ گلستان
کانٹیکی سنان باندہ کی گلچین سے لڑی پھول

کسدن نہ کھنچے آہ شرربار کی تلوار
کسرات نہ مینے سپر مین جڑی پھول

کیا جرم ہی کس بلبل شیدا کو جلایا
کیون چار پہر دہوپ مین ہوتی ہین کھڑی پھول

کیا سبزۂ رخسار سے نسبت ہی چمن کو
کانٹے یہ ہین جنکی ہین پلی مین ہری پھول

ہم زخمیونکو چاندنی کی تاب نہین ہے
سہتے ہین کڑی دہوپ نہایت ہین کڑی پھول

داغونمین کے قابل تھے ہم اس باغ مین اے گبر
گلچین مقدر نی دی ہین سڑی پھول

ردیف میم

۲۷۷

دید کی جسدن ہوسی ساعت ہوسی تقدیر ہم
خال کو سمجھے ہین مثل عطارد تیر ہم

لاغری مین کب ہی صیاد کی نخچیر ہم
تیر کی پر کی ہوا سے اوڑ گئی سوتیر ہم

تیری زندان محبت سے نہ نکلین گی کبھی
پاؤن مین پہنی ہین پانی کیطرح زنجیر ہم

آگی آئینی کی طوطی بولتی ہین کسطرح
بھول جاتی ہین ترے آمنے دیکھکر تقریر ہم

ہر چمن مین نقش بندی کی ہی اوسکی حسن نے
ہر ورق مین دیکھتی ہین یار کی تصویر ہم

زخم بیجا ئین ہماری دید ہای خونفشان
یاد عارض مین جو دیکھین چاندنی تو خیر ہم
آرزو تھی بید مجنون کا ہو سایہ قبر پر

بصیر جانتے ہین حال خاکسار نکا
نہان ہین صورت معنی خط غبار مین ہم

کسیکے زلف رسا پر نہ جان دی کو
ہوئی ہین لقمۂ اژدر لحد کی غار مین ہم

فراق یار مین کچھ گو مگو ہی اپنا حال
خدا ہی جانی کہ گھر مین ہین یا مزار مین ہم

اسیر دولت دنیا ہون کیا ہی زینت
گلا بند ہاتی ہین کب موتیون کی ہار مین ہم

جو کچھ کہا وہ کہا اپنی بات پوری ہے
اٹل ہوئی ہین ترازوی اعتبار مین ہم

فقط یہ خدمت استاد کا ہی فیض ای بحر
کہ غیر کے نہین محتاج اپنی کار مین ہم

۲۷۹

کمال سے ہوئی مشہور ہر دیار مین ہم
حلب مین مشک ہین آئینہ ہین تتار مین ہم

ز خود رسیدہ ہین فکر مآل کار مین ہم
غمین نہ جبر مین شادان نہ اختیار مین ہم

بغیر یار کہین خوش نہین بہار مین ہم
جو خار دشت مین ہین داغ لالہ زار مین ہم

حقیر ہمکو نہ سمجھے کوئی کسافت مین
قمر ہین ابر مین آئینہ ہین غبار مین ہم

کوئی نشیب و فراز زمانہ کیا جانی
فتادگی نہ مین ہین فلک وقار مین ہم

مٹا دیا ہی ہمین گرم و سرد عالم نے
شرر جبال مین ہین قطرہ ہین بحار مین ہم

ہوئی ہین خلق زمانی مین بہر پامالی
چمن مین گھانس ہین کیڑا ہین سبزہ زار مین ہم

بحکم حسن لما رہ الدو ساقی
کہ زندہ نشار مین ہین مردہ مین خمار مین ہم

پی حلاوت دنیا یہ مرتبہ پایا
مگس شمار مین ہین مور مین قطار مین ہم

حباب و بحر صفت فرق اعتباری ہے
تو ہم ہی ہین تیری بغل مین تیری کنار مین ہم

[illegible] لگا ہی کہ جگر پر مرے پیکان ہر دم
[illegible] کیا گدائی کا لگین [illegible] بھی ہی پر [illegible]
[illegible] پانی [illegible] [illegible] چمن ہر دم
[illegible] محبت ہو گئی مجھ کو وبال [illegible] پریشان ہر دم
[illegible] کیا اشارے کی غمزے [illegible] [illegible] مژگان ہر دم
[illegible] فرموشی ہی یہ ہم یاد [illegible] جانان ہر دم
[illegible] نام تمہارا ہی نام [illegible] زبان
[illegible] لغت [illegible] مجھے [illegible] [illegible] ہر دم
[illegible] جان [illegible] جاں [illegible] تجھ [illegible] ہر دم
[illegible] دلمین غم کا دوری [illegible] ہر دم
[illegible] گرداب [illegible] طوفان ہر دم

دال ہی تنگ ہانی یہ سمجھے او کہنا
کیا کری منہ مین سماتا ہی نہین نام تمام

ای غم یار ستانیکا یہی کون محل
نالۂ دل سے ہینہ ڈولا ہین در و بام تمام

بلبلو خانۂ صیاد ہے گلزار نہین
کر گئین گل کی نظر آتی ہین گلدام تمام

سالکو جادۂ صحرای حقیقت ہی مجاز
سیل منزل ہین تمہاری لیی اصنام تمام

عیش دنیا کی طرف رخ نکرو ای ندو
دیدۂ غول ہین اس میکدہ کی جام تمام

قاصد آیا ہی تو وہ ٹر کیسے غش آیا ہی مجھے
دمی گذری ہین بیان یار کی پیغام تمام

ایسی دولت سی جوانی کو ہو کیونکر نہ گریز
تار چاندی کی ہون جب موی سیہ فام تمام

اسقدر رد و بدل چاہیی کیا عاشق سے
ایک تیوری کی بدلنی مین تو ہی کام تمام

کسما کر مجھے بیچین ابھی سے نہ کرو
رات تو ہونی دو ای یار دل آرام تمام

طاقت گریہ نہین کھینچ رہا ہون ہر دم
آہی جاتی ہوی برسات کی ایام تمام

بیوفاؤنسے نہ ملوا ہی خدا حشر مین ہی
ملکے چھٹ جائینگے ارواح سے اجسام تمام

کوی دم اور تڑپنی دی مجھے او صیاد
حوصلی دل کی نکل جائین تہ دام تمام

آبکاری کی بہر سے مین چلی کشتی می
بحر میخانے جو ہو جائین تہی نام تمام

آستین سی جو چھپتا ہون چشم گریان ہر دم
یاد کرتا ہون تجھی ای آفت جان ہر دم

۲۸۲

زندگی میری غم جاناں کی ہاتھون سے چلی
مانگتا ہی خون پینی کو یہ مہمان ہر دم

پھاڑ کر کپڑی نکلتا ہون بیابان کیا دیری
گھونٹتا ہی کیون گلا میرا گریبان ہر دم

ردیف م

ناتوان ہون [illegible] [illegible] [illegible]
ضعف [illegible] [illegible] گلزار [illegible]
[illegible] [illegible] گلستان [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] ہر دم

ردیف نون

[illegible]

[illegible]

شاہد آنکھین ہین انکی دنسی غمدیدہ ہین ہم
پتلیونکی شکل اپنی داغ دل ہمزاد ہین

صدمہ فرقت اٹھانیکی ہمین عادت نہین
جھیل لی اکی کڑی ہمنی تو پھر فولاد ہین

بلبل بی مایہ ہین ہم کیا اجاکے باغ لین
مشت پر رکھتے ہین سو نذرانہ صیاد ہین

رحم لازم ہی ہماری حال پرای گلرخو
بوی آشفتہ کیصورت خانمان برباد ہین

سمجھے آہو یار کی آنکھونکو ہم ماری ٹڑی
کیا خبر تھی قالب آہو مین وہ صیاد ہین

دار کو بھی جانتے ہین آزمایش کا الف
حق پڑھی ہین ہم یہی وہ حرف ہمکو یاد ہین

قامت جانانکی الفت ہی نجات عاشقان
یہ الف ہی جنکی ماتھی پر وہی آزاد ہین

ایکدن ڈہی جائیگا تیرا غرور ای باغبان
جڑ سے گل بوٹی اوکھڑ جائینگی بے بنیاد ہین

دیکھیی کٹتی ہی کیونکر یہ شب فرقت ہمین
کہکشان خنجر ہی تارے دیدہ جلاد ہین

یار کے چین جبین سی خوف کرنا چاہیے
مستقر اسکی نقشین قہار کی اعداد ہین

پھرتی ہی تصویر شیرینکی جو آنکھونکی تلے
غیرت بادام شیرین دیدہ فرہاد ہین

سحر سب کو فیض پونہچا اونکی تحقیقات سے
حضرت ناسخ کا کیا کہنا جگت استاد ہین

ششجہت کی سیر کرتی ہین جو تسخیر یار ہین
دو ہین چشم کی دو آئینے رخسار ہین

حیرت افزا یار تیری حسن کا آوارہ ہے
طوطیان ہین چار ابرو آینہ رخسار ہین

اپنے مشت خاک سرمہ ہی محبت داغ ہی
سب کے آنکھون مین سبک ہین سبکی دلبر ہین

جو سگرد ونسی بناہی میرا پیکر گرد باد
دائرہ ہر شت ہی میری قدم پرکار ہین

ردیف نون

جب سفیدی آئی سر پر کیا بھروسا زیست کا
سحر ہم اب آفتاب بر سر دیوار ہین

[illegible]
قامت محبوب کا سایہ ہی یا گوری پری
نقش پا ہی یار ہین یا [illegible]

[illegible]

چاہیئی فرح ذری ہمسی کہ ہم اوس سے ٹری ریز
جیب و دامن کیعوض تن پر ہین اب دو دہجیان

بادہ نوش عشق ہین ہم لوگ آتشخوار ہین
فرق پر دستار کی ہیچونکی جا دستار ہین

بحر چشم دوستی سنبران دنیا سے نرکھ
بیوفا سب ہین یہ طوطا چشم کسکے یار ہین

سلسلہ زلفونسی ہے عاشق قلندر وار ہین
سنبلستا نمین ہزارون بستری گلزار ہین

ہم نشانہ ہین مژہ کی تیر دلکی پار ہین
تیری ہم کشتے ہین شاہد دیدۂ خونبار ہین

یار کی تیغ جہازی ابرو خمدار ہین
ہم گنہگارونکو کیا غم ہی کہ شیر چار ہین

ہاتھ کب انسے ملاسکتے ہین عاشق زار ہین
زور پستان صنم کی پہلوان طیار ہین

ای پری سودائے تیری کافر و دیندار ہین
تیری جنس حسن کے دونون جہان بازار ہین

صورت تصویر محو انتظار یار ہین
طالع خوابیدہ کی مانند ہم بیدار ہین

بال ہے یا مے کمر عقدہ ہی کہ ہی یاد ہین
بھید کچھ کہلتا نہین کیا جانین کیا اسرار ہین

قید کب ہوتا ہون زنجیر جنون ہی اجل
طوق ہی مشکل گریبان ٹریان و تار ہین

ریش قاضی آج دست ساقی مے ہوش ہین ہے
طاعت و تقوی خر تنبور پر اسوار ہین

تیری مہتابی کی منزل کو نہ پہنچا آفتاب
چرخ کی تار ونسی بالاترون دیوار ہین

طوف بیشک ہی تمہارے گرد پھرنا ہی تیغ
کعبۂ مقصود عاشق ابرو خمدار ہین

دین و ایمان پر دل و جان پر حواس و عقل و تن
اختیار یار ہی تجھی کو ہم مختار ہین

بحر دنیا مین نشان زندگانی نام ہے
شاعر و نکو موجۂ آب بقا اشعار ہین

ردیف نون

اطاعت مین کسی ہم چشم سے ہو نہین سکتا | بجا لاتی ہین آنکھونسی جو ارشاد کرتی ہین
خزانہین سیر کیسی لوٹتی جاتے ہین کانٹونپر | ہوا سی باغ کے جہونکی ہمین برباد کرتی ہین
انہین توفیق خیر اللہ دے جو سچ دیتی ہین | اونہین اللہ خوش رکہی جو ہمکو شاد کرتی ہین
عجب دام مصیبت مین پڑی ہے جان بلبل کے | جو گلچین رحم کرتی ہین ستم صیاد کرتی ہین
وہ آنکہین میری قاتل ہین یہ جنبش مژہ کا ن | یہ چہریان ہین کہ خنجر تیز دو جلاد کرتی ہین
اوٹہاتین ہاتہ شیونسی لب اغیار خوش ہوتین | فلک سنتا ہی اونچا ہم عبث فریاد کرتی ہین
اگر سہتی ہین ان اپنی وطنکو ہم بہی تی ہین | پہر اپنی سمجہتین اوجڑی ہوئی آباد کرتی ہین
ہوا جب سے جنون ہمکو ہوئی ہم مورد آفت | ستم حداد کرتی ہین جفا فصاد کرتی ہین
حلاوت زندگانی کی ہی زندان محبت مین | اسیر ہیکی دعا اللہ سے آزاد کرتی ہین
نہین اپنا ہی دنیا دیکہ سکتی اپنی ہمسر کو | بجا ہی ہمسی ردپوشی اگر ہمزاد کرتی ہین
جلا کرتی ہین پروانے انکی صورت شمع تصویر | نہ ہم ہین داد کی خواہان نہ ہم فریاد کرتی ہین
بناتی ہین نقاب اوس شوخ کی منہ پر مرقع مین | ہمارا منہ نہین کچہ مانی و بہزاد کرتی ہین
بہلا کس سے کرین یا قسمت مین نہین راحت | ہماری روسیہ ہین جو ہی بیداد کرتی ہین
تصور عارض محبوب کا ہمکو عبادت ہے | کلام اللہ پڑہتی ہین جب اوسکو یاد کرتی ہین

نتیجہ کیا بتائین بحر اپنی یا وہ گوہر کا
بنا کر جھوٹہ سچ باتین دل اپنا شاد کرتی ہین

وہ مجھ فقیر سے زر کا سوال کرتی ہین	۲۸۹	مرا لہو عرق انفعال کرتے ہین

بھلے وہ ہین کہ ... بنا دیتے ہین
برستے وہ ہین ... کی اشتیاق زیادہ
وہ آنکہین ہین وہ کب نگاہ کرتے ہین
وہ دن گزر گئی اب وہی زمانہ ہی
گئے وہ دن کہ تری ہین جو انکی چاہ کرتی ہین
... ساقی کی بری ہین یہ ... یوسف
وہ نہین ... وہی سماری بنا کرتی ہین
بھلا ہین ... نہین وہ نہی عہد و پیمان
بہت ... زن نگاہ کرتے ہین
... ہین یہ بات ... کیا کرتے ہین

وہ عہد کاہو کیون قتل نگاہ کرتی ہین
کسے اسیر کہ ... کرتی ہین
تمہاری ... ابرو کی کیا ... نہین
عزیز حسن ... کرتی ہین
... شمار سیم و طلا مہر و ماہ کرتے ہین

حسن کے نعمت عظمی ہو مبارک انکو
دل کیا آپکو فعلو نہین ہماری ناصح
چشم تر مثل صدف ہو تو نکا سا نچا ہی
باغ عالم مین نہین بے ثمر انکو کھٹکا
جب وہ کھادیتی ہین وہ اپنی طلائی رنگت
دلفریبی کی بہت رنگ بدل آتی ہین
ہمسے دل صاف کسیکا نہین ہو سکتا ہے
آسیا وا ہے ہین پر یہی کرم ہر پہر کر
اس محبت کا برا ہو کہ ذرا عار نہین

کب وہ دیدار کی ہمکو کبہی صلا کرتی ہین
ہم برا کرتی ہین صاحب کہ بہلا کرتی ہین
ہوتی ہین بن بن کے یہان انکا ٹہلا کرتی ہین
ڈہیلے چلتی ہین انہین پر جو بہلا کرتی ہین
آنکہ کی ڈہیلے کو سونیکا ڈلا کرتی ہین
آدمی کیا ہین چہلا وا ہین چہلا کرتی ہین
کسطرح آئنی پر لوگ جلا کرتی ہین
کیا کہین ہم تنگ وہ چہاتی پہ پلا کرتی ہین
اوسکے تلووں سے ہم آنکھونکو ملا کرتی ہین

سحر الطاف و عنایت کی نگاہونکو نہو جیہ
تیر تودی کی طرح ہمیہ چلا کرتے ہین

۲۹۱

حسین قتل ہمین بیگناہ کرتے ہین
جلاوے نکی شعلہ رخ پر نگاہ کرتی ہین
خدا کیواسطے خونریزیوں سے باز آؤ
وہ جنس اب نہ رہی وہ ہم رہی گاہک
یہی جواب کسیون کی تا ابہی ہی
ہمارا نامہ اعمال ہی ہی سبزہ خط

انہین کی زلف دوتا کو گواہ کرتی ہین
سپید وار تل آنکھون کی آہ کرتی ہین
کہ آجکل ہین بعد رشک ادخواہ کرتی ہین
گلے پڑیگا یہی سو انباہ کرتے ہین
غفور جانکی اوسکو گناہ کرتے ہین
فرشتے کسلیے کاغذ سیاہ کرتے ہین

ردیف نون

خدا آباد رکھے لکھنؤ ہی شہر کی قابل
اٹھی ہی چلی سی صوفی وہ کماں ابرو نکلتی ہیں

بتو تم سے ہا انہیں اگر ایسا ہی عالم ہین
شتوالو سی جلا کر مشعلیں منہ دہو نکلتی ہیں

قتیل عشق کس گلگا ہو نہیں جوہر زخموں سے
کلی کی شکل پیکان تیر کی خوشبو نکلتی ہیں

نیا معشوقوں ہی چاندنی کہیت کرتی ہے
تو اپنا تخم الفت بونیکو چھرو نکلتے ہیں

بدن جھٹکا ہے ایسا ایک لیلے کی محبت میں
مری انو نسے مجنوں کی کہیں بازو نکلتی ہیں

مروت تشنہ دیدار سے کرتا نہیں کوئی
جنہیں دریا سمجھتا ہوں نہیں وہ ٹاپو نکلتی ہیں

پہر اس دریا میں غوطہ مارتی ہیں لہیں ای بحر
خذف تقدیر سی ملتی ہیں یا لولو نکلتی ہیں

۲۹۳

پی صید افگنی جب وہ کماں ابرو نکلتی ہیں
رسیدہ تیر کی پر کاٹتی آہو نکلتی ہیں

بد تیزی فرقت میں بچا ہی منہ نکلتی ہیں
تری ٹوٹی ہوئی کاٹی اپنی گلرو نکلتی ہیں

کہوں کیا دل کا حال سب وہ شن سہی سی
یہ آنکھیں پھٹتی ہیں جھمک جھے چار آنسو نکلتی ہیں

فراق یار میں برسات اپنی مبارک ہے
برستی ہی فلک سے آگ جب جگنو نکلتی ہیں

اسیران چمن سے کیا اسقدر پیچ کرتا ہے
ہوا جو بائی چلتی ہی جو مثل نیچ نکلتی ہیں

تمہارے زلفے کالونکو کالی ان کہائے ہیں
در روز نسے آنکھیں مانگتی بچھو نکلتی ہیں

تمہاری چشم برق انداز نے دیہات کا باندھی ہے
اسد گولی بچا جاتی ہیں جب آہو نکلتی ہیں

بہت مٹی پکڑتی ہیں کالی جا کالی باندھی ہیں
ہماری لب سے کب اوس شوخ کی گیسو نکلتے ہیں

گرا ہی کوئی بتلا اوس بت کافر کی صدقے کا
کہ چورا ہیکو اکثر یو جنی ہند و نکلتی ہیں

ردیف النون

کیا مجھی خالی ملاقات مین بھر دیتی ہین
نازکیون وفتی اوٹھاون مجھی
ابرو و خال وہی تیغ و سپر دیتی ہین

کرتے ہین یہان حسین تاراج
ہوتا ہے فراق جان تن مین
اک بت سے معاملہ ہی درپیش
آسیب ہین گیسوان معشوق
دل لیکے وہ جاتی ہین خواہان
ہر وقت ہی کوفت اپنے دل کو
خط پڑہتا ہے میر کیا کہون کون

تیا نش لحد مین لوٹتے ہین
برسون کے ملاپ چھوٹتے ہین
پتہر سے نصیب پھوٹتے ہین
کب ہمسے لپٹ کے چھوٹتے ہین
ہر پہر کے مجھی کو لوٹتے ہین
رہ رہ کر سینہ کوٹتے ہین
اغیار کی دیکھے پھوٹتے ہین

رونے دہونی سے فائدہ **بحر**
کب سینے کے داغ چھوٹتے ہین

ردیف نون

رشک سا رشک سی داغ جگر دیتی ہین ۲۹۶
آمد فصل بہاری ہی چمن مین شاید
جیسے پہنی ہین صنم پہولونکی بالی تہی
کون سی کیجے منت جو صفائی ہو جاے
مشت پر بلبل ناچیز کو بیچ ای صیاد
کیون نہ سیب ذقن و پستہ لب ہون سب
خوبرو طرفہ نگینے ہین کہ ارباب نظر
باغ عالم سی مین ہیل پاؤن امید نہین

آگ پہولون کی چمن کو گل تر دیتی ہین
آج کچہ پہولونکی بو داغ جگر دیتی ہین
ابر تر موتی کو آب گہر دیتے ہین
ایکدن کاٹکے سر پاؤن نیہ دہر دیتی ہین
کیسے کہولی ہوی غنچی تجھی زر دیتی ہین
زندگانی کی حلاوت یہ ثمر دیتی ہین
مثل انگشتر انہین آنکھون مین گہر دیتی ہین
سجدے کرتا ہون جو پتا بہی شجر دیتی ہین

تسے ہی دل برہم صحبت سے نہین محرم جاتے ہین کبھی گاہ شوالی مین بھی ہی راہ	آزاد ہین گھر سے ہم مہمان کسی کہتی ہین مذہب سے نہین آگاہ ایمان کسی کہتی ہین

حیدر سے تولا ہی رحمت کا بھروسا ہی
ای ہجر خطا کیا ہی عصیان کسی کہتی ہین

۲۹۸

دینی والیکا کب احسان گدا لیتے ہین	آبرو بیچ کے ٹکر افقرا لیتے ہین
ابتو ہر بات مین منہ آتی ہو مجہر ایسا	لوگ وانتو نہین پان اپنی دبا لیتے ہین
روزن در سے بھی مشکل ہی نظارہ انکا	جہانکنی دیتے ہین جب بھی جہنکا لیتی ہین
بڑی عیار ہین وہ جنکی بڑی آنکہین ہین	دلکو دزدیدہ نگاہون ہی چرا لیتے ہین
بیچ اپنا بھی دکہا دی کبھی او دو جگر	دو دن مجہسے وہ گیسو دوتا لیتی ہین
نازکو کام نہ فرمائین تو کیا مشکل ہے	جان دیتا ہون نہین خنجر وہ چلا لیتے ہین
کسکو تلوار کے سائی مین سلایا تمنی	گرو مین خاک کے نیچے شہدا لیتے ہین
اپنے کوچی سے نہ اوٹہاؤ سیہ بختونکو	ہم بھی اک سایہ دیوار مین کیا لیتے ہین
ہم ہین دشمن کے بھی دلسوز اگر سمجہے دوست	داغ سے شی کو کلیجی سے لگا لیتے ہین
ناتوانی مین بھی چل ہی جو گیند اکہیلو	بہول کیا تمکو ہم آنکھو نسی اوٹھا لیتی ہین
نہ عدم مین کوئی تقصیر ہے ہستی مین خطا	مجہسے کس دن کا عوض اہل جفا لیتی ہین
سخت بیزار ہین جینی سی تمہارے عاشق	جو اونہین کوس ہی ہین وہ دعا لیتی ہین
جو طلبگار ہین دنیا کی بڑی انکی دماغ	اپنے سر سارے زمانی کی بلا لیتے ہین

ردیف نون

کیا مجہی خاک ملاقات مین بہر دیتی ہین
ناز کیون اونکی اوٹہاؤن مجہی تیغ و سپر دیتے ہین
ابرو و مژگان وہی تیغ و سپر دیتے ہین
باتین یہ جو کسی روز زبان آتا ہے
شام ہی بام کو وصل مجبور کسی رات کو
چار دن آنکہ ہی ہم چار دن بعد نہ بجلی کی ہوئی صورت
دل تفتہ و پزمردہ کو مانند قمر دیتے ہین

کرتے ہین یہان حسین تاراج	شاباش لحد مین لوٹتے ہین
ہوتا ہے فراق جان تن مین	برسون کے ملاپ چہوٹتے ہین
اک بت سے معاملہ ہی درپیش	پتہر سے نصیب پہوٹتے ہین
آسیب ہین گیسوان معشوق	کب ہمسے لپٹ کے چہوٹتے ہین
دل لیکے وہ جاتے ہین خواہان	ہر پہر کے مجہی کو لوٹتے ہین
ہر وقت ہی کوفت اپنے دل کو	رہ رہ کر سینہ کوٹتے ہین
خط پڑہتا ہے سیر کیا کہون کون	اغیار کی دید سے پہوٹتے ہین

رونے دہونے سے فائدہ **بحر**
کب سینے کے داغ چہوٹتے ہین

زندگی سے کہ دی ہین جو پیغام وصال
بحر ہم بحر مین حباب ظفر دیتے ہین
دیجو آداب مجہی تیغ و سپر دیتی ہین
واقف نہین عشرت کا سامان کسی کہتی ہین
بیدل محبت ہین ہم تارک راحت ہین
ناواقف صحبت ہین درمان کسی کہتی ہین

ردیف نون

۲۹۶

رشک سا رشک ہی داغ جگر دیتی ہین	آگ بہنبہلا کی چمن کو گل تر دیتی ہین
آمد فصل بہاری ہی چمن مین شاید	آج کچہ پہولونکی بو داغ جگر دیتی ہین
جیسے ہنسی ہین صنم پہولونکی بالی اتنی	ابر تر موتی کو آب گہر دیتے ہین
کون سی کیجیے منت جو صفائی ہوجاے	ایکدن کاٹکے سر پاؤن پہ دہر دیتی ہین
مشت پر بلبل ناچیز کو بیچ اے صیاد	کیسے کہولی ہوئی غنچے کو ہنسی دیتی ہین
کیون نہ سیب ذقن و پستہ لب کے ہو شوق	زندگانی کی حلاوت یہ ثمر دیتی ہین
خوبرو طرفہ نگینے ہین کہ ارباب نظر	مثل انگشتر انہین آنکہونمین گہر دیتی ہین
باغ عالم سی مین پہل پاؤن یہ امید نہین	سجدے کرتا ہون جو تیا ہی سحر دیتی ہین

منت سے سیاہ ہی کسی کہتی ہین
کیا جگر سیان ہی نشان تماشا ہی
ہتی ہی سینہ پہ کیا ہی نشان ہی
ہین کی کسی کہتی ہین
دل مین جفا سے ہی کہتی ہین
داغ جگر جان کہتی ہین

[illegible]

مدتسے ہی دل برہم صحبت سے نہیں محرم جاتے ہین کبھی گاہ شوالی مین بہی ہے آہ	آزاد ہین گھر سے ہم مہمان کسی کہتی ہین مذہب سے نہین آگاہ ایمان کسی کہتی ہین

حیدر سے تولا ہی رحمت کا بھروسا ہی
ای بحر خطا کیا ہی عصیان کسی کہتی ہین

۲۹۸

دینی والیکا کب احسان گدا لیتے ہین	آبرو بیچ کے ٹکرا افقرا لیتے ہین
ابتو ہر بات مین منہ آتی ہی مجہ پر ایسا	لوگ دانتونمین یان انہی دبا لیتے ہین
روزن در سے بہی مشکل ہی نظارہ انکا	جہانکنی دیتے ہین جب گو سے جہنکا لیتی ہین
ٹری عیار ہین وہ جنکی ٹری آنکہین ہین	دلکو دزدیدہ نگاہونسی چرا لیتے ہین
بیچ اپنا بہی دکہا دیگی ہمی وہ دو جگر	دونکے مجہسے وہ گیسوے دوتا لیتی ہین
نازکو کام نہ فرمائین تیغ کیا مشکل ہے	جان بیتاب ہونین خنجر وہ چلا لیتے ہین
کسکو تلوار کے سائے مین سلایا تمنی	گرد مین خاک کے نیچے شہدا لیتے ہین
اپنے کوچے سے نہ اوٹہواو سیہ بختونکو	ہم بہی اک سایہ دیوار مین کیا لیتے ہین
ہم ہین دشمن کے بہی دلسوز اگر سمجہے دوست	داغ سے شمع کو کلیجے سے لگا لیتے ہین
ناتوانی مین بہی تیل ہی جو گیند اکہیلو	بہول کیا تمکو ہم آنکہونسی اوٹہا لیتی ہین
نہ عدم مین کوئی تقصیر نہ ہستے مین خطا	مجہسے کس دنکا عوض اہل جفا لیتی ہین
سخت بیزار ہین جینی سی تمہارے عاشق	جو انہین کوسی ہی ہین وہ دعا لیتی ہین
جو طلبگار ہین دنیا کی ٹری سی وکہی دماغ	اپنے سر سارنجی طانی کی بلا لیتے ہین

ردیف نون

قول حق ہر بیوی کو [illegible] ہین
ایک قرآن ہی جسکی تفسیرین ہین
کیا یقین ہی مجھی جمال بہشت
ہین ہوں جسکی [illegible] دوزخ
سات دوزخ کی خلق وہی [illegible]
ایک معشوق کی ہماری لیی [illegible]
چار ابیتین ہون [illegible]
مقبرے [illegible] سلاطین کی تعمیرین ہین

مو سفید سے کہان زورق ہستی کو نجات
زخم خوردہ ہین تمہاری خط رخسار کی ہم
نور ہر عضو سے روشن ہی شعاعونکی طرح
اسقدر غیر کھٹکتا ہی یہان آنکھونمین
رات کو یار نکلتا ہی تو سب کہتے ہین
کیا کمی ہی برکت چاہیے ساقی تیری
ساز و برگ آخر کار اپنی گرانباری ہے
کون ہین جنکو گوارا ہی کسیکا احسان
لات مارے ہی فقیرونکی جہانبانی پر
خوبرو آپکو ہر چند فلک پر سمجھین
یہ نہوگا کہ نہ سمجھو نہین کسیکو واعظ
ہمصفیرونسے محبت ہے قفس مین بھی مجھے
تیرا خنجر ہی اگر شاخ نبات اے قاتل
ابکی صیاد کی قسمت سے بہار آئی ہی

یہ وہ دریا ہی کہ جسمین کہ سبع دہارین ہین
دل لگے تارے نہین قرآن کی سیپارے ہین
سرو قد چشمۂ خورشید کی فوارے ہین
ہم تجھے سوتے مین بھی برائی ہین للکارے ہین
دیکھنا چاند کی ٹکرے ہین کہ رخسارے ہین
جام سب حوض مین خم جتنی ہین انبارے ہین
دیکھ لو گل کہ شاخ کو پشتارے ہین
اپنے سر کو تو پر و بال ہما آرے ہین
افسر و چتر سلاطین کی سرباری ہین
اوج خوبی کی تمہین چاند ہو ستارے ہین
دونون آنکھین ہین تجھے وہ لاکھ کی نظارے ہین
نالی ہینی ہی کہی ہین جو وہ چکاری ہین
تیری بندوق کی چہری بھی تو سپارے ہین
طوطی بندوق کی آوازین چکارے ہین

راہ عشق مین مرنا بھی ہی شادی ای بحر
گنبد گور شہیدان نہین نقارے ہین

خوبرویان جہان چاند کی تنویرین ہین | ۱۳۰ | پتلیان آنکھونکی وضع وضع کی تصویرین ہین

میانہ عدم مین اپنی زندگانی ہے
فدا دہن کی ہین صدقی تری کمر کی ہین

سوا ہے بہرقی ہین پیل سپہر پہ مہر
بلند مرتبے ارباب سیم و زر کی ہین

غرض کچہ اس سی نہین بات جہوٹ ہو کہ سچ
ہماری کان تو مشتاق خوشخبر کی ہین

دلیل انکی حقیقت پر انکی گردش ہے
بگولی ساتون فلک تیری ہگذر کی ہین

فرشتے انکو وہ کہا کسی پہ لاتے ہین
قتیل چشم ہین یاری ہوی نظر کی ہین

یہ کیا کہا کہ وہ خط کا جواب لکہین گے
مجہی اوڑاتا ہی فقری نامہ بر کی ہین

تلاش تو ہی گور و کفن کی دنیا مین
بہت نوی ہی سامان اب سفر کی ہین

بھجے جو اشک ہماری اسی ہی حم آیا
فریب یہ ہی چینٹے یہ چشم تر کی ہین

جگر فگار ہین ایسے کہ دل شگفتہ ہی
نہین ہم اونمین جو محتاج بخیہ گر کی ہین

رگ گل و نکی نگاہون مین حقیقت ہی
فریفتہ جو تری تار زین کمر کے ہین

حسد کے فضلسے دولت کی کچہ نہین پروا
نیاز مند حسینان سیمبر کے ہین

زمانہ مین کوئی شادی نہین ہے بی جہٹکے
شب وصال ہی ہڑکی مگر گجر کے ہین

ادہر کو جاؤنگا لیجائیگی جدہر وحشت
نہ پوچہیی کہ ارادی مری کدہر کی ہین

تعلقات جہان قطع کر چکا ہون مگر
ہنوز الفت احباب کی اثر کی ہین

یہ میری شعر ہون کیونکر بہلا نہ گرما گرم
سنکلے ہوی یہ مری آتش جگر کے ہین

بہشت آدم و حوا کی ملک ہی ای بحر
نعیم مین بنی آدم کی دوہری ترکی ہین

قتل عالم ہے تیرے ابرو پر — کوئی تلوار سے شہید نہین

اپنے ولسے مجھے ارادت ہے — ہین کسی پیر کا مرید نہین

دل کسی سے لگے تو کیا چھوٹے — کوئی اس قفل کی کلید نہین

دیکھے مرکے سختیِ سکرات — صدمۂ ہجر سے شدید نہین

وصل جانان ہے صیغۂ تہمت — کہ ہجر ذہین ہم مزید نہین

عشق کیا درد ہے خدا وندا — کوئی دارو دوا مفید نہین

نحن اقرب دلیل ہے اے بحر
یار نزدیک ہے بعید نہین

ردیف نون

۳۰۵

شکار رسم ہین ساقی خلش پسند نہین — ہوی ہین نشۂ ہرن ہیچ ہی کمند نہین

یہ بات سچ ہی کہ ہر مہ ہی دشمن آواز — صدای چشم سخنگو کبھی بلند نہین

برنگ نبض شب و روز بیقراری ہے — وہ درد ہی کہ دوا کوئی سودمند نہین

مزاج رکھتی ہین یکرنگ یکہ تاز وفا — چلے دو گامہ سوار یمین وہ سمند نہین

لیا جو بوسہ تو پھر زیست تلخ ہی غافل — لب نبات نہ رکھہ سنکھیا ہی قند نہین

کھوا جلسے بین بیش کیا ہی آئی ہین — ہماری چاک جگر ہین کوسی کی رند نہین

مجال کیا جو ہم اونکی پلنگ پہ بیٹھہ ہین — ہماری واسطی دری ہین سپند نہین

قبول صورت ایسے نہین ہین شمس و قمر — کہ چشم زخم سے انکو کبھی گزند نہین

خدا کی مہر ہی تیری جمال پر او بت — سیاہ دانہ ہی تل حاجت سپند نہین

جسم گل کہا کی بنا یا ہی قبای کمخاب		غم نہین بر مین اگر جامۂ زرتار نہین

بحر مجبور ہون نواب کی فرمایش سے
میرا یہ طرز نہین میرے یہ گفتار نہین

نور کا گہر ہی مری یار کی دیوار نہین	۳۰۷	کونسی آنکہہ ہی جو نپشت بدیوار نہین
تیرا گہر مطلع انوار ہی یجان جہان		کوی یہ آئینہ مٹی کا ہی دیوار نہین
خط جو نکلا ہی تو پہر بسی اوٹہائی ہی نقاب		گرد گلزار کی کانٹی ہین جو دیوار نہین
میری ٹکرانی پہ تو رحم نکرا و ظالم		اب سر اپنا ہی نہین یا تری دیوار نہین
مال کیا جمع کرین کہر ہی خرابہ اپنا		چہت نہین حجرہ نہین صحن دیوار نہین
گہر کا بہیدی ہون کسی یا تکا پردہ نکرو		کونسی روزن یار و زن دیوار نہین
تیری محرم کی مری لوٹنی والی ہم ہین		ایک ہتہ پہر مین ہتکلا نہین دیوار نہین
ظلم ہی مجہسی وہ لڑتی ہین مری گہر جٹر کر		سبزۂ تیغ کسیکے سر دیوار نہین
وہین ہٹتی وہین مرتی وہین گڑتی ہمتو		کوئی گہر یار کی دیوار بدیوار نہین
یا ب پنجم اسی گہر سے مجہے تعلیم ہوا		اک گلستا نکا ورق ہی یہ دیوار نہین
لکہنؤ مین وہ گلی میری لیی مقتل ہے		قتل کرنیکو سر وہی ہی وہ دیوار نہین
روزن و بین چاند سے چہرے کی جہلک دیکہتی ہین		کوکب سعد ہے وہ روزن دیوار نہین
باہر آؤ مین تڑپتا ہون زمین ہلتی ہی		گہر کی دیوار ہی کچہ قلعی کی دیوار نہین
ایکجنون داغ ہمارا ہی کہ خورشید فلک		دہوپ ہے گہر مین کہین سایۂ دیوار نہین

ردیف نون

دیکھا جو اوس پر کو ہوی محو اسقدر — دل چھین گیا بغل سی ہمین کچھ خبر نہین

بس دل ہی جانتا ہی جو صدمی اوٹھا ہین — پتھر ہی کوئی سینے کی اندر جگر نہین

کس منہ سی اپنی یار کی تعریف کیجیے — گل ہی بدن نہین رگ گل ہی کمر نہین

کچھ غم خزانکا ہی نہ خوشی ہی بہار کی — وہ عندلیب ہون کہ مری بال و پر نہین

اہل فنا کو دولت دنیا سی کیا غرض — لو دیکھ لو کہ گنج شہیدان مین زر نہین

کیونکر دکہاؤن یار کو اپنی جگر کی داغ — منہ غیر کیطرف ہی توجہ ادہر نہین

وہ آفتاب پاس نہین کیا سبب شب لب — کیا دیکھین چاندنی کہ وہ شک قمر نہین

اپنے فدائیو نسے یہ غفلت نچاہیے — ہم ایڑیان رگڑتی ہین تمکو خبر نہین

چھینٹین یہ پیک کی نہین ہین ہین خنجر کی — ظالم حلال کرکے کسیکو مکر نہین

گذری تمام رات مجھے ہاتھ جوڑتے — او بت خدا کیواسطے اتنو نکر نہین

کیون دل کہا رہا ہی مرا ای غم فراق — کیا رو دو نمین کہ آنسو نمین ہی اثر نہین

پروانہ گرد شمع ہی بلبل قریب گل — افسوس اوسکی گھر مین ہمارا گذر نہین

آزار عشق رنجش اغیار داغ ہجر — آفت ہی کونسی جو مری جان پر نہین

تڑپا کرینگی یاد اک کی فراق مین — دل ہی ہی تو چین ہمین عمر بھر نہین

اسپند کی جا یا کرو عشا غمین — کہتی ہین لوگ تمکو پری ہی بشر نہین

ای بحر مجھکو عشق نے کافر بنا دیا
چاندنیکا بت بغل مین ہے وہ سیم بر نہین

[illegible]

پروانہ و چراغ پہ آتا ہی مجکو رشک
ای شہسوار اسکا چمکنا دلیل ہے
ہم میکشونکی بزم مین ہی بی تکلفے
بیتابیان ہی ہین تج اک دن نجات ہے
اپنے لیے ہی مرگ گلون کی مفارقت

کسطرح تمسے اوڑکی لپٹ جاؤن بس نہین
آہوی خاوری ہی یہ تیرا فرس نہین
کچہ دانہای سبحہ صفت پیش و پس نہین
صیاد یا تو مین ہی نہین یا قفس نہین
ہے گنبد مزار ہمارا قفس نہین

ای بحر اوس مقام پہ اٹکا ہی جاکی دل
یا ی خیال کو بہی جہان دسترس نہین

آج اپنی جو بغلین وہ زری پوش نہین
مین قسم کہا کی یہ کہتا ہون کہ منپوش نہین
بغل موسی عمران مین ید بیضا ہے
میری فریاد نہ سنتا ہی نہ میری نالی
زلف کی عشق مین پتا وہ پیچ و خم نرہا
آبرو غم کی بدولت ہی یہ سمجھے نہین
گہات کرتی ہو مری قتل کی چپکی چپکے
سلطنت رنگین ہی جو بغلین ہی صنم
لن ترانی کو سمجھتا ہون فقرہ اوسکا
تیری شہباز نظر سے مجھے اللہ بچای

۲۱۲

رشتہ عمر کو مقراض ہی آغوش نہین
آنکہ دیکہی وہ نشیلی کہ مجہی ہوش نہین
میری آغوش مین محبوب زری پوش نہین
گوش محبوب مین پارہ ہی در گوش نہین
لٹ گئی بال کیصورت وہ تن توش نہین
کونسا اشک ہی میرا جو گہر پوش نہین
تیغ بران ہی تمہارا لب خاموش نہین
حلقہ خاتم جمشید ہی آغوش نہین
پردہ لفظ مین معنی کبہی روپوش نہین
او صنم طایر جستہ مین کی ہوش نہین

[illegible]

سحاب ہو تو نسی منہ صدف کا بھرتا ہے
حضور فیض رسان حاجت سوال نہین

جنون عشق ہو دلمین تو عقل کیا ٹھیرے
جہان ہے شیر کی آکھر وہان غزال نہین

جو اسمقام پر آیا وہ ہاتھ ملتا ہے
ہتھیلیون مین کسی آدمی کی بال نہین

کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ای سحر
مگر تمہاری عناصر مین اعتدال نہین

٢١٤

ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
یہ حسن نعمت خدا ہی اسے زوال نہین

عذار کو جو کہون بدر تجھ کمال نہین
لبونکی پلی مین پاسنگ ہی ہلال نہین

وہ کون شخص ہی جو تیرا پائمال نہین
سمند روح روانکا قدم ہی چال نہین

وہ زرق و برق ہی کیا جسمین چال نہین
گہن مین چاند مین احباب کے ملال نہین

او بجہ کی زلف مین کوئی جھٹی مجال نہین
اسیر کہتی ہین تینکی رگین ہین جال نہین

مہینا زیست کا کٹتا ہی ہر مہینے مین
نہال عمر کو آرہ ہی یہ ہلال نہین

وہ گل ہی شکل و شمائل مین چاندسی جسکے
الف پہ نقطہ ہی بینی پر اوسکی خال نہین

ہماری یار نی پہیلا ہی مہر کا پنجہ
فلک کی منہ پہ پہٹا ہی یہ ہلال نہین

ہوائی عشق کو سر سی نکال ہوش مین آ
سحر ہی شام جوانی سفید بال نہین

کچھ انکی اصل نہین سب گڑی ہین جھوٹی ہین
یہ بت جو سونیکی پتلی ہی ہون تجمال نہین

ریاض جنکے میوونمین لطافت ہی
عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین

ہماری سوز دروں کا نہ پوچھیی عالم
دہوان دماغ سی اٹھتا ہی سر کی بال نہین

قطعہ

مجکو رونے نے دو دو دکہا دونکا
ہیلا ہے پر و بیداران حرص آسمان نہین
ہین چند تن انسان مین پیا استخوان نہین

عیسی پیدہ ہے ہیجنا کہ آپ نے غیر سے خلوت
حال سب کا ہمہتن وہ کہتا ہون بیان نہین
سب کے کہنے ہی مین ہون بیتا ہون کرکان نہین
رخصت ہے

بحر

کسلکے بل پردہ شوخ ہے مغرور		خط شبرنگ فوج شام نہین
	بحر بھکے ہوی ہین اہل دول نشاہ آب زر مدام نہین	

جور قاتل کا کچہ بیان نہین	٣١٦	دہن زخم مین زبان نہین
جان کسدن لبونپہ جان نہین		آنکو کچہ ہمارا دہیان نہین
اپنے دروازیسے اوٹہا نہ مجھے		خانہ برباد ہون مکان نہین
نہین چھپتے نگاہ الفت کے		مہر کی آنکہ مہربان نہین
یار تیرا ستم زبان زد ہے		کونسی لب پہ الامان نہین
کبھی تو دن ہی اور رات کبھی		دوست یکرنگ آسمان نہین
بلبلو کیون قفس مین ہو دلتنگ		داغ تو ہین جو بوستان نہین
میرے لیے جو داغ ہی تو یہ ہے		کوئی دلدار قدردان نہین
اوسکی زلفون نی بل نکال دیے		اب ہماری وہ آن بان نہین
آبی دن سر پہ کھیلتے ہی اجل		میرا کس روز امتحان نہین
پیر ہون طفل اشک کی مانند		گر کی اوٹہون مین یہ گمان نہین
آشنا نہین ہے وفا عنقا		نام سنتے ہین پر نشان نہین
دختر رز کی قدر کیا جانے		زاہد پیر تو جوان نہین
تب کے بہلنے کی نشان خاطر		شاخ امید ہے کمان نہین

ردیف نون

آدا کی شکل دکہو جان ہے ضبط بکا
قلب مین پیا بہرا ہی آنکہ مین آنسو نہین
پتہ ہی کس بل پہ تو کو تیغ ہو مردا کا
کیون مرا کام مین کرتی ہو تاسف چہرہ
بیقراری صبر کی کہتی ہے
آج قصہ بکر ہوی مین نہین

گلشن ہی اب آگ مین ہو بیمی نہین
افسون

رات دن وہ مصحف رخسار ہی پیش نظر
سبق وہ ہی کہ جسکی عمر بہر ملتی نہین
ہم دولت کیون [illegible] ابھی نصیب
دانت تیغ کو آب گہر ملتے نہین
اشتیاق دید نے اندہا بنایا ہی مجھی
دیکھنا ملتا ہی پر تاب نظر ملتی نہین
واعظو ہم رند کیونکر قابل جنت نہین
کیا کہون ظالم رونکو [illegible] بدر لیتی نہین
ختم عہد پر [illegible] سو جی کی ظرافت
منزلت عزت یہان ہی سیم و زر لیتی نہین

ہمسے دنیا صورت شہد و شکر ملتی نہین
ظالم سے [illegible] دل کہان [illegible]
تیغ قاتل کو ہی ہمکو سیر ملتے نہین
قتل پر ہم [illegible] تیغ کیا بازی گئی ہم
لو جگر [illegible] ملتی نہین
میرا خط لیجا [illegible] اللہ لیجا ئی
وہ گلی باغ ارم ہی نامہ بر ملتی نہین

آفتو نکے تیر برسا تی فلک ٹرتا ہی کون	قلب مردان خدا کی شیر مین آ ہو نہین
جو کہی ہر جائینگے چارون عناصر ایکدن	خالی از اسرار مضمون نہین مو آ ہو نہین
عیش جنت سی زیادہ ہی غم جانان عزیز	بہتر اپنے تیرے وہ دل سے کہ حور کیسو نہین
ایجا اونِ سر جہکا کر دیکہہ لو سیر کی شکل	دور آنکہون سے تو کچہ آئینہ زانو نہین
خوبرو ونکی فریب حسن سے غافل نہو	دل گیا جب اپنے قبضے سی تو قابو نہین
آ قفس سی چہوٹنے کی کیا خوشی ای بلبلو	آب سنبل مین نہین پہولو مین تک و بو نہین
رقص بسمل کا تماشا دیکہکر ہشیار ہو	کیا خبر ہو گی اجل کی پاؤن مین گہنگرو نہین

سحر کیا سو ون شب فرقت مین دل بیتاب ہی
مجہ سا ن راحت کسی کو دو گہڑی پہلو نہین

ردیف نون

	۳۱۸	
آتی کو مو شگافی کی نظر ملتی نہین		شانہ مین حیران ہین اوسکی کمر ملتی نہین
خاک پا اوسکی باز صندل ہی پر ملتی نہین		سر کہان پہوڑون وہی در دیسر ملتی نہین
دین دنیا کی بکہیڑ ے مین بہٹکتے پہرتی ہین		اس وبا سے مین ہمین راہ سفر ملتی نہین
کو چہا ی زلف مین کیا ایک نیت لاہوری ہے		قافلے کے قافلے گم ہین خبر ملتی نہین
جو کہی ہی ملی غزالونکو ہماری وحشت مین		غول ہر سو دوڑتی ہین رہگذر ملتی نہین
کاش کہتی کیطرح اک آستان پر بیٹھ رہ		ای گدا عزت کی روٹی در بدر ملتی نہین
دہی دنکے ہجر مین یہ حال اپنا ہو گیا		ہوش کیسی نبض بہی دو دو پہر ملتی نہین
پرچی لخت دلکی چشم تر دکہاتی ہی مجھے		ظلم کیا ہی کشور دل مین خبر ملتی نہین

جبکہ ہجر کا [illegible] ہون آرزو بہی
کس طرح [illegible] مین رقیب
وہ بیابانی ہین [illegible] ملتی نہین
علم سے [illegible] ملتی نہین
ہم ضعیفی [illegible] ملتی نہین
نامہ بر جب [illegible] عاشق [illegible] ملتی نہین
کیا یہ ہی گردون [illegible] ملتی نہین
[illegible] ملتی نہین
[illegible] نہین
[illegible] نہین
[illegible]

سوسی لڑسکتا ہون آنکھ اوسسے ملا سکتا نہین
حسن بھی دولت ہی غرّہ یار کو کیونکر نہو
کیون بہاتا ہی مری آنکھون سی یا اي فلک
در بدر مثل گدا پھرتی ہین ٹکڑے کی لیے
ہم تمہاری گھر سی نکلی اور آدم خلد سے
سر زمین لکھنئو بھی تختہ شطرنج ہی

جو وصف مژگان سی مجکو ڈر بھی نشتر سی نہین
لب نہین یاقوت سے یا دانت گوہر سی نہین
خوف تیری ثور کو شیطان کی ٹکر سی نہین
مطمئن جو بیٹھا اپنی مقدر سی نہین
کیا کری انسان کچھ چارہ مقدر سے نہین
کیا پیادہ کیا سوار آسودہ دل گھر سی نہین

بیتابی یہ کہتی ہی کہ تڑپیو خاک پر
بسملو تکو دیکھ لو کچھ کام بستر سے نہین

ملتفت تم مری جانب ذرا بہی کچھ بھی نہین
ہمتو جلجل کے مری اوسکو خبر کچھ بھی نہین
روزہ دار ہکیطرح ہین متوکل بخدا
شبکو چمکا رخ روشن جو سر بام اوسکا
کوی پہل پائیگا کیا تخم محبت بوکر
اتبو شطرنج محبت مین لگی ہی بازی
یار کا دست حنا دلمین لگا ئی ہی نگ
گو مین عاصی ہون مگر مستحق جنت ہون
یہ بھی اک خال ہی کیسا سی آلودہ دہن

دیکھتی ہی کی یہ آنکھین ہین نظر کچھ بھی نہین
داغ تعویذ لحد ہی کہ اثر کچھ بھی نہین
حاضر ہی جو سر شام سحر کچھ بھی نہین
پڑ گیا شور جکو روئین قمر کچھ بھی نہین
اس عمل مین تو برگ و ثمر کچھ بھی نہین
جان پر کھیل رہا ہون مجھی ڈر کچھ بھی نہین
درم داغ مری گھر مین ہی زر کچھ بھی نہین
کیا پسر کے لیے میراث پدر کچھ بھی نہین
عکس جو ٹیکا نمایان ہے گہر کچھ بھی نہین

ردیف نون

یار تک لی نگئے اشک بہا کر ہمکو
اسکو بھی دیکھ لیا دیدۂ تر کچھ بھی نہین

عشقنے رتبۂ جبریل دیا ہے مجکو
قتل سے بار اگر ہون تو ضرر کچھ بھی نہین

لب نازک کا تو بات سے پتا ملتا ہی
دہن تنگ تو کچھ بھی ہی کمر کچھ بھی نہین

بال بھی ہو تو وہ محسوس نظر ہوتا ہی
موشگافی نکرو اوسکی کمر کچھ بھی نہین

کیا خبر تھی مجھی ای بحر کہ دریا ہی سراب
جسکو سمجھا تھا مین سب کچھ وہ بشر کچھ بھی نہین

٣٢٢ واہ کیا ضبط سی جلتا ہون پہ ہوان کچھ بھی نہین
غمسے آپ ہی ل اشک رو ان کچھ بھی نہین

خواب غفلت ہی تماشای جہان کچھ بھی نہین
کھل گئی آنکھ تو غرما کی ہان کچھ بھی نہین

گنبد چرخ کو فانوس خیالی سمجھو
غیر دوران سری دور جہان کچھ بھی نہین

مجکو لوٹیگا تو ہاتھ آیگا کیا خاک ای چرخ
غیر یکمشت غبار اور یہان کچھ بھی نہین

تو ہی تو چارو نطرف مجکو نظر آتا ہے
تیری جلوونکی سوا جان جہان کچھ بھی نہین

شعر لکھتے ہین عنقا تو بجا لکھتے ہین
نام ہی نام دہن کا ہی نشان کچھ بھی نہین

کس سے فریاد کرون یار جلاتا ہی مجھی
جھوٹھ سمجھیگا زمانہ کہ دہوان کچھ بھی نہین

ہمنے آنکھونکی ترازو مین اوسی تول لیا
پھول بہاری نظر آیا وہ گران کچھ بھی نہین

ساز عشرت جو مین دنیا مین طلب کرتا ہون
کان کہتی ہین برابر کہ یہان کچھ بھی نہین

یار کی سامنی کیا نغمۂ بلبل کو سنین
ہان خوش آواز ہی پر لطف بیان کچھ بھی نہین

یار باتو نمین جلا یا کیا سو جھا نہ جواب
شمع کو دیکھ لیا جز زبان کچھ بھی نہین

ردیف نون

ہی اگر دعواے یکتائی تمھین
آرسی سے روبرو اچھی نہین

دیکھیے کس پیچ مین آتا ہی دل
زلف کج سے مو بمو اچھی نہین

میری ہوتے غیر او سکے پاؤن دہو
عاشقی مین آبرو اچھی نہین

جب مجھے دیکھا چڑہائی ناک بھون
کیا گل الفت کی بو اچھی نہین

صاحب اکسیر کو دیکھا فقیر
کیمیا کی آرزو اچھی نہین

نیاریون کو خاک چھنواتا ہی مال
سیم و زر کی جستجو اچھی نہین

منہ مین جو آتا ہی فرماتی ہین آپ
کہہ نہین سکتا یہ خو اچھی نہین

جنسے ہی او نسے رہی یہ بات چیت
مجھسے ایسے گفتگو اچھی نہین

بحر معشوقونکے باتونکا جواب
خیر ہے یہ گفتگو اچھی نہین

کب ہمنے شعر یار کے آگے پڑہے نہین
کسدن ہمارے پھول جھیسر چڑہے نہین

اس منہ سے مہر یار کی منہ پر چڑہے نہین
کمرکی چاندنی سے کبھی ان ٹھہی نہین

آگے اون ابرونکی مہ نو ٹہی نہین
گر جائیگا نظر سے فلک پر چڑہے ہی نہین

اللہ ہی نکالی صنم کی بھونکی بل
ایسی کڑی کمانین ہین چلی چڑہی نہین

بوسہ دین اپنی مصحف رخسار کا ہین
مکتب نشین حسن یہ پٹی پڑہے نہین

بوٹی فلوس داغ کی رکھتے ہین ہم فقیر
پھول اشرفی کی اپنی قبا پر کڑہے نہین

روشن ہی نام حاتم طائیکا شہر شہر
ثابت ہوا چراغ دئی کی بڑہے نہین

٣٢٤

ردیف نون

ردیف نون

کبھی بجلی جو چمکتی ہی تو ڈر جاتی ہین
وہ میری آہ شرربار کو کیونکر دیکھین

رو برو آینہ جاتا ہی تو رشک آتا ہی
یار کی پاس ہم اغیار کو کیونکر دیکھین

ایک مدت سے ہی ہنسنے کی تمنا ہمکو
کیا کرین قہقہہ دیوار کو کیونکر دیکھین

یہ مرض وہ ہی کہ سب کرتی ہین پرہیز اس سے
اپنی وہ عاشق بیمار کو کیونکر دیکھین

شوق دیدار تو ہی طاقت نظارہ نہین
اوسکے خورشید سی رخسار کو کیونکر دیکھین

لہو بہتی ہوی دیکھینگے تو ڈر جائینگے وہ
تیغ اپنی گنہگار کو کیونکر دیکھین

سر اوٹھانی نہین دیتا وہ خمیدہ ابرو
ای مہ تو تری تلوار کو کیونکر دیکھین

خاک آنکھونمین غبار خط تو چبھو نکلتا ہی
یار کی سبزۂ رخسار کو کیونکر دیکھین

پھول جاتا ہو نہین خوش ہو کی جب آتی ہین وہ
میری کانٹا سی تن زار کو کیونکر دیکھین

کہین آنکھین نہ نکلوا کی ملی پاؤن تلی
اپنے محبوب جفاکار کو کیونکر دیکھین

بیقراری سے یہان آنکھونمین دم اٹکا ہی
جھوٹی سچی تری اقرار کو کیونکر دیکھین

راستے بندہین مجمع ہے خریدارونکا
اپنی اوس یوسف نقی بازار کو کیونکر دیکھین

ہمصفیرونسے سنا ہی کہ بہار آئی ہی
مرغ پر بند ہین گلزار کو کیونکر دیکھین

کب توجہ ہمین اعلی سی ہی اسفل کیطرف
گل ہی آنکھونمین چبھا خار کو کیونکر دیکھین

ہم جو بگڑینگے تو کتنو نکے بگڑ جائینگے منہ
بوسہ تم دیتی ہو اغیار کو کیونکر دیکھین

ضعف سی بنگئے ہین ہم قالین ای حجر
سر اوٹھا کر در و دیوار کو کیونکر دیکھین

ردیف نون

گو رہین بھی ہی نالی ہین ہی شیون ہی
اپنے رخسار کو نازسی کیا جسنے چراغ

اوسکے چوٹی کی کسی بال کا سایہ ہی کمر
دل جو بیتاب ہی محبوب مغنی کی لیے

ہمسے اور اوس سی ملاقات نہین ہی کبھی
دلپہ گل کہاؤ تو ہی کا نہ ذرا دم مارو

الحذر آج وہ محفل مین خفا بیٹھا ہے
بزم جانان مین کجا شمع کجا پروانہ

طنز کی بات سی ہم مرتی ہین جلتی ہین رقیب
تیری صورت کو ترستی ہین ہماری انکھین

خاک تیرہ نہوی سرمۂ آواز ہمین
اپنا پروانہ بنالی وہ فسونساز ہمین

شانہ ہی سے یہ معلوم ہوا راز ہمین
نالۂ نغمہ نظر آتا ہے جگر ساز ہمین

کبر جو بن پر اوسی چاہئے پرناز ہمین
اوسکے قلیان سی آتی ہی آواز ہمین

آگ مین جو نکتی دی کوی در انداز ہمین
اوسکو بھڑکاتی ہین گرماتی ہین غماز ہمین

دونون لب اوسکی دکھاتی ہین اعجاز ہمین
منہ دکھا پھر خدا اوبت طناز ہمین

گوش زد ہو اگر ای سحر ترانہ اپنا
طوطی ہند کہی بلبل شیراز ہمین

کیا چشم سرمگین کی ہی شوخی حجاب مین
ہر وقت جوش اشک ہی چشم پر آب مین

مرنیکے بعد بھی نہ زیارت ہوی نصیب
یہ طرز سیکہ لی تو مس شعر ہو طلا

بارہ ستاری ایسی نظر آی ہین مجھے

۳۲۸

پلکو نہین ہے نگاہ کہ بجلی سحاب مین
دریا بھرا ہوا ہی یہان ہر حباب مین

منہ اپنا ہی کفن مین تمہارا نقاب مین
نسخہ ہی کیمیا کا ہماری کتاب مین

دیکھی نہونگی حضرت یوسف نے خواب مین

جادو کا شعلہ سرد ہوا ایسی زبان ہے
ان کافروں کو کسنے سکھائی ہیں شیخیاں
تسخیر وہ پری ہو یہی آرزو رہے
ایسی خمیدگی ہے پی عذر معصیت
ہم گرد خیمہ پھرتی ہیں تم جہاں نکتے نہیں
مہدی لگا کے دست تاسف ملو گی تم
دشمن کو بھی نہو یہ بڑا روگ ہجر کا
کیا جانتا تھا دیر و حرم سنگ راہ ہیں

پریاں ستی ہوں سنکے وہ گرمی ہی تین
پریاں حلول کرتی ہیں لات و منات میں
اس نقش حسن نے جان ہی لی آنکھ میں
محراب بنگیا ہو نمین باتجات میں
کیا کٹ گئی طناب محبت قنات میں
وزد حنا ہی رنگ حنا انکی گھات میں
سو نکی ہم علیل ہوی ایک رات میں
ڈھو کریں لگیں مری پا ہی ثبات میں

اللہ ری تشنگان شہادت کا قہر
ای بحر آب خون ہوا ہی فرات میں

حفظ حق پہ ہی غریبوں کی نظر برسات میں
آبکاریں ہا یہ صرف تر برسات میں
ایکدن یکبارہ اونچی چھانک کر برسات میں
آب روغن ہوگیا مجھ دلجلی کی خاک پر
باغیں ان پہر ہو نمیں ات بہر بجانی میں
مار ڈالی گا یہ رونا عاشق لرزش کو
چودھویں شب فرش کی قابل ہوا م یار پر

مجکو بسم اللہ کا گنبد ہی گھر برسات میں
ہوگیا مٹی مرا سوتیکا گھر برسات میں
ہم کھڑی بھیگا کیئے دوپہر برسات میں
جگنوؤں کی بدلی اوڑتی ہیں شرر برسات میں
عیش سے گذریں جو یوں آٹھوں پہر برسات میں
لیجیے دیوار خستہ کی خبر برسات میں
چاندنی اپنی فزا دہولی قمر برسات میں

[illegible]

کچھ تمہاری سرد مہری کا پتا جاڑے مین ہے
کچھ ہماری اشکباری کا اثر برسات مین

یار کی دانتونپہ چن چن کر تصدق کیجیے
بدلی اولونکی اگر برسے گہر برسات مین

آہ سوزانکی شرارت کا تماشا دیکھیے
آے وہ جگنو پکڑنی میری گہر برسات مین

آرزو ہی وصل کی اک شب صحبتین ہو نصیب
شام ہو جاڑے کی موسم مین سحر برسات مین

ایکدن مینے کہا تہا اوسکی مسی کو گہٹا
گالیونکی ہوتی ہی بوچہار ہر برسات مین

اس بکا مین خیر اپنی خانۂ تن کی نہین
بیٹھ جاتی بیشتر دیکھی ہین گہر برسات مین

رحمت حق جوش پر ہی دہ یادای مشک شو
رعد سی ہمنے سنی ہی یہ خبر برسات مین

رنج دیتا ہی ہمین بارانکی قطرونسے سوا
کیون فلک ہم پر ہی ٹوٹا ہی ہر برسات مین

ایک ساونکی گہٹا ہی ایک بہادونکی گہٹا
جوڑی بوتل کی رہی پیش نظر برسات مین

سچ ہی یہ دل کی لگی بجھتی نہین جز آب وصل
کم نہین ہوتا کبھی سوز جگر برسات مین

فرقت محبوب مین جو بوند ہی پیکان ہے
تیر پڑتی ہین ہماری جسم پر برسات مین

اسطرح تر دامنی پر اپنی ہین روتا ہون بحر
آبدیدہ جسطرح ٹپکے شجر برسات مین

ردیف نون

۲۳۲

بلبلو کچھ تو اثر پیدا کرو فریاد مین
چاہیے منقار چٹکی سے دل صیاد مین

اب یہی حسرت ہے باقی خاطر ناشاد مین
پہول ہون مرغ چمن کے خانۂ صیاد مین

مین وہ خلاق سخن ہون گلشن ایجاد مین
میرا طوطی بولتا ہی بیضۂ فولاد مین

عاشقی مین مر گیا فرہاد تیشہ مار کر
کم کہین انسان گرتا ہی سی افتاد مین

[illegible]

اکدن وہ تھا گلونسی شاخین ہری بھری تھین
ای دم نکل کے تم نسے گلگشت کر عدم کی
الفت بری بلا ہی صیاد سی مفر کیا
ہم جان نثار اوسکے کوچہ مین پڑے ہین
کندتسے تنگ والی جتنی ہین سب ہین صبح تک
میری ان آنسوونپر ہنستے ہو کیا دھڑ تم
یارب مسافرونکی غربت مین خیر کرنا
مرجاؤنگا نکہیے کب صبح ہو کہ جاؤن
فرہاد کیا مجرب نسخہ بتا گیا ہے
اوس غیرت قمر کی دروازیکا ہون فرش ہ
سچ ہے کہ میکشونکا انجام کار بد ہے

اکدن یہ ہی کہ گل کیا پتا نہین شجر مین
کیا رنج ہی سفر مین آفت ہی کیا حضر مین
لاسا لگا ہوا ہی بلبل کی بال و پر مین
صدقی کی جیسی پتلی دیکھی ہون نگذر مین
دیکھا ہی ہم نی اکثر تانبی کا سیل زر مین
پیکان ہین قطری سب بےند مین اثر مین
میرا حیات نامہ قاصد کی ہی کمر مین
یا ندہو کی پوٹ میری کیا چادر سحر مین
پھوڑونگا سر تو ہوگی تخفیف درد سر مین
افلاک سی ستارہ اوترا ہی کسکی گھر مین
چلتے ہین لڑکھڑاتی گرتے ہین سقر مین

اس گھتی دو لکھا ہی ای بحر کس سے بدلون
سب شیشے آبلی ہین دکان شیشہ گر مین

۳۳۴

گردش نصیب ہون نہین دنیا کی خشک و تر مین
نقش قدم کسیکا دیکھا جو اوسکی گھر مین
کیا تیری ونگلیان ہین ایجان جان سکے
غربت مین روح نی ہی آخر جسد کو چھوڑا

گرداب بحر مین ہون تو گرد باد بر مین
تلوونسی ایسی ٹھر کی جا کر بچھی ہی سر مین
غیرتسے پانی پانی ہو رہین ہین مشک تر مین
سچ ہی کوی رفاقت کرتا نہین سفر مین

[illegible]

فراق یار میں ساقی پلا نہ آتش تر
سفید ریش پہ کیا رو سیاہ ہوں ساقی
ترا دہن ہی وہ خوشبو کہ منہ لگاتی ہی
ہماری بزم میں نغمہ ہی قلقل مینا
پر آب چشم ہی پر سوز دل ہی بی ساقی
بہار جاتی ہی تاخیر کیا ہی ای ساقی

گر سنگ لب مری ہو کر کباب ساغر میں
عوض شراب کے اب لا خضاب ساغر میں
شراب ہو گئی عطر و گلاب ساغر میں
ہر ایک موج ہی تار رباب ساغر میں
ہماری شیشے میں آتش ہی آب ساغر میں
جو کچھ کہ شیشے میں ہی لا شتاب ساغر میں

کرم کیا ہی کی رند با صفا ای بحر
کباب قاب میں لا و شراب ساغر میں

ردیف نون

دیکھ لو دو معجزی ہیں یار کی تصویر میں
دل جگر باہم لڑینگے کون جھگڑے میں پڑے
خاک پا ہی یار ہوں دولت ہی قسمت سی لگی
اک پری کا سایۂ چین کا میں دیوانہ ہوں
حشر میں بھی وعدۂ فردا وفا ہو یا نہ ہو
دیکھیا دولت شہادت کی مجھی تیغ زن
اور سمن سی کی دوپٹی کی چناوٹ دیکھکر
خوب محرم ہوں تری خوبو سے ای بیرحم
عیش ہے واعظا میں خوش نصیبوں کی لیے

یا ہر رخ تو یر میں ہی نقش حسن تاثیر میں
میں ہی خود او سکا ہوں پیکان ہو جسکی تیر میں
وہ اثر ہی میری مٹی میں جو ہی اکسیر میں
جوڑ ریونگی چاہیئں کڑیاں مری زنجیر میں
عمر تو آخر ہوئی اپنی تری تاخیر میں
باندھ لایا تھا جو ہر دامن شمشیر میں
پڑ گئی جھپتے گلو کی جامۂ تصویر میں
عطر فتنے کا لگا ہی جامۂ تزویر میں
سولی پر نیند آئی راحت ہو اگر تقدیر میں

[illegible]

[illegible]

بحر تیری خوشنوائیکی رسائی ہین ہے دہوم
ہندسی پونہچا ہی ترا زمزمہ شیراز مین

مشتعل داغ محبت سے ہے دل غمنوش مین | عالم دود پریشان ہی حواس و ہوش مین ۳۳۸
دود دہ کیصورت اوڑتی ہین بو ہر جوشمین | تو جوانی کی ہی کیفیت مے سرجوش مین
بات کیسی اوسکا چپ رہنا ہی تو کہتا ہی قتل | ہی بان تیغ کا عالم لب خاموش مین
آرزو کے پای بوسی قتل کا باعث ہوے | پوست میرا جا ہی جلاد کی پاپوش مین
فصل گلمین درد کہاتی ہین اسیران قفس | درد کیصورت کہٹکتے ہین صدائین گوش مین
دیکہہ دنیا کی حلاوت پر نہ گر مثل مگس | شربت خالص نہین ہے نیش بہی ہی نوشمین
پاؤن مہندیسے جو انگارا ہوی ہین یار کی | روح ہی کبک دری کی قالب پاپوش مین
خانہ دل آمد محبوب سے روشن ہوا | کہل گیا دروازہ عشرتکا مری آغوشمین
کب اوٹہا سکتے تہی بار عاشقی فرہاد و قیس | دیکہئے کاندہی طاقت پای اپنی دوش مین
کاسہ سر کی خبر رکہتے نہین مستان عشق | جام جم کی ساری کیفیت ہے اس سرپوشمین
پتہرونکا ہی نشانہ کاسہ سر ای جنون | کہیلتا ہون جا بجا اطفال بازیگوش مین
اب کہان آرام کیسی نیند کیسا لیٹنا | بہر گیا کانٹے وہ گل توشک مین بالاپوشمین
رنج وہ راحت ہے فی الواقع جو نا مطبوع ہے | بیشتر رہتے ہین بچے ماؤنکی آغوش مین

بحر مین یہ پوچہتا ہون تم جو پیتی ہو شراب
وصف ہے جو شیشے مین کیا ہی عیب کیا ہی نوشمین

[illegible]

رسوائیکا نہ پاس نہ کچھ وضع کا خیال		خود رفتہ ہون خدا کی قسم تیری عشق مین
سرگشتگی کا ہمکو ہمیشہ مرض رہا		اوترانہ پاؤن سی وہم تیری عشق مین
ہین ناتوان اور یہ صدمی شدید و سخت		تہرکا بنگیا ہون صنم تیرے عشق مین
کالی گھٹائین اٹھتی ہین آنکھونکی سامنے		پلکونکو دیکھتا ہون جو نم تیری عشق مین

ہین کیا کہون جو حال ہی میرا بقول ہجر
مثل حباب ہون کوئی دم تیری عشق مین

آفت ہی چشم یار ہمارے خیال مین	۳۴۱	شوخی ہی آنکھ مین کہ چھلاوا غزال مین
گو ہون فقیر باغ سعادت نصیب ہون		ہے آشیان ہما کا مری ہر نہال مین
پیری مین تن ہی نہین کسی قی یہ عضو بھی		کوئی نہین شریک کسیکا زوال مین
کیونکر نشانہ تیر فلک نی کیا مجھے		چلہ بہی تو نہین ہی کمان ہلال مین
غافل سیاہکاری دنیا سی خوف کر		نا سقر بھری ہوی ہی اس زگال مین
کھائین فریب مہر کی ہزارون گلو بریان		نیت لگی ہی تیرے اوگال مین
مرغان باغ کو ہی اسیری مین کیا مزا		چھوٹی او وہ قفس سی پہر آ ہی جال مین
ای شاہ حسن تیری حمیت سی دو ہی		تو عیش مین ہی تیری ملازم ملال مین
یون قطرہ ریز سر کا پسینا ہی لف پر		موتی پرو رہا ہی عرق بال بال مین
گزرا برس کہ تمسے نو صلیت ہوی نصیب		داخل ہوی نہ ایکی شب قدر سال مین
کیونکر نہ اشکبار رہی میری چشم تر		کالی گھٹا کا جوش ہی تیلی کی خال مین

ردیف نون

۳۴۲ افسوس عمر کٹ گئی رنج و ملال مین
دیکھا نہ خواب مین بھی جو کچھ تھا خیال مین

ان کو پردۂ غفلت جو ہو تو دیکھیں
سب کو معلوم ہی جیسا ہم انہیں عاشق ہیں
وہ صفا جانان سمجھے ہیں عین کیا دیکھیں
سب سے ہنستے تو ہیں منہ سرخ ہوا جاتا ہی
نقش ہیں ظاہر ہیں دل آگ بولا دیکھیں
اپنی فرقت کا ہم اک داغ دیے جاتے ہیں
یہ نشانی ہے اسے رکھیں اچھا دیکھیں
بخدا ساری صفا ایسی کا ہو نہ ہو سے
دل سے آئینہ تو دیکھ اپنا تماشا دیکھیں

ردیف نون

رگ رگ سے جان کھینچ رہی ہی نگاہ یار	کیون لطف کھینچتے ہیں جھی اپنی چال میں
رونکی دل لگیمین غزل پر لگا نہ دل	مطلب بھار رافت ہوا قیل و قال میں
مانگا ہی ایک پھول جو گلچین سے کبھی	کانٹا سا چبھ گیا ہی زبان سوال میں

بیجا ہی اغنیا کی شکایت کسی جو بحر
حصہ فقیر کا نہیں دنیا کی مال میں

۳۴۳

جان میں کسی کی جان اٹکی ہی تیری چال میں	کیسے گھنگرو بولتی ہیں حلقۂ خلخال میں
کیون پھنستا ہو بلا زلفین وہ کہا کر جال میں	ہم گرفتار بلا ہیں آپ اپنے حال میں
نافہ کیا اچھی ہی اوس گوہر فروش حسنکی	لا لگی جھٹی پڑتی ہی کمر کی بال میں
دل شگفتہ ہو بہار ابھی پیئے ممکن نہیں	یہ کنول کہلتا ہے ساقی تیری ساغر تال میں
عاشقونکو کیا پسند آئی لباس فاخرہ	قدر جانان سا کوئی بوٹا نہ دیکھا شال میں
بیقراری میں آیہیں قصر تن کو ڈہا ینگے	اور بہی آفت ہے آندہی آ جی بھونچال میں
یاریون تیری سواریکا تجمل چاہیے	اسپ چوبی پر ہو بندہ ور تو سکھپال میں
ڈھونڈتی پھرتی ہیں مفلس ہاتھ رکھتی نہیں	گم ہوئی ہیں شان و شوکت مینتاع و مال میں
جان نثار و نسبت شگفتی کیا اگر ارشاد ہو	باندہ دین سر کاٹ کر تلوار کی رومال میں
اب تمہاری حسنکی دولت مین بٹا لگ گیا	خط سی بال آ گئی آئینۂ اقبال میں
تیرگی جبتک تھو کیا شمع رحمت کو فروغ	کثرت عصیان ہی لازم نامۂ اعمال میں
بخت برگشتہ ہین اتنا فصل گلمین غم شہ	خوف ہو لیکا رہی ای بلبلو کر یال میں

ردیف نون

رُت جو پھرتی ہی مری سیر دن پھرتی ہین ... جب بہار آئی ہوا جوش جنونکا دلمین

سلطنت بھی ہو جو ہم مردہ دلونکو تو کیا ... نہ ہوس ہے کوئی جسمین نہ تمنا دلمین

کیون چلی باغ خزان دیدہ سے ہم سب بلبل ... ٹوٹ کر رہگیا شاید کوئی کانٹا دلمین

کہ دل آرام کہان کلش کا نشانہ ہو نہین ... بیٹھے سو تیر کبھی در د نہ اوٹھا دلمین

تا دم مرگ کلیجے سے لگائے رکھون ... دفن ہو یار کی صدقیکا جو تیلا دلمین

کسطرح مانیی اوسکا متلون ہی مزاج ... کبھی غصّیکے عوض رحم نہ آیا دلمین

شکر کعبے مین کلیسا مین بھٹکتے نہ پھرے ... اپنے دلبر کا پتا ہمنے لگایا دلمین

زخم کا چور چرالی نہ متاع ہستی ... چوکی پہر کو رہی تیر نگاہ کا دستا دلمین

مین گھوون نہ دو ہون یار تو سو یار ہو نقل ... یوجہی جلا داگر کیا ہی تمنا دلمین

غم واندوہ مین غیر نکا تقاضا ہی بحر
نہ بچے آنکہ سے قطرہ رہی دریا دلمین

۳۴۵

مدتون سے ہے آرزو دلمین ... دے جگہ مجکو یار تو دلمین

باغ مین ہے بہار کی آمد ... پھولون کی آرہی ہے بو دلمین

دم نہ نکلا کسی کے زانو پر ... رہگئی دل کی آرزو دلمین

زندگانیکا حظ اوٹھاؤن مین ... جان بنکر رہے جو تو دلمین

تشنۂ خون عبث ہی وہ دلدار ... ایک قطرہ نہین لہو دلمین

جس سی دو دن ملا وسیکا ہوا ... ہای یہ کیا بُری ہی خو دلمین

[illegible]

شہر مین کیا بہار داغ جنون	پھولتا ہے یہ پھول جنگل مین
دیکھکر یار کے حنائے ہاتھ	ہو گیا زرد شعلہ مشعل مین
سبزے کی جا مزار رندان پر	بھری ساقی شراب کی قلمین
قشقہ کھینچا رگڑ کے جب اوسنے	لگ گئی شاخ چوب صندل مین
چاندنی کو جو کھیت کرنا ہو	لے زمین آکے میرے مقتل مین
عطر اوس گل کی بو نہ پائے اگر	خاک چھانی زمین صندل مین

آہ میرے اگر صعود کرے
بحر پانی ہو آگ بادل مین

نہ رکھ امید اقارب سے نکام آئینگے مشکل مین	کہ سب ناخن ہین عاجز وا شد عقد تامل مین
کدہر جاؤن کہان بیٹھون او جاٹے ایسی طبیعت ہے	نہ گہرمین ان بہلتا ہے نہ جی لگتا ہے محفل مین
ہوا ہون جیسے عاشق رنج ہوتا ہے نصیحت سے	خدا حافظ ہے عزت کا سمائی ہے بر بنی الہین
مجھے قلیان کشی کی مہک سے لت پڑ رہی	بہرون سیر غانکا دم کہ ساقی کی بہر آن چلین
نہیں کھتی فغان قیس حسرت نارسائی کی	شتر عمر بہی کری لیلی نکیونکر حجرہ کی محمل مین
گرانبار ایسے کب ہم کعبہ مقصود کو پہنچے	اوٹھے محشر مین ایسی تہک کے سوتے ہوئے منزل مین
عجب ہے بی نصیبونکو تقرب فیض بخشونکا	وفور آب دریا مین خیال بھرک اوڑتی ہے ساحل مین
بخیلے اس سعادت مین مقدر کی ہی محرومی	خدا کی ہاتہ مین دینا ہے دینا دست سائل مین
نظارہ وہی جانا نکا ہماری زندگانی ہی	چراغ زیست کا روغن ہے اوس خسال کی تل مین

سکے بیٹھے ہین یوسف کی خریدار ومین
بیٹھے ہین ہمی یار کی بازار ومین
بیٹھنے دی ہے فلک کوئی گھڑی یار ومین
غم سہنائی کیطرح بانٹی غمخوار ومین
قائم عفو سے امید ہے ہی روز حساب
نام زیادہ ہی لکہوا ہین گنہگار ومین
شعر دیا رتھا آیا نظر ہوا اطہر روشن
جتنے روزن تہی کنوان کی دیوار ومین

[illegible]

[illegible]

دست بردار نہونا تھا بتونسے ہم کو | ہاتھ کڑی ہی ہے تسبیح کی دیندار نہیں

اہل جوہر کی نہیں قدر کسیکو ای بحر
آبرو موتیون کی بکتے ہی بازار نہیں

٣٣٩

یاد ہی ساقی کوثر کی سے سیہ کار نہیں | مغفرت ناز پڑی کرتی ہی میخوار نہیں
کسکو آئینے کی حاجت ہی سکندر سے پوچھ | منہ نظر آتا ہی محبوب کے رخسار نہیں
جسنے دیکھا ہو ان آنکھونکو اسی سے پوچھو | زور ہی قابض ارواح کا بیمار نہیں
میری رونیکا جو وہ طفل تماشا دیکھے | پتلیاں قرص کریں آنسوؤنکی تار نہیں
یار کا نقش قدم چاند کو ٹھیراتی ہیں | بجھگئے شمع فلک اوسکی ہوادار نہیں
مدد ای دیدۂ تر فصل خزاں آپہنچی | خاک اوڑتی ہوی دیکھوں نہ چمن زار نہیں
سبحہ زنجیر نظر آتا ہے زنار کمند | کافر و نہیں نہ ٹھکانا ہی نہ دیندار نہیں
چاند سورج کبھی چھوٹی سی بچا ہوتی نہیں | ماہ و خورشید بھی ہیں اوسکی گرفتار نہیں
زندگانی کی مزی لوٹ رہی ہیں کیا کیا | تندرستونمیں نہ قریب اوریں بیمار نہیں
بیخودی ہی جو ادہر کو تو خود آرائی ادہر | ہیں سلاسل میں گرفتار ہوں ہشیار نہیں
بلبلو آتش گلہای چمن دیکھ سے چھلکے | اب ٹپک دو دل آبلہ کو خار نہیں
ہمصفیرو وہ کرو نالی کہ صیاد بھی | تیر و ناوک ہیں یا نہ ہیں منقار نہیں

بھیک مانگیں جو ملازم تو عجب کیا ای بحر
آج کل باب عطا بند ہی دربار نہیں

ردیف نون

اجتک نعمت افلاک سے محروم ہو نمین
ہم اعمہ نظر آتا نہین ان ہونٹون مین
ہر کہین ایک سی توقیر کہان ہوتی ہے
پھول باغون مین ہین کانٹا ہون بیابانون مین
حسن بازار مین بکتا ہی یہ قدری ہے
ہائے لب پہ مری آتی ہی دو کانون مین
آتی ہی چشم سخنگو کی صدا کانون مین
نقطۂ فورسیہ پاوس کے نکلے جو زلفین چہرون
ہالیان جیبی نظر آتی ہین دہانون مین
میکشی چاہی سی دین تا دل کی سیاہ
پیجئے بادہ اونکو رمضان مین

خریداری ہی جا وسخال لب شیرینکی دنیا میز
بھلا کیا ہمسری تجہسی کرینگی مہر و مہ و نون
زہی انصاف مجکو بد معاش احباب کہتی ہین
کف دست ایسی صاف آئینہ جسمین منہ نظر آئے
تو وہ شمع تجلی ہی کہ سب تری ہین پروانے
عدت ہی یونہی کی کہیت افیونی کی آنکہون مین
ہین اسکا تشنۂ دیدار ہون جسکا یہ عالم ہی
کہو بارہا دنیا سی رم داغ ندامت ہین
اگر آوا اگون سچ ہی تو پہر دونون جنم لینگے
کلام صاف اپنا بی سواد وئحلین ہے کیا رو شن

الاپچی آئی جلوائی پہرین شکر کی نوہسو دمین
نکالین بال تو اپنی سرونکی بال خودونمین
لو اپنا بیوت ہین تو کٹنا چاؤن چہودونمین
انامل نرم وہ ہڈی نہین گویا کہ پوروئمین
ترے آگے نہین چلتا چراغ مہ چکورونمین
لالی سے سپیدنمین ہین خشخاش ڈورونمین
کہو پیتا ہی بہر بہر کر دلو تی انگوہرونمین
جلاؤ دل غم دولت پر یہان اٹہیگا گور و نمیز
سیہ گوں الف سا ہو نمین ل بر داغ مرورونمین
تو سکا مرتبہ آئینی کو ملتا ہی کورونمین

غضب ہے پتھر تیری پیٹ مین پانی نہین بچتا
یہ بات ایسی تہی جو بیٹہہ کر کہتا پچہرونمین

اوج پہ پیر مغان کو رہے میخانونمین
کیون نہین مال سمجہتے ہو خرابا تون کو
فرد عشاق پہ تحریر ہوا جسم جنون
کیا نزاکت ہی کہ چوٹی سی لچکتی ہے کمر
حسن تک جلوہ معشوق نظر آتا ہی

۳۵۲

بادہ چہلکے مہ خورشید کے پیمانونمین
اہل دنیا سے کہہ گیے ہین ویرانونمین
ل گیے حضرت بہلول بھی دیوانونمین
زلفونکی بو جو سی آتی ہی کس کے شانونمین
پہر گل بلبلونمین شمع نہ پروانونمین

حال کچھ مجت کا نہ پوچہو مت
آگ برستی ہی دما لوگ وہ رمضان مین
بے طلب سب پیار کیا ہی سب
کہ طفیلی سے کہین جا نمین
حقیقت نہین مہمانونمین
کیا بات کرے یار اوجہان سخن مین
گنجایش تقریر نہین تنگ دہن مین

ردیف نون

تعمیر تری ہی صلابت محبوب سے ہین
ہر دانہ کا محفل مین جنا دل کہ حسین ہین
خانۂ زنجیر سے ہین یکتن ہین
آزاد ہو ای الغرض سے گردن
ہم سگی ای لیجی ای منگائی جو ہر
وہ جان ہین کر لی جان ہین
آتی ہی جا تی کی کہ گھلا ڈوبین ہین
دیوانہ غفلت پابستی ہین دامن ہین

[illegible]

لپٹی ہے بُری طرح بلای شب ہجران	کیا جانیے عاشق ہوی ہے چاند گہن پر
حافظ ہی خدا اوسکا جو حافظ ہے کسیکا	دیکھا ہے سپر کا ہے کہین چاند گہن مین
کیا جانیے کس قسم کی ناگن ہے وہ زلفین	جب دیکھتی ہین ہر چھٹکتا ہے بدن مین
ہم دیکھنے والونکی خدا جان بچائی	آفت ہو سجاوٹ مین قیامت ہو پھبن مین
مشاطہ کا محتاج نہین حسن خداداد	تم چاند نظر آتی ہو بیساختہ پن مین
پروانون کی ہی فاتحہ خوانی سر محفل	مرجائین عنادل نہ کرو بہول چمن مین
جسوقت لگی باد خزان خاک اوڑائی	چھڑکا وہ ہوا اشک عنادل کا چمن مین

برگشتہ نصیبونکو کہین چین نہین بحر
پردیسمین بلبل ہے تزلزل ہی وطن مین

ایجذب عشق کا یہ وہ گل کھلا چمن مین	٣٥٤ پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
رکھتے ہو آبداری ہر قطرہ سخن مین	تم رولتی ہو موتی ای بحر اپنے فن مین
خستہ مین آل اعلی اس خانہ محن مین	ذرات رستے ہین شمس و قمر گہن مین
چھیڑا جو ذکر میرا یار نے انجمن مین	شمعین یہ رو رہین آنسو بہر گئی لگن مین
گلزار ہو رہی ہی ہر اک گلی وطن مین	پریونکا جمگھٹا ہی ہر ایک انجمن مین
کہتا ہون دیکھکر مین اوس گل کی قد وتن کو	کیا شاخ سرو مین ہے خوبی ہے کیا سمن مین
کیا ضو دکھا رہی ہے ماتھی کی تیری افشان	جگنو چمک رہی ہین ہر سمت انجمن مین
قلقل گلابیونکی کیا لطف دی رہی ہے	بلبل چہک رہا ہی ساقی کی انجمن مین

ردیف نون

[illegible]

ای خار دشت غربت وہ من ہمارا چھوڑ دو
دیکھین جنون کدہر کی کھلای سیر ہمکو
دشمن ہین خیال گیسو کچہ حال دل نہ پوچھو
جس دن تک نہ پہنچی اوراح اوس صنم نے
قامت مین کیا قیامت ناز و ادا بھرے ہین
جبتک تہا وہ اپنا ساغر سی لب بلب تہے
بیتاب ہو ایدل حاضر ہین ڈر وہنی کو
دنیا سے او ٹھے محروم شادی ہو بجز ہین
کیا حسن باز وہ نکا جلوہ دکھا رہا ہے
سر ے صنم کا عالم جیسے نظر پڑا ہے
پلکین نکیلی اوسکی انیان بتا رہی ہین
بگڑی ہین اوسکی زلفین بن آئی ہے صبا کے

لے آئین اپنی دلکو بھول آئی ہین وطن مین
گلشن مین گل کھلی ہین پہولا ہی ہالہ چمن مین
منقار زاغ مین ہے یا پنجہ زغن مین
حسرت سے وہ غلطان تڑپا کیے عدن مین
آفتکے پیچ و خم ہین گیسوی پرشکن مین
جبتک تہی سبز بختی رہتی تہی ہم چمن مین
پائی تو دیکہ لین ہم اوسکی چہ ذقن مین
گہونگھٹ وہ لہن کا دیکھا منہ ڈال کر کفن مین
تاری جڑے ہوی ہین گویا کہ نو رتن مین
سکتے مین تیلیان ہین حیران ہین چمن مین
کھینچے ہوی ہین خنجر ابرو بھی بانکپن مین
کیا کیا بسا رہی ہین نافی ختا ختن مین

آخر غریق رحمت ای بحر ہو گئے تم
الفت کی سوت پھوٹی ڈوبی چہ ذقن مین

فقری وہ جبری ہین ہماری بیان مین وہ خلد کی مکانین ہین لامکان مین ان بیقرار ہو نکا ٹھراو کچہ نہین	۳۵۶	گویا کہ لون مرچین لگین ہین زبان مین زاہد کچہ او رہ من ہین ہے دہیان مین ٹکرا کی سر کو توڑ لی کوئی مکان مین

کیا ہی سہانی تان دو تان سعت قدان ہین
وست سوال کیا ہو اقبال کے ہم او ٹھا ئین
نرگس بیماری شاخ سے کیا عزالین
دیکھے تو بیری یار کی رخسار چینی
چاندی بنا چکا ہما مین ای کمانین
بیمار سا نکلین ہم او مسیح تن
ساون کے مہینے ڈال دی اوسکی نشانین
لب پر سوال آتی ہی جاتی رہے وہ بات
آئی نہین ہم بند برای نہمان مین
دیتا ہمارا ہی چین ہی کیا تا کسو کیا

عارض سے وہ ہم او ٹھا لی ہے خورشید چشم کی
قامت نہین بیماری قیامت ہما مین
کو ٹھی تلک وہی ایک کبوتر نہ جا سکا
نہ گلی لگا لی تیر ون سے آسمان مین
پہنچے مراد کو سے آخر ہدف کیا
تیرون نے باندہ باندہ کی جلا کمان مین
دربان سے ہو ربط محلدار سے ملاپ
سیڑہی لگا لی کو دیے اوسکی مکانین

ردیف نون

کیکیشتری کا سوتیین انسان کیے ہین
آسیب ہو اداین چہلاوا اپری ان ہین
کیا بال ہین عجب اوسے کالی گہٹا ہے
کرتی ہی جان ہین ہین آن بان ہین
سرکوبی کا نہ ان غنچہ بیٹھ سے سایہ ہے
پیچ زبان ہی جو ہین ہی ابرو ان
نیچ سے تحمل کمان ہین

[illegible]

کہان نہ مانہین ملتی ہین چاہنے والی
بہلا نہ دلسے نہ مجکو کہ یادگار ہون مین

کھو تو کاٹکے سرینا پانو پر رکھدون
تمہین یقین ہو کیونکر کہ جان نثار ہون مین

تمہارا رنج گوارا نہین نہو جو حال
دکہیگا دل جو کہونگا کہ دلفگار ہون مین

خبر کہان تکی اوسکو نہ تیر کے مجکو
عجب وہ تیر فگن ہے عجب شکار ہون مین

مرا سوال کسی سے نہین بجز ساقی
فقیر میکدہ ہون مین شراب خوار ہون مین

منگا یا غیر سی کیون اونسی پہولونکا گہنا
یہ جیمین ہے ابہی جاکر گلیکا ہار ہون مین

حسد کسی سے نہین مجکو بات کہتا ہون
سرور عیش مین سب ہین خراب خوار ہون مین

زمانہ مجکو عبث پائمال کرتا ہے
خلش کسیسے مین کہتا نہین وہ خار ہون مین

خدا نخواستہ کچہ اور غم نہین مجکو
ہٹا ہی جیسے یہ دل مردہ سوگوار ہون مین

کسیکو قدر نہین خاکسار کی اے بحر
عبیر اوڑ کے تصدق ہو وہ غبار ہون مین

۲۵۸

نہین ہے تجسا کوئی گلبدن زمانی مین
کہ عیش باغ ہے کرتیکی خانی مین

جو تجکو دیر لگی ای صنم نہانی مین
تو بہر نہان کا میلا ہے غسل خانی مین

صبا زیادہ نہ بہڑکائی آتش گلزار
پڑیگا پہول عنادل کی آشیانی مین

کہان وہ آنکہ جو دیکہے تجلی قدرت
نہال طور کا جلوہ ہے دانی دانی مین

کسیکو علم نہین استخوان شناسی کا
بشر کے عیب و ہنر آئنہ ہین شانی مین

تمہاری واسطے زیور ہے تم پی زیور کو
پڑی ہے کانمین جہلی یہ ٹہرک ہے شانی مین

ردیف نون

زلف کی عشق مین کیا کیا نہ بلائین آئین
حرز کام آئی ہمارے نہ دعائین آئین
اونکو بہولی ہوئی پہر یاد ادائین آئین
پہول آنکہین تو ہمین یاد قضائین آئین

خوب تعلیم ہوی بیٹھہ کی بد صحبت مین — رحم آیا نہ تمہین یار جفائین آئین

مل گئی غیر کے سر پر مری سر کی آفت — میری آڑی بجدا میری وفائین آئین

مین گنہگار بھی حاضر ہون اب ارشاد ہی کیا — بیٹریون نکو ہوا تہا حکم کہ آئین آئین

فرقت یار مین برسات کی حاجت کیا تہے — گہوٹ گیا کیا مرا رونا جو گہٹائین آئین

کچہ بچہ تمنے اشارونمین تیور نسے کہا — کان مین چشم سخنگو کی صدائین آئین

نظر آیا مجہے وحشت مین بگولا ہر سرو — جب گیا باغ مین جنگل کی ہوائین آئین

عاشق عمر کی ہمدرد ہون کیونکر وا عظ — دست وحشت مین عمامی نہ قبائین آئین

جلوہ گر جام بلوری ہو کہ بجلی چمکی — یو تلین طاق سے لی ترین کہ گہٹائین آئین

کوئی ہم پیشہ و ہمدرد ہمارا نہ رہا — قیس و فرہاد تہی ونکی بہی قضائین آئین

وہ سراپا ہون خطاوار کہ کہتی ہی لحد — بوٹے مین مردہ نہین آیا خطائین آئین

بٹے کپڑی رہے جبتک تو نہ پیوند بدلا — ترک جامہ کیا ہمنی تو قبائین آئین

کس نکوکار کے برباد ہوی نیک اعمال — کس خطاکار کی آگی نہ خطائین آئین

نسخے بدلے گئے بدلا نمزاج ناساز — اور بگڑا مین جو بن بن کی دوائین آئین

اوسکی درگاہ سی محروم گیا کون ای بحر
ہاتہ خالی نہ کبہی میری دعائین آئین

کوئی دن میری بہی آہ کا سرانجام کرین — ۳۶۰ — تلوی سہلاونمین آنکہونسی وہ آرام کرین

عاشقونکی بہی گذر جائیگی خار و خس پر — چہین پہولونکی سہرین گل اندام کرین

بھی ہے خوف مجھے اوسکی چار ابروئے
خم غدیر سے کہتی ہیں سلسلہ واعظ
کہیں نہ ہو کہیں صیاد کی چھُری کی نہیں
ترے ملاپ میں وہ تو نجمان کی عشرت ہے
ہماری کوچہ نوردی پہ لوگ ہنستے ہیں
گلونکی کان نہیں باغبانکو رحم نہیں
کہو یہ بخیہ گرو سے جنون ہی دامنگیر
کلنکہ منہ کو لگا دین تو کیا تعجب ہے

کسی بشر کے عناصر کو چار سو نگرین
کبھی نہو گا کہ ہم بعیت سبو نگرین
زیادہ مرغ چمن سیر آبجو نگرین
جو تو ملی تو کسی شی کی آرزو نگرین
دل اپنا کہو یا گیا ہو تو جستجو نگرین
چمن میں قمری مرغان خوشگلو نگرین
ابھی ہمارے گریبان کو رفو نگرین
گلا نہین جو وہ عاشق کی آبرو نگرین

چھوٹے گا دامن کسی داغ عشق ای بحر
کہوں آنکھوں سے رو رو کے شست و شو نگرین

ردیف نون

٣٦٣

خوش نگاہونکو جلاتی ہیں وہ دلبر پلکین
ایکدن مجکو پہنسائینگی مقرر پلکین
آرزو ہی کہ میں اوس حور کی لکھوں تعریف
مرض منتظری سے یہ نقاہت ہی مجھے
کیا حشم حسن کے دولت نے دیا ہی اسکو
بیم و امید میں ہی جان ولے آنکھونکی حضور
کبھی بہو نرا کبھی بنو رہی چشم بتان

چشم حورا کی بچھادیتی ہیں تو پر پلکین
آنکہ صیاد ہی چڑھتی ہین ستمگر پلکین
کا غذا آنکھونکی سپید ہو تو مسطر پلکین
تل ہی پتلی کو گران آنکہ کو دو بھر پلکین
دونون گیسو ہیں علمدار دو لشکر پلکین
راستی پر ہین نگاہیں تو کجی پر پلکین
رگ گل برگ کبھی ہین کبھی نشتر پلکین

ردیف نون

نہ سیہر چہ دیدار تمہارا صاحب
خانہ چشم ہمارا قفس خالی ہے
خط کی آمد ہے ادہر کہتی ہین آنکھین ادہر
تو وہ بیدید ہے جسوقت بہری تیری نظر

آنکھین ڈہیلو نسے کی کوڑ یسے ہین پلکین
طائر خوابکو فرقت مین ہین شہپر پلکین
یار کی صفحہ عارض کی ہون مسطر پلکین
تل بہر آنکھین نکرین حرم نہ جو بہر پلکین

اوسکی آنکھونسی کنارہ ہی بہلا ہی اے بحر
نیل ہی وہ سرمہ ہے فرعون کا لشکر پلکین

۳۶۴

بی ریاضت کیا گلو نکو ابھی سے ہمین کہینچلین
ہم اگر زیر بغل خمکو ہو ہمین کہینچلین
ہم وہ عاشق ہین اگر قمری صوت ہم بہرین
قافلے والی قدم مارین جو راہ جذب پر
باغبان ایسی کشش پیدا کرین ہم تو ہے
ظلم کا جنکو علاقہ ہی عجب اونسی نہین
دیکہ لو دنیا بڑی تسخیر ہے مثل عدد
نیش عقرب ہے سوا ہین خار راہ سیم و زر
وہ بہار آئی ہے جسمین سبکو ہی جوش جنون
ان بتو نکی نخل قامت مین غضب اعجاز ہے
فاقہ بہتر اہل دنیا کی قبولی ناقبول

لیس ہین بہر ہم جو اک حیلہ قفس مین کہینچلین
خون خم مثل سبو ایک ایک ہمین کہینچلین
باندہ کر اوس سرکو تار نفس مین کہینچلین
چاہ سے یوسف ابریق جو ہمین کہینچلین
رنگ و بو پہولونکی اپنی خار ہمین کہینچلین
جا نعالم زیستا نیکی ہوس مین کہینچلین
ایک نقطہ ہم جو بڑہ دین جسکو ہمین کہینچلین
آہنی ہوری شہر یاری ہو ہمین کہینچلین
خون جتنا چاہین فصاد اس ہمین کہینچلین
چاہین تو واعظ کو بہی اصحاب ہمین کہینچلین
ہاتہ دستر خوان سے کہا کہا کی قسم ہمین کہینچلین

آنے پاتا نہ باغ مین صیاد	روندہ پھرتے گلِ سوار چمن

پاؤن رکھتا ذرا سمجھ کر جو
ابر کی تلوار ہے کنار چمن

۲۶۶

کیا صفحۂ بیان پہ کرے کی رقم زبان
دلکو کمال گرم بیانی کا شوق ہی
ہوجای منہ مین خشک مثالِ زبان جیت
کوئی گل سخن کا یہان قدردان نہین
لطفِ وصال ہمسی جو پوچھو تو بسن ہی
باتین بنارہی ہی دہنکی صفات مین
اخفای رازِ عشق ہی باتو نین کیا کھلین
دیکھی ہزار بار اشارونمین گفتگو
مارا اوسی کلام کیا جسسی یار نے
اولٹی سمجھ تبون کی ہی بولا نہ چاہیی
تقریر پر دلیل ہے سحر حلال کے
دن ہرزہ گوئی کی نہین سرہوگیا سفید
ہی بال کی گرہ سی بہی تیرا دہانہ تنگ
قدرت کسی بشر کو نہین راست گوئی پر

کس واسطی دوات دہن ہی قلم زبان
گلخن سے ہمدہن ہو نہین شعلی سی ہم زبان
شمع اگر بیان کرے میرا غم زبان
ہی تیغ مین برگ خزانسے بھی کم زبان
باہم لبونسی لب ہون بانسے ہم زبان
کب سے ہوی ہی محرمِ رازِ عدم زبان
مثل دہان یار نہین رکہتے ہم زبان
پلکو نکو کیا بنائی ہی چشم صنم زبان
تیر خدنگ بات ہی تیغ دودم زبان
کہینچے اینگے قفا سی یہ اہل ستم زبان
دانتونکی تیغ سے نہین ہوتی قلم زبان
مصروف ذکر خیر سے ہے صبحدم زبان
پر زلف سی کہین ہی درازی صنم زبان
کرتی ہی ایک بات مین سو پیچ و خم زبان

ردیف نون

دولت وصل ہو مبارک • بار آیا ہی پھر سے تمہارے دن
کہین رات تو نے ہین گنوا رسے دن
خلق دیکھے نفاق لیل و نہار
ہم سے کلفت اگر سہار سے دن
رات کی شکل قہر ہو جا ئے
رات ہو کر سے ہین ہماری دن
کیا چھپی ہے زلف برافشان
تجھ بن [illegible] ہماری دن
[illegible] دانتون سے کوئی کا نہین

میری آنکھ مین ہی وہ میرا اپنا اندازون
بن حج چو زا مین ہی طالع کا ستارا اندازون
ابرو و نہا سیمبر سے نظارا اندازون
پیچ و ہو بین کا چاندی تہوکتا تارا اندازون
عقل سے کہتا ہون جنون جوش جنون ہی بجل
دور ہو تجکو بتک ہین تیرا گذارا اندازون
حقیقتا [illegible] نہ دشمن کو بھی ایسی بیکسی
ڈہونڈہتا ہون اپنی سایہ کا سہارا اندازون

ردیف نون

آسمان حسن اگر تجکو کہون شایان ہی
مہر و مہ رخسار ہین تجھ دیکھ چھپاتیان

مر گئے عاشق جب آگی ہی وہ بٹا ہٹ گیا
کیا بلا رحلت کے نقاری ہین دل پر چھپاتیان

آجکل اونکی خریداری ہی میٹھا سال ہی
بیچتے ہین کوزہ قند مکرر چھپاتیان

خط محور پر تری انگیا کی ڈوری ٹوٹ رہے
غیرت قطبین ہین یا وہ بیکہ چھپاتیان

چاند سورج کی ہین ٹکر سربلندی تا کجا
عرش کے قبے نہین گی کیا او بہر کر چھپاتیان

تیغ ابرو سی نہین ہی خوف ہی سیری طرح
رکہتے ہین جج دستیاب اپنی سپر پر چھپاتیان

دیکھنا کیا حسن کی دولت کا کوٹھا توڑ کر
نکلے ہین پھر سر لیئی وہ بدرہ زر چھپاتیان

جب شگفتہ ہوگئین کلیان بہار آخر ہوی
حسن پر پہولین نہ مانند گل تر چھپاتیان

میری ہاتہ آئین تو محرم ہو گئین انکی حباب سے
مرغ سیمین بال ہین یا بیضہ تر چھپاتیان

کیا کہون اے بحر آب و تاب سے کی جسم کے
پیٹ ہی کوثر حباب آب کوثر چھپاتیان

٣٦٩

روتے ہین ساری رات ساری دن
کیا برے کٹتے ہین ہماری دن

میری سینے کی داغ ہین راتین
میری آہو سے نکلے ہین شراری دن

رہے تا عمر آفتاب پرست
جنے میخانے مین گزاری دن

وعدۂ وصل ہو اگر دن کو
ہین قیامت سی لون اجاری دن

ہجر مین رات ہو گئی اٹل
وصل مین پھر گیا طراری دن

زلفین اتو نے لیگئین بازی
گوری گالو نے یار ہاری دن

[illegible] ہی حسرت وا ندر دو جینی ہی مجھی
نہ بس یہ ہی کا نہین جگو تو یار اندازون
شعور وہ کانی ہی یار و بگاڑی ہی جنون نہ یاب
سلطنت بھیجی کیا سی ہی تخا را اندازون
تیک سی ہی خورشید تا بان بن پناہ اندازون
اب بہت جیکا ہوا بہوین ستان [illegible] ہم
[illegible] گلستان [illegible] اندازون

[illegible]

نظامی

مفلسی کا دو رہی کیسا لباس فاخرہ
اگر کیا کہنہ دوشالہ بھی کنارا اندنون

بحر تیری اشکباری بارہ پیہم آجکل
آنسوؤنکی موج ہی دریا کا دھارا اندنون

۱۷۱

رہا ہی اسکی مژگان سے فدا یہ مرغ جان برسون
کیا ہی ہمنی کانٹی کی انی پر آشیان برسون

کسیکے حسن کے گرمی نے پھونکی استخوان برسون
رولایا زلف نے آنکھونکو بن کر دھوان برسون

ملے شیمن کے ہاتھون آب و دانہ قدرت رب سے
رہی مرغ چمن صیاد کی گھر میہمان برسون

حرارت داغ سودا کی نہ جیتی جی ہوئی زائل
بشکل موی سر چھپا یا رہا سر دیوان برسون

صدا ہی نی کو کچھ نسبت نہین فریاد عاشق سے
نہ درد اٹھا کبھی ولیکن سنی نی کی فغان برسون

کبھی نیت نہو سیر اہل دنیا کی تمول سی
جو انکی گھر مین ہن سمائین سیاتون آسمان برسون

کبھی کرتی نہین فیاض کو بدنام عیب اوسکی
نجاست سے نجس ہوتا نہین آب روان برسون

جلایا ہی کبھی جیکی نہ وہ اپنی شرارت سی
نہ کی اف ایکدن ہمنی کیا ضبط فغان برسون

جھکاونگا نہ سر اس چرخ نا ہنجار کی آگی
اگر کھینچے کی آرہ میری سر پر کہکشان برسون

عجب کیا ہی جو میرے شعر مین تاثیر پیدا ہو
رہا ہی اسم اعظم یار کا ورد زبان برسون

اگر مجھسے ہی غفلت ہی تو میری مسیحا کو
تو ہین مین سخت جان گر ٹال کر دنگا ایڑیان برسون

گریبان ایکدن پھاڑ تھا ہاتھونکی کھینچین قصہ بین
نکالی ہی جنون نے پاؤن ہمنی بیڑیان برسون

فدا کیونکر نہون بلبل کہ صورت گل سی گلی لون تیری
یہ پھول ایسی بہاری ہین نہین جنکو خزان برسون

پلادی اپنی ہاتھون ایکدن مینا الشش مجھکو
پیون گا ہو کی تیری پاؤن کی پیر مغان برسون

بجلی کی ... تحریم میں کیا ہی ...
پہنچا میں ان گلوں کی ... جبین
اس نے ... بعضی سی یار آئے ... چمن کی پاؤں
ای بحر ... راہ نہیں کوئی فکر کا
رکھتی ہیں کس زمین میں اہل سخن کی پاؤں
وحشت میں وہ نکالی یار وطن کی پاؤں
شاخ ... نظر آئیں ... پاؤں
منزل کیا ... سرمد ... پاؤں

[illegible]

اگر آب ندامت کارگر ہوگا گناہوں کو
بہت آلودہ دامن ہیں کہ ہوگا شستشو برسوں

خبر کیا محتسب کو میکشان جذب الفت کے
رہا جام آنکھ میں ان کی ہاتھ میں سبو برسوں

مرا جوش جنوں پوچھی کوئی فصاد سے صبح
مہینوں واسطے لیں فصدیں کیا اس نے لہو برسوں

کریگا کون منہ سے کیطرح اب قتل خون اپنا
ملیں گے ہاتھ میری قاتلی میرے عدو برسوں

پھسل جاتی ہی جس کی وضع پر اپنی نظر اب ہے
پڑی جس جس کی عادت نہیں جاتی وہ خو برسوں

نہ مسجد میں سنی اک روز بھی بانگ اذاں ہمنے
سنا میخانے میں جا جا کی شور ہا و ہو برسوں

جوانی میں ہی ہیں مے مستیاں سر پر سوار اپنے
کہا تھو نہ سے چھوٹی ایکدم جام و سبو برسوں

رہا گرم سخن اغیار سے میری جلانے کو
مجھے روز آگ میں جھونکا کیا وہ شعلہ رو برسوں

پس مرگ آٹھ پہر ان کے ہی گھر رکھ جاتی ہی
خدا وہ دن نہ کھلائی کہ ہو ان کی جستجو برسوں

یہ فن شعر بی تائید غیبی سخت مشکل ہے
نہ یارا دیکا اس یاس سے کیا جو تو برسوں

رنگین خرام ہیں وہ مری گلبدن کے پاؤں
پھولی چمن میں تیک بہار چمن کے پاؤں

پا شوئیہ کیا مریض محبت کو چاہیے
دھو کر پلاؤ دلبر عیسیٰ دہن کے پاؤں

ظاہر ہی شاخ شاخ کی لغزش سی بلبلو
قائم نہیں چمن میں بہار چمن کے پاؤں

ہی قیف مال رہ جو چاہی وہ لوٹ لے
تختے بندگی کا ہی وہ زلف شکن کے پاؤں

پابند کو فنجان ہوں عنادل ہزار حیف
شایان شاخ گل ہیں کلاغ و زغن کے پاؤں

ڈنکا بجا رہا ہی اوڑا کر تمہاری چال
کوس میں ہی پہ چوب لگ کے ہیں ہرن کی پاؤں

[illegible]

بیان ملاحت کیا چاہتا ہون
سخن مین نمک کا مزا چاہتا ہون

ندیکھون مین اوس گل کی پہلو مین کانٹا
اوڑی عنبر ایسے ہوا چاہتا ہون

مجھے تسمہ بند ہوای کی زلف پیچان
فقیر آجکل مین ہوا چاہتا ہون

لگی بیطرح ہی خدا ہی بچائے
سلگتا ہی دل مین جلا چاہتا ہون

بہت کروٹین لین نہین نیند آتے
بغل مین کوئی دلربا چاہتا ہون

محبت مین یہ عقل زائل ہوی ہے
کہ اہل دغا سے وفا چاہتا ہون

کھلے حال بیمار چشم سخن گو
اشارہ نہین باتین کیا چاہتا ہون

برا مان جاوے گے منہ پہیر لوگے
نہ پوچھو قسم دیکی کیا چاہتا ہون

نگاہین الجھتی ہین زلفون مین بیڈھب
ان آنکھون نکلے ہاتھون پھنسا چاہتا ہون

مدتو کے مصرع مین مصرع لگا دون
مین اتنی طبیعت رسا چاہتا ہون

ہوے چارہ جو کب مریض محبت
خدا موت دی جو شفا چاہتا ہون

وہی دشمن جان ہی ای بحر میرا
جسے جانسے مین سوا چاہتا ہون

ردیف واو

۴۷۶

مبتلا دیکھا محبت مین جس آدم زاد کو
آفتین افلاک سی آئین ہمار کباد کو

جانور اوس گل کی صدقہ کیو اگر کار ہو
آشیانو نسی پکارین بلبلین صیاد کو

رحم پر رحم پر آتا ہے مقام صبر ہی
مین نہ نہین کہتا خدا پہونچی مری فریاد کو

گل کے ہنسنے پہ جو شبنم روی کہٹکا گیا ہو
خاک خوشنود دی چمن سی ہو دل ناشاد کو

ردیف واو

۳۲۸

خدا بناوے اگر چشم دیدۂ تر کو — لہو کے آنسو تسے روئیے مقدر کو

کیا ہی مین نے مقابل جو قد دلبر کو — ہوا ہی ارہ پر فاختہ صنوبر کو

کوئی گہڑی تو دل بقرار کو چین آے — ہماری سر کی قسم تم نہ پاس سی سرکو

دکہا ہی ہمکو مقدر نی سخت لیل و نہار — کیا ہی سنگ ستارہ ہماری اختر کو

جو نیند آتی ہی مجکو تو دل یہ کہتا ہی — بغیر یار لگی کی نہ بیٹہ بستر کو

ذلیل ہوتے ہین دولت کی عشق مین انسان — فقیر دیکہا ہی دنیا مین کیمیا گر کو

خدا کیواسطے آؤ نہ پاؤن پہیلاؤ — کہ جان یلٹ عن مجہی یکہ جاؤ مہر کو

کوئی نہین ہے وفادار سادہ و نمین — ہوا نہ سنگ لحد آئینہ سکندر کو

اگر تڑپ دل بسمل کی دیکہ لے قاتل — تو اپنی دانتو تسی کاٹی زبان خنجر کو

چراغ حسن صنم کا بنا ہے پروانہ — جواب نامہ کجا پر لگے کبوتر کو

کرتی ہین شعلہ جوالہ بجلیان بالی — بدن تجہی رنگ نے دہکا دیا ہی زیور کو

خدا کسیکو دکہائی نہ یہ بلای سیاہ — بہلا دیا شب فرقت نی روز محشر کو

ہلال کو جو بناتا ہی بدر ای ساقی — وہی بہر یگا کسی دن میری ساغر کو

ستمکشان محبت کا منہ نہین دیکہا — چڑہی گا خوف سی لرزہ بت ستمگر کو

نہ بہر دام رگ گل کو دی تکلیف — نہ کہینچ کا تو نہ صیاد صید لاغر کو

حصول کچہ نہین ای بحر سر پٹکنی سے — در صنم نہ کہلے کا سدہار یے گہر کو

آج کیون زلف کی حلقونکی ہی آراستگی
پہانسیان کہنچی گا ابہی گنہگارونکو

آئینگے آپ عیادت کو یہ امید نہ تہی
مرض الموت مبارک ہوا بیمارونکو

جامۂ گل کیطرح ہمنی ہی کپڑی پہاڑی
جب بہار آئی ہوا جوش جنون یارونکو

پاسداری یہ گلونکی ہی ہمین ای بلبل
آنکہو پر رکہتی ہین پلکونکی طرح خارونکو

میکشی ترک ہی ایکی رضا مین ساقی
کسنے شیشی مین اوتارا ترے میخوارونکو

دام یوسف پر اوٹہا مین جو تمہاری ہوتے
کہین لڑکی ہی کہ سودا ہی خریدارونکو

راز اپنا نہ فرشتے سی بہی کہدیتے زنہار
سیکڑون ہمین بدل آتی ہین ہرکارونکو

کیون گل و لالہ دکہائی مجہی فصل بہار
پہر مری سینے مین دہکادیا انگارونکو

تیرا وہ دفتر رحمت ہی کہ مہرونکی طرح
روسپیدکی ہی امید سیہ کارونکو

ہڈیان دیکہ کے دہکا نہ مجہی ای سفاک
یہ وہ کانٹہی ہی نکلجای گی تلوارونکو

دیکہ لڑکون کو جوانون کو اگر ہی تمیز
غافلونکو ہی خوشی رنج ہے ہشیارونکو

دل عزیزونکا دکہانا نہین بہتر ای ہجر
جان یون دو کہ خبر ہی نہو غمخوارونکو

ردیف واو

۳۸۱

وہان یار نہ سوجہا دقیقہ بینون کو
ملا نہ نقطہ موہوم نکتہ چینون کو

فراق یار مین پوچہی یہان تلک آنسو
بنایا صورت گرداب آستینون کو

تلاش یار مین گز بنگئے ہین اپنی قدم
جنون نہین ناپتے پہرتی ہین ہم زمینون کو

وہ مست ہون جو دکہاؤن کشش تو موج شراب
حباب وار بہا لائے آبگینون کو

لو سنکے چرخ غزل مانگتی ہی گانے کو
عیش و عشرت سی اگر شہر خموشان [illegible]
ایسا شہرہ ہی بلند ابھی سخن سنجی کا
لوگ آتے دتی مین بھی اٹکی بہر کانے کو
دیکھنا بڑھ کے مری قدر ہے اور اونسے ہوگا
جام لیتا ہون تار ہے سب کے چھلکانے کو
بحث جمشیدی سامان کی و دوش پر
پہول ابھلی ہی بن جی نہ زبن ابہارنے کو
روی انسان بیشتر کا نمونہ سمجھ
پاؤن رکھتا نہین ہی دور نہین جانے کو
آئی ہی اپنے ضعف کی تصویر آتا ہون

خبر نہین نجف و نینوا کی رتبے سے	بنائین تاج سر افلاک ان زمینونکو
لبو نسے دو گنی ہوی حلقہ دہن زیب	جڑا ہی ایک انگوٹھی پہ دو نگینون کو
ہماری آنسوؤنکی سیل ہی کوئی طوفان	پڑی ہی فکر ہمکانات کی مکینون کو
دماغ کیون نہو شاعر کا چرخ چارم پر	کہ چار چاند لگاتا ہی یہ مہینون کو
ہنسے چراغ گہر و نہین چمن مین پھول ہنسے	کبھی فلک نی کیا خوش ہم حزینون کو
کہ نہین کسی سی ہی شاعری ہی الہامی	کبھی یقین نہ آئیگا نے یقینون کو

وہ کوچۂ شعر و سخن کا ہی تنگ قافیہ بیچ
کہ سو جہتے نہین معنے بڑی زمینونکو

۳۸۳

طاق نسیان پہ نہ رکھا کبھی پیمانے کو	جب چلی ہم سو مسجد گئی بہنجانے کو
کوچہ گردی کی لیے پاؤن بنی ہین میری	سر ہے تن پر رہ دیوار سے ٹکرانے کو
اسقدر وعدہ خلافی سی بھر اٹھنہ اپنا	تمنے رکھی نہ جگہ یار قسم کہانے کو
کیا خبر تہی نہین کہتا یہ چمن بوی وفا	پہول ہم دیکھنی آئی تہی کہ گل کہلانے کو
شمع کا فندق انگشت سی ہو کا ویکھ	چٹکیون مین وہ اوڑا دیتی ہین پروانے کو
یار پیمان شکن آئیگا نہ جب تک ساقی	منہ تو کیا ہاتھ لگاؤنگا نہ پیمانے کو
کچھ نہ پوچھو اگر اک دنکا قلق ہو تو کہون	دل دیا ہی مجہی اللہ نے گہبرانے کو
دام آفت مین گرفتار کروگے کسکو	بال سلجھائی ہین تمنی کسی الجھانے کو
عاشق آزار ہو نہین مجکو نصیحت سے بھری	ذبح کرتی ہین جو لوگ آتی ہین سمجھانے کو

[illegible]

آب و دانہ سے مجھے کہان لایا	نہ ملا چین عمر بہر مجھکو

بحر ضبط فغان کرون کیونکر
چہاتی پہٹ جانیکا ہے ڈر مجھکو

۲۸۵

جان سے عشق کے بلا ٹالو	دلکو سمجہاو چاہنے والو
ذی لیاقت ہین خوبصورت لوگ	سلطنت دیکے ایک بوسا لو
ان بتون کے ہی دور مین اندہیر	مشعلین پہونکو آتشین نالو
جب مین اوسکی گلی مین جاتا ہون	دل یہ کہتا ہے بیٹہو سستا لو
ہم تمہارے غلام ہین صاحب	مہر کروالو ہمسے لکہوا لو
دیکہنے آئینگے ضرور تمہین	بیڑیان ڈالو یا مچلکا لو
اوسکی زلفون سے کوئی یہ پوچہے	مجکو کسدن ڈسوگے ایکالو
صبح کیون محتسب کا نام لیا	رندو کچہ پی لو کچہ گزک کہا لو
دوستو کیون وہ روٹہہ بیٹہے ہین	مجکو لیجا کے پاون پرڈالو
وہ نہین ہم جو تمسی چہٹ کی جبین	ہم بہی جاتے ہین تم ذرا جالو
ای نصیبو یہ بے سبب ایذا	چین پایا ہو کچہ تو بدلا لو
دشمنو کی نظر لگے نہ کہین	مجکو تم آج صدقے کرڈالو

بحر دربان جبروت ہے
ہو چکی راہ گہر کا رستا لو

ردیف واو

ردیف واو

وہ میری جو بوٹیاں اوڑائین	جر جبیں کا مرتبہ عطا ہو
دم نکلے ہجوم غم مین کیونکر	کچھ بہتر جہٹے تو راستا ہو
دنیا سے اوٹھے مریض فرقت	اے دار مسیح تو عصا ہو
سبزے مین چہ ذقن ہی خسپوش	ایسا نہو خضر سے وہ نما ہو
ہم زخم جگر نہین دکہاتے	آنکہین نہ چرا و خوش نگاہ ہو
پیش آؤ ہر اک سے آینہ وار	بیگانہ ہو یا کہ آشنا ہو
سیکہو یہ طریق آدمیت	جو چال چلو وسے نبا ہو
تلوار ابرو کی وہ خریدی	جو مفت سر اپنا بیچتا ہو
چمکے جو ستارہ بلند سے	طاؤس فلک سے مجہے ہما ہو

ای بحر نہین ہی ان تلون تیل
مفتون نہ کسیکے خال کا ہو

گل مہتاب شرمای چمن بر ہو تو ایسا ہو	۲۸۷	بشر دلباختہ ہو جای دلبر ہو تو ایسا ہو
مہکتا ہی چمن رخسار سے رنگت ٹپکتی ہی		جو غنچہ ہو تو ایسا ہو گل تر ہو تو ایسا ہو
تہو ممنون مردہ ہی کسیکا یہ تمنا ہی		مرا دل مجہکو مٹی دی مکدر ہو تو ایسا ہو
کدورت کو نکالی قلب سے صیقل گری یہ ہی		پہٹے دل کو کرے ثابت تو گر ہو تو ایسا ہو
کہان مجنون ضعیف و زار ہی ایسا کہ جیسا مین		مجھے آندہی ہی میری سانس لاغر ہو تو ایسا ہو
علائق سی ہو آزادی فقیری اسکو کہتی ہین		کفن کو بہی کہی کچہ قلندر ہو تو ایسا ہو

چھپائی آپ اپنا عیب ہے یہ جو عاشق کو — نہ تار نظر حجاب جای لاغر ہو تو ایسا ہو
پرسش کا ذکر کیا اسکے چمک قتال عالم ہے — تری ابرو کا کیا کہنا جو خنجر ہو تو ایسا ہو
مشقت کے بہت فرہاد نی جا را ترا شیرین کو — پسیجا دل نہ شیرین کا جو تیشہ ہو تو ایسا ہو
کسے مرہم سی اسکے زخم کو بہرتی نہیں دیکھا — زبان طنز کی قربان نشتر ہو تو ایسا ہو
جلاتین ہاتھ موسے اور بخانی ید بیضا — برائی مین بھلائی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو
کوئی ہمسے صفت پوچھے تمہاری ہم مژگان کی — کری خنجر سے بڑھ کر کام نشتر ہو تو ایسا ہو
بچالی موجہ آفات سے ہونا خدا ایسا — ہمارا زندگی تھم جای لنگر ہو تو ایسا ہو
پہ حسرت ہے کہ جیسے میل ہی دانتوں نکاہو تو ہنسے — ہمارا یار ہمسے شیر و شکر ہو تو ایسا ہو
کسے سے آنکھ نیچی ہو نہ میرا سر جہکی یارب — مجھے تکرار زمانی مین میسر ہو تو ایسا ہو

رعایت چاہئی ایسی کہ زیبائی ہو معنی کی
عروس شعر کا ای بحر زیور ہو تو ایسا ہو

ردیف واو

۲۸۶
بیٹھکا میری ایسی یار کا گھر کیونکر ہو — مجھ گنہگار کا جنت مین گزر کیونکر ہو
سح بھی بھی میری طرف اوسکی نظر کیونکر ہو — یاس آتی ہی رخ مہر ادہر کیونکر ہو
وے تکھنے دیتی نہیں کان رخ زیبا کو — بجلیان کوندتی ہین تاب نظر کیونکر ہو
شرط یہ بد کی رقیبو نکو ہر میت دو نہین — خود بدولت جب او ہرہون ظفر کیونکر ہو
حلقہ بزم مین اس شان سے دیکھے جو تجھے — اپنے ہالی مین تو دار قمر کیونکر ہو
حور جنت مین پری قاف مین یار ایسی — دل لگی اس سے کرین بیست بسر کیونکر ہو

وہ رقیبوں کی عیادت نہیں کرنے دیونگے
تجکو توفیق مراد در دو جگر کیونکر ہو

تلاش یار کی ای دل یہی راہ یہی سجدی مین انشے دعا ہے خداوندا اوٹھالے آپ ودا	پہر وہین کو یکو تو دربدر ہو ہمارا سر ہو تیرا سنگ در ہو قفس سے پہر سو گلشن سفر ہو

مین کیا کہتا ہون کیا سنتی ہو ای بحر
تمہارا دل کہان ہے تم کدہر ہو

آدمی کتنا ہی عریانی نہ کیونکر شاق ہو سینہ عاشق مین اتنا تو بہلا احراق ہو دیکہہ لو دو گام چلکر تم وہ سیمین ساق ہو نالہ بلبل ہو پہر صیاد کو تیر تفنگ مین مین ہے آسمان کے لاکہ قلابی ملاو ن زیست مجکو تلخ ہی ایسی ہو تم شیرین زبان ناتوانی کے سبب کٹری نہ پڑین درست تمکو اپنے دردمندونکا مداوا چاہیے جیسے نقش چاہی مضمون تو کیواسطے کوئی زندانی اگر جانے شہادت کا مزا یاد کر قرأت سی دل مصحف سے خسار کو	آئی آر کی تلی جو نخل بے اوراق ہو داغ سوزان آفتاب حشر کا مصداق ہو نقش پا چاند کی پٹر سی سوا براق ہو سنگ دانی پر جو اسکی برگ گل چقماق ہو دخل کیا اس فریسلے وس مہر کا الحاق ہو لون تمہو نہ چہڑ کتے ہو وہ خوش اخلاق ہو چاک سینہ ہو جو سودائی دل اپنا چاق ہو زلف پیچان ناگ ہی تو خال رخ تریاق ہو طفل کا حسن سراپا ہی اگر عنداق ہو طوق مین گھنٹ کر گلا تلوار کا مشتاق ہو قلقلہ نالو نہین ہو فریاد مین اطباق ہو
کیون اوٹھائی ہو قضا زندگی مہر گیا	بحر اگر تقدیر بقا رکھتی ہو تو بی باق ہو

ردیف واو

[illegible]

۳۹۳

سجدہ لازم ہی جو اوسکی راہ مین ٹھوکر لگی
پای سالک ٹوٹ کر عرش برین کی ساق ہو

ای بتو کیونکر نہو دعوی خدائی کا تمہین
گور کی روزی سمان ہو ظلم کی خلاق ہو

اپنے منہ پر خود تمانچی مار مونصف ہو اگر
صفحۂ عارض کا خط کیفیت عشاق ہو

کاتب تقدیر سی یہ التجا کرتے ہین ہم
وصل مین لکھہ دی کہ وصلی کیطرح الصاق ہو

سال بھر کے بعد بھی دیکھین اگر ابروی یار
کیون ہلال عید کا کوئی بشر مشتاق ہو

دسترس ہوجا شاید اوسکی بازیگاہ تک
ای دل صد چاک مثل گنجفہ اوراق ہو

سایۂ جانان سے پہلے مہر گھر کیون آئی ہو
گربیان اوس کے کرے خورشید جو مشتاق ہو

فال ہے بحر حفظ ماتقدم کیا ضرور
سانپ کاٹے تجکو تیری پاس اگر تریاق ہو

۳۹۴

انسان مرگ و زیست کی جھگڑے سے پاک ہو
یہ جان ہو ہوا کہین یہ جسم خاک ہو

عاشق کو اسقدر تو جنون سے تپاک ہو
تن داغ داغ ہو تو قبا چاک چاک ہو

دو چار کو جو قتل کرین اوسکی انکھڑیان
شیر و نسے ہی زیادہ غزالونکی دہاک ہو

جی چاہتا ہی کیجیے ملک عدم کی سیر
دیکھہ آئین دوستون کو اودہر جو جواک ہو

کیا ہی دوا مفید ہو بیمار عشق کو
تھوڑے سے زہر کا بھی اگر اشتراک ہو

نکتہ سی بات بات مین ہین خیر ہی یار کی
کیا غم ہی کوئی خرش ہو کہ اندوہناک ہو

اچھا کیا جو ترک کیا عشق بحر نی
دو بھر ہی کسکو جان کوی کیون ہلاک ہو

ردیف الہا

[illegible]

ہم اوس تعزیہ پر راضی ہین جس مین لطف حاصل ہو | لہو شیشے مین ہو اور محتسب یا شیخ پر دل ہو

تو وہ صیاد ہی تجکو جو دیکھون نیند مشکل ہو | نہ بہاگی طائر خواب آنکہ سی اوڑ کر تو بسمل ہو

کہان امید اعضا مین ہو پھر عہد و توانائی | نفس کو سینے مین جب آمد و شد دو بھر منزل ہو

اگر جنس صفائی دل کا کچہ رتبہ ہو عالم مین | اوٹھا کر جام اپنی ہاتہ مین جمشید سایل ہو

برابر سوز الفت چاہئی فانی و باقی سی | چراغ گور ہو بندی خدا کی شمع محفل ہو

قضا حافظ ہی کیا دہشت ہوا سے بغض سے تجکو | چراغ زندگی میرا تہ دامان قاتل ہو

اوٹھاتا ہی ستم کوئی تو امید عنایت پر | مری خون کی چھینٹی چاہیئے دامان قاتل ہو

مٹا سکتا نہین کوئی کسیکے عیب اصلی کو | کبہی تانبا سفید سیا نہین ہوتا اگر ظل ہو

بتان ہند سے دو حرف جب پڑہ لی اگر واعظ | تو مصحف طاق نسیان پر ہے پہلی حایل ہو

عدو جان مین پڑ جائنگی یار یار زاری | سمجہنا سعدی ہر شکل خارج ہو کہ داخل ہو

مثل نخ وجد کر اٹھین اوڑا ایسی تانیت | مغنی تری جنگلی کا بگولا دور محفل ہو

نصیب ایسی کہان یا رخ محبوب سے مین سے | ہماری منزل اول کلام اللہ کی منزل ہو

مقام عاشقان ہو منزل معشوق مشکل ہے | اتا لیلی کبھی مجنون اگر تا ہو محمل ہو

سجہائی نیک و بد کیا خاک کوئی بی سعد و نحو | لوسے عینک سی کیا حاصل بصارت جسکے زائل ہو

اگر بے رنج ہستی چاہتا ہی تو فقیری کر | فقیری یہی زندہ نسی نکل مردہ مین داخل ہو

تفاخر آل تمغا پر عبث اولاد آدم کو | نہین ممکن مقدر کا نوشتہ فرد باطل ہو

کوئی واقف نہین اس راہ الفت کے صعوبت سے | یہ کالی کوس وشن ہے ان جو مشعل میل منزل ہو

ردیف واو

جگر کا داغ ہو قفل در مشرق خداوندا — سحاب درد دل اپنا نقاب مہر تابان ہو

نہ دیکھی روز فرقت بجز تو غیر از شب وصلت
دعا آنکھین ہین سست عطا ہر موی مژگان ہو

کیا شبہ کہ دنیا کی علائق سے بری ہو — ٣٩٨ — زندیکو جو مردی کی طرح بنجری ہو
حیرت ہے کف خاک مین یہ جلوہ گری ہو — معلوم نہین یار بشر ہو کہ پری ہو
کیون آنسوؤن سے تر ہو یہ دامان و گریبان — آنکھین نہین تمہارے جو مروت کی تری ہو
ارمان اوسی کیا ہو شب وصل صنم کا — جو روز جدائی مین چراغ سحری ہو
بسمل کو سنبھالی سے سنبھلتے نہین دیکھا — پھر دل بیتاب کی کیا چارہ گری ہو
کیونکر نہ بگولی کی طرح گشت کرین ہم — ٹھہرے نہ کبھی پاؤن جو آشفتہ سری ہو
تقدیر سے کیا زور ہے لیکن وہ گدا ہون — در بند کرون مین جو مجھی دربدری ہو
ناراض ہے ان کیا قافلۂ اشک کو روکون — راضی ہون اگر جان حزین بھی سفری ہو
سمجھاتی ہین سب مجھکو سمجھتا نہین تو بھی — کیونکر نہ وہ تڑپے جسے درد جگری ہو
دہو ڈال اسے آنسوؤن سے اے دل محزون — اس نقش محبت مین اگر بی اثری ہو
بیتاب ہون موج کی صورت یہ ہوس ہے — مانند حباب اوسکی ہوا دل مین بھری ہو
کب یکہ سکون گل کو جو تقدیر مین ہے داغ — جب فصل چمن آئی تو بے بال و پری ہو
دکھلائی بہار اپنی جو دیوانہ ہین اپنا — پتھر کا نشان تن پہ گل نیلفری ہو
اوس وقت مجھی طاقت پرواز ہوئی ہے — جب ایک بھی پتی نہ در تخت مین ہری ہو

ایسا کچھ انقلاب کر اے چرخ واژگون
آنے کو گھر ہو یار کے جانیکو در نہو

خالق نے نافِ آنکھ کی صورت بنائی ہی
دیکھو کا مجھے کمر پہ ہے تار نظر نہو

میرا شباب گذری شب وصل یار مین
جبتک نہو نہین بیر اٹھے سحر نہو

مستی پہ دانت پیستی ہین لوگ کسطرح
سرمے کو دیکھتا ہون کسیکے نظر نہو

جو ٹر یکی بات ہنسی ہی کھلی اوسکی ناز کی
چھوٹی خیال مین ہے وبال کمر نہو

مشاطہ سی یہ عقدہ کھلا فتح پیچ کا
مر جاے کوئی جنگ محبت کی سر نہو

وہ زہر عشق گیسوی محبوب مجھین ہے
کاٹے جو سانپ ہی تو سر موا اثر نہو

چمکے یہ برق آہ جو نیسان کے ابر مین
پھالا پڑی صدف کے جگر مین گہر نہو

تکتا ہون چشم یاس سی دیوار باغ کو
صیاد یون ہا کوئی بے بال و پر نہو

ای بحر اپنے حال مین ہر ایک مست ہے
وہ کسکے بے خبر جسے اپنی خبر نہو

۲۰۱

راتدن رو ہی اشکو نہین اثر ہو کہ نہو
لب پہ فریاد رہی اوسکو خبر ہو کہ نہو

خواب شیرین ہی اگر آج سلا جائی اجل
میٹھا میٹھا مجھے پھر درد جگر ہو کہ نہو

دشت مین خاک اڑاتی ہین بگولی پر بر
غم مجنون نہین کوئی خاک بسر ہو کہ نہو

دلکو لگتی ہے تو انسان سمجھتا نہین کچھ
نالی کرنے سے مجھی کام اثر ہو کہ نہو

رات کا وعدہ نہ اسوقت مین فی پیر رکھو
ہون چراغ سحرے مجکو سحر ہو کہ نہو

کاردانی پہ نہین دولت دنیا موقوف
بخت انسان کی اچھی ہون ہنر ہو کہ نہو

کیا ہی منصور کو جھنڈی پہ چڑھا رکھا ہی
کوئی حق بول کے آفاق میں بدنام نہو

شیشۂ دلکا جو طالب ہے تو لی ایساقی
اسمین سوراخ بھی اک ہی مجھے الزام نہو

کھوٹا پیسا بھی بُری وقت مین کام آتا ہی
داغ دلمین بھی کیسے مین اگر دام نہو

دم نکلتا ہی کسی سبزۂ خط پر اپنا
خضر کی ہاتھ کہین موت کا پیغام نہو

شب محشر کے نہونیکا یقین آی مجھے
مجھ سیہ کار کی جانی سی اگر شام نہو

توڑ لائے جو کوی پھول چمن دن ہار ملی
توڑین ہم عرش کے تارے بھی تو انعام نہو

خلطۂ اجلاف سی کہتی ہو توبس چپکی رہو
خاص کیا تمکو کہین سے یہ خبر عام نہو

ہم ہین شاگرد خدا اپنا عقیدہ ہی یہی
سحر مصرع بھی موزون ہو جو الہام نہو

تام کو ای گل رعنا ہی چمن مین خوشبو
بھردی اللہ نے سب تیری بدنمین خوشبو

یار جیسے ہی تری گوری بدنمین خوشبو
نہ تو نسرین مین ایسی سمن مین خوشبو

روح عنبر مین نہین زلف کی لٹ کا عالم
مشک چین مین ہے کہان جو ہی شکن مین خوشبو

خط رخسار سے بھی رنگ بگڑا اوسکا
اب انناس کی ہی سیب ذقنمین خوشبو

بیشتر عطر کے شیشے کا دہن تنگ ہے
یہ نہ بویا جو ہی تیرے دہنمین خوشبو

یار اوڑھی جو محرم مین دوپٹا کا لا
مشک کے آئی شہیدون کی کفن مین خوشبو

دانۂ مشک مین دندان مسی آلودہ
نافۂ آہو کی ہی صاف اوسکی ذقنمین خوشبو

نافۂ آہو کے لیے داغ جگر بنجائے
زلف جانانکی اگر پہونچی ختن مین خوشبو

قطعہ

دل کو غم فرقت نہ دکھاؤ پھر تو نہیں ہوتا فلک سے بسمل

اہل دنیا میں جو تھی آہ و فغان ہونی دو

تھا آنسو جو ہی آنکھو نسے روان ہونی دو

کبھی تو ہی تپتی دو ہی جان آذر ہونی دو

رات باقی ہی ابھی کہنے لپکی آواز

بابل پردہ ہی تھی جا بلادان ہونی دو

ضبط اچھا نہیں ہو بکا دوان ہونی دو

انکھیں بھوئین ہی کہین کہین پر بہی

مست ہو جا بر آگ تیئی رونق

نوجوانی کا مزا کوئی خرابات میں ہی پیر مغان ہونی دو

آزمائش کے نظر ہی عشاق جہان ہونی دو

یار سینے سے لگا ہو تی سنان ہونی دو

اب نہ رو کو اسے رسوائی جہان ہونی دو

قطرہ فشانے کیا اسے آنکھہ	ایسے برسو جل تھل بھردو
بلبلہ صیاد آج خفا ہے	حلق چھری کے نیچے دہردو
جان اون آنکھو نسے نہ بچی کے	یہ بھی ادہر تنہا وہ اودہر دو
دم کی آمد شد کیا کہیے	ضعف کی راہ ہے مین یہ سفر دو
اپنا گلا خود کاٹتے ہین ہم	دم کو چھرے کے تلے بیدر دو
جان و مال فدا کرتے ہین	فکر و تردد اسے نامرد و
عرض یہ ہے نقاش ازل سے	حب کی نقش مین یار کو گہر دو
دولت دل تم کو حاضر ہے	خط غدار تمسک کر دو
شکر گذار بہر صورت ہین	زہر ہمین دو یا شکر دو

آنکھون مین ہے مواد گریہ

• بحر ان پہوڑون کو نشتر دو

دسے سمجھونگا اسی دشمن جان ہونی دو	٢٠٦	زہر کہولونگا و اپنی خفقان ہونی دو
آنکہ بہلا دسکی اشارونپہ دوان ہونی دو		سلکے ابرو و مژہ تیر و کمان ہونی دو
میرے دل کو ہدف تیر نگہ کرتے ہین		اور مجھی بہی اشارہ ہی کہ ہان ہونی دو
آگ بھڑکی ہوی ہی مجکو نہ سمجھای کوی		جان کا مال کا ہوتا ہی زیان ہونی دو
ہر طرح ہم دل ناخم کو سمجھالین گے		داغ موجود ہین پہولو نکو خزان ہونی دو
اسم اعظم کا اثر غیر کو دکھلا دینگے		یار کا نام خدا ورد زبان ہونی دو

وصل مین ناز کہ غیر کا نہ کہو

خوش کیا ہے تو تجھ بن خفا نہ کرو

زلفون پر پیچ پیچ بلا نہ کرو

ان بلاؤن مین پہنسا بات نہ کرو

میری اپنی سے کیا نہ کہو

بات اغیار کی نہ سنا نہ کرو

ملفوف و جگہ نہ کرو

ہم بھی جا اون کہین پہ ... نہ کرو

اے طبیب ہا ہی ... نہ کرو

سب آنکھون تلے ... نہ کرو

سر کہلا کہ بیتاب ... نہ کرو

جب لینے و ... نہ کرو

حرف نہ ... بخطر ... نہ کرو

جان صدقے کرون جو قدر نہ کرو

دل میں ہمین دون اگر دغا نہ کرو

سبھی

[illegible]

کون کہتا ہے تم جفا نہ کرو مجکو اس تیر کا نشانہ کرو تلخ باتون سے بے مزا نہ کرو دوستو یار کو روانہ کرو مجکو بیٹھا اگر بہانہ کرو	ق	کبہی فریاد تو سنو میری غیر پر کیون نگاہ کرتے ہو دو گھڑی کے لیے ہم آئے ہین ایک پرزے پہ لکہ کے یہ دو حرف جلد آؤ کہ دم نکلتا ہے

بحر شاکر رہو مقدر پر
کس و ناکس سے التجا نہ کرو

بسمل ہو دی خدا نے مری دل کی آرزو بہر دی پیالہ ہی ہی سائل کی آرزو دو ڑا رہی ہی صاحب محمل کی آرزو کو سون ہے ولسے دور ہی منزل کی آرزو گو یا طلسم بند ہی عاقل کی آرزو لیجا ہی گی قفس مین عنادل کی آرزو ہے کشتئے تباہ کو ساحل کی آرزو مانند داغ دلمین رہی دل کی آرزو برلا ئی تم نہ ایک بہی مائل کی آرزو جسطرح لنگ پا کو ہو منزل کی آرزو	۴۰۸	کیا منتقل ہوئی بت قاتل کے آرزو ساقی چلی بہار رہی دل کی آرزو کیا کیا بگولے اوٹہتی ہین مجنون کی خاک سے تقدیر مین ہی وادی غربت کے سیر ابہی کیا آئی وہ پری نہین چلتا ہے کوئی نقش اتنا مجھے اشتیاق گلون کا نہ چاہیے آغوش یار کے لیے وارفتہ دل ہو نہین اکدن ہوا نصیب نہ بوس و کنار یار مشتاق دید سیکڑون آئے چلے گئے حسرت ہے کوی یار کی یون مجہ نحیف کو

ردیف ہای ہوز

ردیف الف

۴۰۹

لا ئی تشریف کس حجاب کے ساتھ
منہ پہ آنچل ہے نقاب کے ساتھ
کیا بڑی ہوت ہے جدائی کے
جان دی ہے کس عذاب کے ساتھ
جنس تقوی کی ہے کس نفاست کے
لطف پرواز [illegible]

[illegible]

غیر دنبال یار پھرتا ہے
بخدا کتنے بدمزاج ہو تم
نہ ہو نہین تو ایک دم نہ جیون
یہ بڑھا پا یہ میرے او باشے
پلہ چشم مین تمہارے دانت

ذوذنب بھی ہی آفتاب کی ساتھ
بات بھی کی تو اک عتاب کے ساتھ
دفن ہو مین خم شراب کے ساتھ
منہ کو کالک لگے خضاب کے ساتھ
ٹل گئے گوہر خوش آب کے ساتھ

رزق بالای آسمان ہے بحر
کیون ہو چکر مین آسیاب کے ساتھ

۲۱۰

چاہیے اور بھی تمہین بیداد کے ساتھ
حسرت اپنی ال نا کام مین بس ہی تھی یہ بھی
کسطرح دام قفس سی ہو رہائی مجکو
طرف دشت جبل ہم تن تنہا نکلے
یہ بھی صحبت کا اثر ہی کہ کبھی خوش نہ ہوی
کھینچ دے یار کی تصویر اگر وہ مجکو
کون آوارہ غربت کا ہوا ہی ساتھی
طوق و زنجیر سے وحشت مری کم ہوگی
دمبدم مجکو رلاتی ہی یہ تیری الفت
ایک اک بات یہ برہم ہوا جاتا ہی مزاج

نکل آیا کرو گھر سے مری فریاد کی ساتھ
زندگانی ہو بسر کوی پریزاد کے ساتھ
آب و دانہ مری قسمت کا ہی صیاد کے ساتھ
نہ گئے قیس کی ہمراہ نہ فرہاد کے ساتھ
کیون نہ بانی مین ہم آئی دل ناشاد کے ساتھ
بندہ بنکر رہون تا عمر مین بہزاد کے ساتھ
گل کو دیکھا ہی کبھی نکہت باد کی ساتھ
ایک فصاد بھی بلوائیے جلاد کے ساتھ
اشک آنکھون مین بھر آتی ہین تری یاد کے ساتھ
ربط کچھ خوب نہین اوس ستم ایجاد کے ساتھ

رکھتا جو سوزبان صفت شانہ آئنہ	۴۱۲	کہتا کچھ اوسکے حسن کا افسانہ آئنہ
ہر وقت ہے مصاحب جانانہ آئنہ		ہے کوئی نقش جیب کا مگر خانہ آئنہ
کیا آجکل مٹے ہین وہ اپنے بناو پہ		ہاتھو نسے چھوٹتا ہی نہین شانہ آئنہ
نظارہ چشم پاک سی کر باغ حسن کا		زنگار سے ہی سبزہ بیگانہ آئنہ
دندان یار کا جو کبھی عکس پڑ گیا		ہر جوہر اپنا پای کا دردانہ آئنہ
حسن صفا سے زیب ہے سطح قلب کی		جس شکل سے ہو زینت کاشانہ آئنہ
شوکت نمائی ہین ھی سکندر ہر اجنون		حیرت فزائی مین ہرا ویرانہ آئنہ
واعظ نہ دیکھی روے صنم کو تو کیا عجب		اعمی کے سامنے کبھی دیکھا نہ آئنہ
مجھسے فقیر کی جو حضوری نصیب ہو		ملک سکندری کرے نذرانہ آئنہ
اللہ رے جمال کہ حور و نکو رشک ہے		کوثر رخ صنم ہے تو پیمانہ آئنہ
تصویر وار عشق مین بھولا ہون ایسا ہیچ		نا آشنا ہی شانہ تو بیگانہ آئنہ
اک جلوہ جمال پہ اتنا ملال کیا		آنکھو نمین خاک ڈال کے دکھلا نہ آئنہ
جرم نظارہ پر نہ کہین صاعقہ گرے		اتنا جمال کی مجھپہ تو چمکا نہ آئنہ

جکڑا ہی جوہرو نے سلاسل مین سربسر
ای بحر کس پری کا ہی دیوانہ آئنہ

ردیف یای تحتانی

کوچو نسے نابلد ہون چلو نمین کدہر کی راہ	۴۱۲	ای خضر عشق تو ہی بتا اوسکی گھر کی راہ
تو دیکھ میری وصل کی شب مین سحر کی راہ		ای شمع دیکھتا ہون مین تیری سفر کی راہ

سجدے عاشق نے کیے تلوار کی محراب مین — آب خنجر سے وضو ٹھنڈی ہوئی ہادے کے
کار شیرین مین بہت اپنا لہو پانی کیا — شیر بر دریا ہی خون سر فرہاد کے
دشمن بازو قوی پر ہاتھ پڑ سکتا نہین — شہر کے نیچے سے چھلکے چھوٹ گئے صیاد کے
کل سفر در پیش ہے زاد اپنا اپنی ساتھ لو — سائلو نکو وہ یہ پوچھا دینگے سرپلاد کے
طالع منحوس کیا کم تھی تباہی کے لیے — چرخ کیون درپے ہوا مجھ خانمان برباد کے
آمد محبوب شادی مرگ مجھکو ہو گیی — آشنا پر سادین اب بیدے مبارکباد کے
وای ناکامی کشاکش مین پڑا ہون ایسے جیون — ہین کبھی فصاد کے ہاتھون کبھی جلاد کے
طرہ شمشاد سے بالا ہی اپنا سلسلہ — ہین مرید اک سرو قد کی پیر ہین آزاد کے
دور پڑتے ہین اودہر پاتی ہین اوسکی بو جدہر — ہم بھی ہین برباد پیچھے نکہت برباد کے
ہے بھی اوسکی خوشی عشاق جلجل کر مرین — نقل شادی ہین یہ ہوسینہ ناشاد کے
ایکدن تو مسکرا کر چار آنکھین کیجیے — کچھ تو آنسو پونچھیے اس عاشق ناشاد کے
لٹ گئے باشندگان لکھنو گھر کھو گئے — خاک اوڑاتی ہین بگولے خانہ برباد کے
نور ایمانی کو کفرستان مین ہے بھی فروغ — جھاڑ کر جا گھر مین دشمن ہین حسین آباد کے
کون سنتا ہے کھین کس سے ہم اپنی سرگذشت — قصہ یعنی ہی مجمل لفظ ہین روداد کے

جو بزرگون کی چلن پہ ہے وہی ہی کامیاب
چومتے ہین قدم ای بحر پیر او ستاد کے

منزل قریب ہوگیی راہ بعید کی | ۶۱۵ | ڈوری کہنچی سفر مین حبل الورید کے

رباعیات

آواز نفس مین ... (partial)
ہم عاشقون سے رتبہ شہادتکا پوچھیے
جسم پیچری گلے سے ملی ہمی عید کی
تلوار باندہ کر نکلے تاوہ قتل عام
اسواسطے قتل نے کرنا پدید کے
بازار عشق مین کوئی سودا نہین پڑا
ہم اوسکی ہاتہ بک گئے جیسی خرید کی
یہ حال ہے بیمار رہا ہون سو مجھ
پاپیر سے پہچے خبر ا ... مرید کی

دلفگاران خزاں اچھی ہوئی آئی بہار
سبز ہے پتے ہوا ہی ہیں کیا ہم زنگار کے

کم ہوئی اپنی نہ وحشت موسم طفلاں شل ہوے
پتھر و نسی خالی دامن ہو گئیں کہسار کے

سر کرے گا لشکر اسلام کو حسن صنم
دوش پر زلفیں نشاں ہیں لشکر کفار کے

خانہ دل جلوہ جاناں سے جب روشن ہوا
آئینے حیرت نے دکھلائی در و دیوار کے

سبزہ خط عارض رنگیں پہ جب پیدا ہوا
نقش باطل ہو گئے گل تختہ گلزار کے

ہم سمجھتے ہیں پھنسا ہی مرغ عنقا دام میں
اے صنم تیری کمر حلقے میں ہی زنار کے

ہر تڑپ میں جلوہ طاؤس آتشباز ہے
مرغ دلکو پر لگے ہیں آہ آتشبار کے

اپنی باغ زندگی میں پھول زخموں کے کھلے
شاخ گردن سے ہمیں ہاتھ آئے پھل تلوار کے

آبجو اسکی روانی کو نہ ہرگز پائے گی
موج سے آگے قدم بڑھ جائیں گے رفتار کے

جبکہ اپنے سر میں مرکز داغ سودا بن گیا
شوق گردش نے قدم پیدا کیے پرکار کے

جامہ تن ٹکڑے کر حاجت رفوگر کی ہوئی
ہم گریبان گیر ہوں گے زخم دامندار کے

عاشقی اک کوہ ہے بوجھ اٹھ سکتا نہیں
کھیل بیٹھا جان پر فرہاد ہمت ہار کے

تابش خورشید داغ ان تنوں کی روح نے
دھوپ کھائی راہرو نے سائے میں دیوار کے

برق بیتابی سے انگارے ہیں میرے استخوان
پر شرر بنکر اڑیں گے مرغ آتشخوار کے

شمع روشن ہے کسکے قامت پر نور کے
خانہ دل میں لگی ہیں آئنے رخسار کے

کس سے جا کر پوچھیے یہ دل ہے یا بسمل ہے کچھ
عاشق ابرو ہیں ہم یا کشتے ہیں تلوار کے

روح پروانہ ہی ابتک اوس بت پر نثار
ہوتا ہے
نشاء ہین کرتا ہون اکثر عالم بالا کی سیر
چار بالشت امارت جا آسایش نہین
ہجر مین سوراخ کرتی ہی جگر کو بانگ نے
کیون مری اعمال کا پشتارہ کرتی ہین ملک
مال دنیا کی حلاوت مین بشر غافل نہو
کیا دل عاشق تری ست جنائی سی چھٹی
تیری خوشبو سی دماغ دل معطر ہوگیا
کبریائی حسن کی دیکھی اگرچہ ہو سواد

شمع مرقد سے نمایاں ہے تجلی طور کی
نردبان آسمان ہر پل ہی انگور کی
چار تختو نکی تلے ہی خوابگہ تیمور کی
زخمہ ہی تار رگ جانکو صدا طنبور کی
بار عصیان توڑ ڈالی گا کمر مزدور کی
اشرفی الدن خلش و کہلای گی زنبور کی
پنجہ شاہین سے آزاد ہے طاقت عصفور کی
تیری چوٹی مشک کے گردن ہے کافور کی
خال کے نقطے مین ظلمت ہے شب دیجور کی

دن بھر وصل جانانکا جو رہتا ہے خیال
رات کو غفلت سی سوتا ہون بغلمین چور کے

۱۹۴

خار ہین نشتر ہین نالی دل غمناک کے
منکشف حال ہوا حرص جسد مر گیا
توسن قاتل بھڑکتا ہی نہ تڑپو بسملو
ایک عالم ہی خریدار لب لعلین یار
ظلم سہنا اف نکرنا واہ ری اخفای آہ
چشم عبرت سے نظارہ کیجیی باغ و بہار

پہوٹ جائینگے کسیدن آبلی افلاک کے
خاک کی پتلی نظر آئی بگولی خاک کے
مشکین بند ہوا و گے کوڑی کہاؤ گی فتراک کے
سنگریزون کے ہین قیمت بڑ نگین حکاک کے
مین کرون نالی تو سو منہ ہین گل صدچاک کے
گلکے خرمن آج ہین کل ڈھیر ہین خاشاک کے

ردیف ہا

دو نینگ یا کہ پیچ سے دہن کی

وہ زلف ہی گورے منہ پر آفت
اسے سحر نماز پڑھ کہن سکے

۴۲۱

ہوا بدل گئی پیری مین نوجوانی کے
بہار دیکھ چکے باغ زندگانی کی

رواروی ہی اب ایام زندگانی کی
سفید بال سحر ہین شب جوانی کی

دکان اوٹھائی وفادار لوگ بیٹھ رہے
کسی نے جنس وفا کی نہ قدر دانی کی

ہوئی نہ ہاتھ حمائل کسیکی گردن مین
چڑہی نہ بیل منڈھے گلشن جوانی کی

نصیب سے طاہی اہل رزق کی بند مین بکیا
ملے صدف کو نہ دریا ہی نہ پانی کی

ہین جان دینے کو ہون مستعد کسی سے
کہ خواب مرگ کو حاجت نہین کہانی کی

خفا ہیں سبہی اوسکی موت آ پوچھی
خدا نے بھی صنمونکی مزاج دانی کی

لحد کے منہ مین گئی اپنی استخوان افسوس
کبھی نہ یار کے کتے کی میہمانی کی

ادا و ناز کی چھریون تلے رہی شرقت
تمہارے ساتھ بہت ہمنے جانفشانی کی

دہرے رہینگے پھپکیتوں کے شب ہی گنتکے
رکے گی چوٹ کسے سے ناگہانی کی

مشاہدہ رہا حرم فثم وجہ اللہ
صدا سنی ارنی کی نہ لن ترانی کی

مجھے تو بات کے قابل نہ عشق نے کہا
جو منہ لگایا کسی نے تو مہربانی کی

عدم کے حال سے واقف ہین جیب اہل عدم
کمر نے دی ہی خبر تیرے بیدہانی کی

ہمارے دست لئیر ہوئی صبح سحر سے کشتے
سفید دیو سے رستم نے پہلوانی کی

شمار ہوتا ہی تیری گناہ نکا ای سحر
فرشتے گنتے ہین ایک ایک بوند پانی کی

میری صورت سے اگر نفرت نہین
کیون بدل جاتی ہے رنگت آپکی

اب کہان شل عناصر اتحاد | چار دن وہ ربط باہم کر چکے
اتنو زلفون کو نرکھو فرد فرد | دفتر عالم کو برہم کر چکے
خاک اب ان آنسوؤنکو رو کیجے | ہمین رسوائے عالم کر چکے
دیدہ و دل تھی بدولت عشق مین | روئے برسون تو ن غم کر چکے
وہ ہمین ملتا نہین کیا کیجیے | اپنی سے توجہست وجہ ہم کر چکے
واعظو جو چاہو فرماؤ ہمین | بیعت پیر مغان ھم کر چکے

بحر مستغنی ہین فکر شعر سے
گوہر معنی فراہم کر چکے

۴۲۴

برنگ گل جگر و دل فگار دیکھ چکے | لگا کے باغ محبت بہار دیکھ چکے
کہین نہ ماتھی پر افشان ہوتی صندل جیب | اوڑا وڑا کے ہم اپنا غبار دیکھ چکے
چھپا ئین درد دل اب کیا کہ صورت شبنم | ہماری اشک فشانی ہزار دیکھ چکے
لہو شراب کی صورت بدنسی کھنچتا ہی | ہم اپنے نشارکا ساقی خمار دیکھ چکے
مثل ہے بلبلو کیا اوجڑی گاؤ نیا تا | اب آشیانی وٹھاؤ بہار دیکھ چکے
بغلمین یار کو کھینچا نہ ایک دن تو نے | تری کشش بھی دل بیقرار دیکھ چکے
صنم کی نہچی مین دل نہی الی قبضی مین جان | نہین ہی کہنے سے ہمین اختیار دیکھ چکے
جو بات کل تھی ملاقات مین وہ آج نہین | برا نہ مانیئے دل کا پیار دیکھ چکے
نہ شام قبر کی وحشت نہ صبح حشر کا ہول | فراق یار کی لیل و نہار دیکھ چکے

ردیف یای تحتانی

۴۲۶

بادہ خوارونکو ہی مرغوب لہو سا ونکی
ساقیونکی بہر بہی گلزار مین جہوبن کہلا ہی
جہولے پڑجائین لٹرین تخت پہ پیرا دون کے
چہڑیان ہہنو دوپٹا کوی سالو رنگوا و
کبتلک آئیگی گہٹا چمکیگی بجلی کبتلک
جسنے روتی مجہی دیکہا ہوا وہی سمجہی

کالی بوتل نظر آتی ہی گہٹا ساونکی
ساقی آئین کبہی آنکہونمین عما ساونکی
رت پہر آئی کہین ای یار خدا ساونکی
راہ تم دیکہو نہ ای حور لقا ساونکی
کچہ خبر ہے تجہے ای باد صبا ساونکی
میری آنکہونکی جہڑی بڑہ کی ہی ہے بلا ساونکی

اک اک پر دل وارفتہ بسپار رہتا ہے
دیکہون گلمہندیونکی سیر گیندونکی بہار
تازگی بخش ہے یہ روح و جسد حق مین
جوش گریہ سے یہی کہ مین خود کہتا ہون
اس سے بہتر کوی موسم نہین اللہ اللہ

سبزۂ قلب ہمارا ہی حنا ساونکی
گل کہلاتی ہی عجب نشو و نما ساونکی
کہا وجی بہر کی ہوا مثل تجلا ساونکی
صف مژگان نہین لاتی ہی گہٹا ساونکی
کیا ہوا دار ونے باندہی ہی ہوا ساونکی

بحر گلگشت مین ضایع نکر اوقات اپنی
طائر دلکو بہنبہیری نہ بنا ساونکی

۴۲۷

دکہاتی ہی دل پر محبت کسیکی
نہ پوچہو یہ ہین سکہ داغ کیسے
پرارمان احباب دنیاسی اوٹہی
یہ عالم ہی اپنا کہ کہتا ہے عالم

کہ آنکہونمین پہرتی ہی صورت کسیکی
یہ دولت ملی ہی بدولت کسیکی
فلک نی نکالی نہ حسرت کسیکی
الٰہی نہو ایسی حالت کسی کے

ضرور آنکھین وہ ہونگی رخنہ پرداز
گنہ ٹھہرے ہماری بیگنا ہی

بنے جب جان پر بھاگی عناصر
مرے سر پر جو اوڑنی کا کیا قصد

سلامت ہین ابھی پردے حیا کی
سزا وار آج ہم بھی ہین سزا کے

ہمارے دوست تھی یہ انتہا کے
مرے شامت نی پر باندہی ہما کے

صنمخانے سے مجھ ابتک نہ آیا
مسافر آے کبکے کربلا کے

زاہد سناون صفت جو اپنی شراب کے
کاغذ سیاہ کر کے چلا ہو نہین گور مین

روینگے میری قبر پر ایام زندگے
بر وقت ملتی اور جدا ہوتی وقت پر

واعظ جو بنتی منبر و تیر فکر کرتی ہین
ٹھنڈی ہوا ہی آج چلو باغین مین

گو آج محکلی مین و کیلو نکی ہے بنی
اعجاز حسن مینی ورخ نے دکھا دیا

زلفونکو پڑ گیا ہی مزا قتل عام کا
کس باد کش کی بخت نہ پیر اولٹ گئے

وہ گورے گورے گال جو زلفوں مین چھپ گئے

۲۲۶

پڑھنے لگین درود فرشتی ثواب کے
تختے کہین نہین نہ شکنجے عذاب کے

ناشاد و نامراد گئے دن شباب کے
ہم تم ہوی نہ عاشق و معشوق اب کے

بالکل جا شیشے ہین ہمار کتاب کے
بھر کر گلا ہوئے قسمے کٹوری گلاب کے

جھگڑے نہین کل پڑینگے سوال و جواب کے
دو ٹکری آشکار ہین ایک آفتاب کے

برسا رہی ہین خون یہ ٹکڑی سحاب کے
او نہی پڑی ہوی ہین پیالی حباب کے

گل ہوگئے چراغ شب ماہتاب کے

کیا شاخ سوختہ کو ہوس برگ و بار کی

ردیف یا

۴۳۱

خلش ابھی نہین یہ دلبر کے
غیرنے کی ہے آتش افروز سے
خوش ہین غیر ہم رہین ناخوش
اونکی آنکھونمین ہین کھٹکتا ہون
آکے اک روز ساتھ سو رہیے
جھوٹے وعدی پہ سیکڑون قسمین
آدمی سر اوٹھا نہین سکتا
ہے نگینہ ہر ایک عضو بدن
جسکو کہتے ہین لوگ صافدلی
اس ادا سے پلک جھپکتی ہے
آہ کیون روی نے اثر آنسو
دیکھکر اوسکے حسن شیرین کو
جسم مین ہے گلاب کی خوشبو
تیز ہے عشق ابروقاتل +

زیست دو روز کی ہی دوپہر کی
پھلجھڑی چھوٹتی ہی اب شر کی
ہے یہ مرضی ہمارے دلبر کی
یہ بھی کاوش مرے مقدر کی
جاگی قسمت ہمارے بستر کی
چھت ہی مضبوط آپکے گھر کی
ضرب گھن سے زیادہ ہی زر کی
تمکو کیا احتیاج زیور کی
ہے وہ جاروب کش مری گھر کی
دلمین چبھتی ہی نوک نشتر کی
آبرو کھوے دیدۂ تر کی
پھیکی رنگت ہوی گل تر کی
اور بالونمین مشک وعنبر کی
ہرنفس مین برش ہے خنجر کی

بحر کیون لوگ اسکے طالب ہین
کیا بندہا ہے گرہ مین گوہر کی

اوسنے نہ ل چلا بیچ اونکی ہوا لگی	۴۳۲	بس پہر کی دیکھنا تھا کہ بجھی بلا لگی	

قصر فردوس سمجھے ہاتھ اوٹھا بیٹھیں
تیرے دیوار بدیوار جو گھر ہاتھ لگے

اس زمانی میں نہیں کوئی خریدار کمال
ید بیضا بھی اگر ہو تو نہ زر ہاتھ لگے

کیا ہی چڑھتا ہی نظارے سے بیمار صبا
ذبح کر ڈالے اگر تیغ نظر ہاتھ لگے

ہمنے ڈھونڈھا تمھیں ہستی سے عدم تک کیا کیا
نہ ادہر ہاتھ لگے تم نہ اودہر ہاتھ لگے

اپنا اپنا یہ نصیبہ ہی اجارا کیا ہی
خال رخ اوسکو بھی داغ جگر ہاتھ لگے

روئیں کیا عشق کی تاثیر کو ہم خوش طالع
اشک بھی آنکھ چرائیں جو اثر ہاتھ لگے

کبھی سمجھی رگ جان کبھی تار نگاہ
مصرع قد ہیں نہ معنی کمر ہاتھ لگے

شراب مانگیں گے خضر سے طلب آب بقا کرینگے
سفر میں لطف زندگی تھی حضر میں جسکی کیا کرینگی

فقیر میخانی کی ہیں ہم بھی امیدوار اوس ساقی سے
ملیگا ساغر تو پانی پی سکی تیری حق میں دعا کرینگے

ضعیف آئی گئی جوانی کی تو انی کی ہمسے بیوفائی
نہ دست پا تھی نہ ہی کی خبر تھی سب دعا کرینگے

جو کچھ وہ فرمائیں سب بجا ہی ہماں ہمارا جو کام ہوگا
اودہر تماشا ہی دہر فا ہی وہ کیا ہمارا گلا کرینگے

بلاوں کے سامنے ڈٹیں گے قدم میدان سے ہٹیں گے
اوسکی کوچی میں بیٹھنگی جیسیں گے جبتک وفا کرینگے

ہوئے ہیں عشق بتاں میں کافر کنشت میں جائینگی مقرر
کرینگی سجدہ بتوں کی در پر نماز اپنی قضا کرینگے

نہ مانیں گے ہم کسیکا کہنا کسیکا ہمنے کہا نہ مانا
دل تو کیا ہی جو لینی چاہا تو جان اپنی فدا کرینگے

کہاں یہ تقدیر میں رسائی کہ نقش جبیں چلو تمہاری صنم کی
اگر میسر آستانہ ہوئی تو سجدہ شکر ادا کرینگے

نہ پوچھی جو ستم میں ہم پر لبوں پہ آئی ہی جان مضطر
یہ کیا خبر تھی کہ دوست ہو کر ہمیں گے دشمن جفا کرینگے

[illegible]

اگر عشق رکھتا ہی تو عقل کھووے	یہ دونون رہینگے تو لڑتے رہینگے
بُرے دن بُری ساعتین عشق ہین ہین	سب احباب ہمسے بچھڑتے رہینگے
وہ سر کاٹ ڈالین ہمارا تو کیا غم	غرض ایسے ہی پاؤن پڑتے رہینگے
کہین عاشقونکا ٹھکانا نہین ہے	زمانے مین بستے اوجڑتے رہینگے
جنون نے تماشا بنایا ہے ہمکو	دریچے نکے پردے اودھر اڑتے رہینگے
کبھی زلف سے ہو سکین گے نہ سر بر	اسی پیچ سے ہم بچھڑتے رہینگے
نہ خط بھیجنا ہمسے موقوف ہوگا	کبھی ترکی شمشیر اوکھڑتے رہینگے
جو کچھ ہمنے چاہا اونھون نے نچاہا	ہم اس مسئلے مین جھگڑتے رہینگے
غم و درد زیور رہی ہم عاشقونکا	نگین وہ انکے دلمین جڑتے رہینگے
قدم میکدے سے نہ نکلے گا باہر	یہین نشا مین گرتے پڑتے رہینگے

جدائی مین ای بچھڑنا بھلا ہی
جیین گے تو خفت سے کڑتے رہینگے

خاک تسی کوئی کچھ ایری جانی مانگے	داغ چھلیکا اوسے دو جو نشانی مانگے
آب شمشیر اجل کے ہی تری ابرو مین	جسکو بیمار او تاری وہ نہ پائی مانگے
کیا اجارا ہی محبت مین نہی یا نہیے	اس علاقی کو حسینونسے امانی مانگے
صدوہی سال کی خواہش کری کوئی ضعیف	بدلے اس سن کے وہ الکدن کے جوانی مانگے
کھینچ دے یار کی تصویر کسطرح مجھے	اوڑکی لاؤنی رق مھر جوانی مانگے

ردیف یا

[illegible]

نہ پونہچی چمن تک خزان آگئی
دلوں تکے کنول کھل کے کمہلا گئے
کسیکی وہ زلفین جو یاد آگئین
مرے سینے پر سانپ لہرا گئے
فلک ابر کیطرح پھٹ جاے گا
مرے نالے جس روز ٹکرا گئے
ہر اک بات کی تہ سمجھنے لگے
بہت دور ہو ہم تمہیں پا گئے
ہوا دھوپ مین بھی نہ کم حسن یار
کنہیا بنے وہ جو سنولا گئے
نہ جوبن اوبھرنے دیا نازنے
دوپٹا جو سر کا تو شرما گئے

میاں ہجر کیون چپکے چپکے ہو آج
جو جہان آئی تھے وہ کیا گئے

۴۳۹

اڑتی ہوئی جو فصل خزان کی خبر گئی
رنگت گلون کی پھرے سے پرواز کر گئی
حال مسافران عدم سوجھتا نہیں
کیا گرد کاروان مری آنکھوں مین بھر گئی
سڑ پونگا ہین لحد مین جو ہونگی وہ بیقرار
مین مرگیا بلا سے انہین کیون خبر گئی
قبر قتیل چشم کا سبزہ نہ چرنی آے
تھے چشم اپنے ایسے غزالونکو چر گئی
پیری مین اپنے دانت گرے ٹوٹ ٹوٹ کر
درج دہن کی سلک لآلی بکھر گئی
سبکی رجوع یاس مین ہوتی ہے سچ ہے حق
پھیری بتون نے آنکھ خدا پر نظر گئی
پیری کا بوجھ اٹھا نہین سکتی یہ دشت پا
ہنگام تندہی ہی جوانی کدھر گئی
معشوق کیا بنے گا بنا قسمے خشک مغز
اک سوانگ بھی جو کاٹھ کی پتلی سنور گئی
کیا تلخ زندگی رہی جبتک ہوس رہے
گزری مزونسی ہم تو مزیسے گزر گئی

سو گھر گرا کے ایک اوٹھایا محل تو کیا
منعم سقر تجھے تری تعمیر ہو گئے

کھینچے گئی شبیہ جو اوس شکل ماہ کی
صدقی کا پتلا حور کی تصویر ہو گئی

سینے میں ہی نہان تھا عشق لفیار
داغ جگر میں مشک کی تاثیر ہو گئی

ٹھڈی نچائیں بال نکلتے نہیں ہیں وہ
زلف دراز پاؤں میں زنجیر ہو گئی

کیا کیا نہ پیچ ہمسے کیی زلف یار نی
پھانسے کبھی ہی کبھی زنجیر ہو گئی

حق بولنا نچاہیے منصور کی طرح
سولی پہ چڑھ کی کونسی توقیر ہو گئی

بوتل میں تھی شراب کہ ظلمت میں نجھتا
ساغر میں آفتاب کی تنویر ہو گئی

تصویر حسن رنگ بدلتی ہی جابجا
عذرا کہیں بنی یہ کہیں ہیر ہو گئی

لازم ہی عاشقوں کو حذر ایسی تکہ سی
ڈورا کھنچا جو سرمی کا شمشیر ہو گئی

قسمت کہاں جو سمجھو سگ آستاں مجھے
تمنے جو تو کہا مری توقیر ہو گئی

حیرت ہے مجھسے بات کی اوس سرو نا نی
زیتون کے درخت کی تاثیر ہو گئی

یوسف کی آنکھیں کہل گئیں یعقوب کیطرح
پتلی ہماری یار کی تصویر ہو گئی

چلمن کو ہم سمجھتے ہیں ٹٹی شکار کی
تیلی جو کوئی ٹوٹ گئی تیر ہو گئی

بد فکر نے جو صحت الفاظ کی تو کیا
حرف غلط کلام کی تاثیر ہو گئی

یاد آگیا وہ اوسکی گیسو جو شبکو بحر
نظروں میں چاندنی قدح شیر ہو گئی

رونقِ انجمن رخسار جانان ہو گئی ۲۴۲ سامنے آنکھوں کے دوالی فروزاں ہو گئے

عشق بازوں میں عجب لیلی نہاری نظر
اجکا دن ہیاد وصل کے رات نئی
شعلہ عارض تجھے جلا تا ہی مگر
ہیں وہ پروانہ ہوں جو جلی ہی کا فانوس
مری محفل میں جو جل سکے سمجھے
نظر آئی مجھی بجلی نئی برسات نئی
شاخ نئی آفت میں رہا کرتی ہیں
روز اللہ سے رہتی ہی مناجات نئی
کچھ کیفیت رندانہ زبانت وارد
یادوں نیست تو از اہل خرابات نہ

[illegible]

زار و لاغر ہو گئی ہی گلو نکی عشق میں	استخوان اپنی خس و خار گلستان ہو گئی
سیج و راحت کا مزا یہ ہی لڑکو نکی طرح	گاہ گریان ہو گئی ہم گاہ خندان ہو گئی
باغ سے رخصت ہوی جسدم بلقیس بہار	تختی سب پہولونکی او رنگ سلیمان ہو گئے
حسن پہولونکا یہ غیرہ ہی فلک پہ ہی باغ	چاند سا مکھڑا جو پایا ماہ کنعان ہو گئی

ہمکو بھی فرمائیں گے اکدن ہماری قدردان
شاعروں میں مجھ بھی ثانی سحبان ہو گئی

	۴۴۳	
اپنے مہمان کی کرتے ہو مدارات نئی		بات پوچھو نہ گہر آئیگی یہ بات نئی
سو رہیں ہیا تمین یہ وصل کے گئی رات تئے		خواب میں لب لب وس سے ہوں بات نئے
آج مسی کا تصور ہی تو کل کاجل کا		آئی دن ہی مری شوخ نکی لیے رات نئی
ہم ہیں خاموش ادہر آنکھ جھکائی وہ ادہر		یار سی سابقہ پہلا ہی ملاقات نئی
رات بھر آہ و فغان کو جو نور دی دن بھر		سب سے ہی عاشق مجہور کی اوقات نئی
باغسے جاتی ہار ونکے لٹاتے ہوئی پل		ہو سواری میں یہ پیلا یہ ہی خیرات نئی
داغ دینے کی لیئی فصل بہار آتی ہے		پہول لاتے ہیں مری واسطے سوغات نئی
گور میں اب تو چلی دیکہیے کیا ہوتا ہے		جا ہی تنگ اجنبی اشخاص ملاقات نئی
ہمسے کچھ اور اشاری ہیں رقیبوں سے کچھ اور		یہ نیا غمزہ ہی یہ چشم عنایات نئی
دلمیں رہتی ہو تم آنکھوں میں پہر آگئی ہو		خرق عادت یہ نئی ہی یہ کرامات نئی
کہو قاضی سے بہت سے نہ جھگڑ ہو رندو نکلے		ابھی دستار کی ہی قبلہ حاجات نئی

[illegible]

[illegible]

۴۴۵

جیتی جی یار شکایت کی تجھی جو طبیعت ہٹ جاتی
قید سے مین جو نہ چھٹتا یا دنکی بیڑی کٹ جاتی

شہرت ہوتا خون جگر کا شان ہوتی کی مشرب مین
شکر کے مانند ہماری لگی کدورت بٹ جاتی

صد تجھے اپنی قناعت کے کیا فقر مین اپنا فخر رہا
دست سوال جو اپنا بڑھتا ہاتھوں عزت گھٹ جاتی

دھوپ کی شدت مین جو کسی کی چھاؤنی کی جا تو سہتے ہم
سایہ کیا دیوار بھی انکی اپنی جگہ سی ہٹ جاتی

بار محبت کون اوٹھاتا غیر بشرط طاقت کس کے
پتھر پس کر سرمہ ہوتی کوہ کی چھاتی پھٹ جاتی

نیت کرکی شب وصلت کی روزہ رکھتی جیسے آج ہم
شام ہوئی تھی شام لحد تک ہو نہ پلٹتی ٹٹ جاتی

رنج و الم کی ترغیبی مین اس جشن ہم قرار دیتے رکھا
ورنہ کوئی آہ نکلتی پھر اشکو نکی چھیٹ جاتی

با غصہ تہا ہو جاتی ہم دم بلا مین کبھی ہنستے
بیتی کی کہتی کسی کی کانو نمین گر آہٹ جاتی

پھر اگر دل کھولکی روتے ہم جو کسی فرقت مین
دلکی کدورت ایسی بہتی نہر آنکھونکی پٹ جاتی

۴۴۶

وہ غازہ ملتی جو منہ پر چراغ جل جاتی
بر نگ شمع کنول اشک سی پگھل جاتے

خدا کی فضل سی تم پر وہ رنگ روغن ہے
بدن پر آپکو ہوتی جو تل پھسل جاتے

گلی مین ڈال کی ہاتھ ایک جست سے لینا تھا
بلا سی اژدر گیسو تجھے نگل جاتے

اوٹھا جو آہ کا شعلہ حضور کی ان تھر کے
جو آنچ آپ پر آتی تو ہم نہ جل جاتے

ہزار شکر کہ نالے گئے نہ تا بہ فلک
یقین تھا کہ سرافیل بھی دہل جاتے

نہ تھے بھرے ہوئے غصے مین آج خیر ہوئی
تپنچے یار کے خالی ہی ہمیہ چل جاتے

بھلا ہوا نہوا شوق تمکو گانے کا
کہ ٹھیکیو نمین ہزار و نکے دل مسل جاتے

رباعی [illegible]

لوگ اوس ترک کا ایسا ہی اگر کرتا قتل
چھوڑ کر تیغ تلے مجھکو قضا ٹل جاتی
کون تھا میری سوا عشق مین ثابت جو پاؤ
روح بھی جسم سے ہنگام وفا ٹل جاتی
پھول گلشن مین ہی آہ سے وہ بلبل کی
یون اگر باغ مین جاتا تو صبا ٹھجاتی
[illegible]

یار کی سامنے دل کھولکے رو لیتا مین
بحر آنکھون سے کوئی پل جو چھپا لیجاتی

۴۴۸

آشفتہ طبیعت کے آثار نہین چھپتے	آزار محبت کے بیمار نہین چھپتے
جو دور رسیدہ ہین ہوش انکی رسیدہ ہین	دل جنکے تپیدہ ہین زنہار نہین چھپتے
کس دن تہی نگہ نشتر کس دن تہین ابرو ہین خنجر	خون ریزیون تیورای یار نہین چھپتے
سن لیتے ہین وہ سب کے جو بات کسی ہے کے	چن لیتے ہین مطلب کے ہشیار نہین چھپتے
مجذوب سے بکتے ہین بلبل سے چہکتے ہین	ساغر سے چھلکتے ہین سرشار نہین چھپتے
موقع کی ملاقاتین جل دینی کی سو گھاتین	افسوس ہے سو باتین عیار نہین چھپتے
جو اچھا برا پہنا تن پر وہ ہوا گہنا	اچھونکا بہی کیا کہنا رو دار نہین چھپتے
کہو نگہت سے نمایان ہین شمعین فروزان ہین	روشن تہ دامان ہین رخسار نہین چھپتے
بینا ہون اگر آنکھین ارباب عمل دیکھین	چھپتے ہین عملی ہین کردار نہین چھپتے
دل دے کے نہ لی دولت برباد نکر عزت	بینا نہ ملی الفت بیوپار نہین چھپتے

آنکھون مین بہری آنسو حسرت کے نظر ہر سو
ای بحر ہی عاشق کے اطوار نہین چھپتے

۴۴۹

کاش بیمار ہی رہتا مین وہ آیا کرتے	مجکو اچھا جو نہ کرتے بہت اچھا کرتے
ہم اگر اپنی محبت کا نہ چرچا کرتے	کیون سبک وضع مین ہم آپکو رسوا کرتے
جو ہر اس حسن پرستی مین وہ پیدا کرتے	دلکو آئینہ بناتے تجھے دیکھا کرتے

ردیف یاے

آبرو رکہ لی مری دیدہ طوفان زا نے

منہ نہوتا آپکا ہمکو تو پھر ہم دیکھتے
اپنی اپنی بولیان اغیار کیونکر بولتے

رستمی تجھی کوی قاتل سے جو پھرتے نامہ بر
گو نج کر شہباز کی بولی کبوتر بولتے

پاؤ نمین یا نالکیتی کا ہی یا خلخال ہی
عاشقو نسے کیون کٹی ہو کہ مین لبر بولتے

آتش گلزار جب ہوتی تھی لازم تھا ہمین
خانۂ صیاد مین ققنوس کا گھر بولتے

پوچھنا تھا کشتۂ گیسو کا حال ای عاملو
ڈس گئے تھے اسکو جو کالی وہ سر بولتے

ای صنم قبضہ ہی تیرا معدن احجار پر
لال ہوکر تیری ہاتھو نمین ہین پتہر بولتے

صید گہ ہو جای ای محفل کسیکی رقص سے
لو ہیکے چھری ہین جو آہی کی اندر بولتے

خط نکلتے ہی مسیحائی لبو نکی او گئے
سبزۂ رخسار کی طوطی مقرر بولتے

اہل دنیا کی بھلی ہوتین جو کچھ ابرو تمان
چار ابرو کا صفایا کیون قلندر بولتے

ناقص و کامل مین پھر کیا بات ہی جاتی اگر
جام خالی کیطرح معمور ساغر بولتے

دلبرو نمین بیوفائی اگر ہوتی نہ رسم
بیٹھکر اغیار مین کیون ہم لبر بولتے

اپنے زاہد و نسے البتہ محبت او ٹہ گئی
ٹوٹتی شیشے تو بسم اللہ تہر بولتے

کیا رموز عشق کہتا مین فرشتی سا تہی
بحر و ردی کل یہ رکاری مقرر بولتے

دلکو کبھی پلکو نسے شکایت نہین ہوتی
چبھتے ہین وہ کانٹے کہ اذیت نہین ہوتے

دلمین بت کافر کی محبت نہین ہوتی
ظلمت مین کبھی نور کی شرکت نہین ہوتے

آسائش بیجا سے مسرت نہین ہوتی
سوجائین اگر پاؤن تو راحت نہین ہوتے

اللہ نہ دے روگ محبت کا کسی کو
عیسی ہی اگر آئین تو صحت نہین ہوتے
دو گام کے چلنے سی حنائی کف پا مین
ان قدمو نکی صفتی یہ نزاکت نہین ہوتے

جنگل و دنیا کا تماشا ہی نمایان
عظمت ایسی کرتے ہین کہ عبرت نہین ہوتے

دل تو پانی ہے آئینے کی طرح
ہم بہی چشم تر نہین رکھتے

گرچہ ہم چشم عین رکھتے ہین
پاس نقش قدم نہین رکھتے

ہم نے دیکھی ہی جسے وہ صورت
نقش تصویر دم نہین رکھتے

فارغ البال عشق مین ہین ہم
دین و دنیا کا غم نہین رکھتے

وہ کہین منزل یہ کیا گذرتی ہے
زاد راہ عدم نہین رکھتے

آسمان جیسے پھر گیا پھر جائے
ملک و جاہ و حشم نہین رکھتے

کوچۂ یار ہی بس ہے
شوق باغ ارم نہین رکھتے

کیا کہین بحر اپنی تنہائی
دل ہی پہلو مین ہم نہین رکھتے

ہم اگر عشق مین اثر رکھتے	امردونکو غلام کر رکھتے
میرے دلکو سمجھتے عرش برین	یہ ستارے اگر نظر رکھتے
کیا خبر تھی کہ دام ہے وہ زلف	طائر دل کے پر کتر رکھتے
بار آتھا صنم ہین آہن دل	ہم بہی فولاد کا جگر رکھتے
ساتھ رنگ چمن کے اوڑجاتے	آج ہم بہی جو بال و پر رکھتے
راہ دیتا جو اوسکے آنے کی	زاغ کے آگے ہم جگر رکھتے
یار کی دو قوہن آنکھین قاتل ہین	اک نظر ہم کدہر کدہر رکھتے
بھید اپنا دیا نہ اس دل نے	ہم بہی کچھ اپنی فکر کر رکھتے
یہی شکوہ ہی بیوفاؤ نسے	ہم نہ مرتے جو یہ خبر رکھتے
سنگدل تجکو جانتے ہم اگر	صبر کی سل کلیجے پر رکھتے
گوندھتی وہ کبھو رسے جوڑے آج	ہاتھ اپنے جو کچھ ہنر رکھتے

آنکھین ورکے کیون سجاتے ہو
بحر آنسو نہین اثر رکھتے

۴۰۳

جو کہ عشق صنم نہین رکھتے	سجدہ اکوئی غم نہین رکھتے
انکے ملنے مین دیکھیے کیا ہو	رحم دلمین صنم نہین رکھتے
مہندی جس روز سے لگائی ہی	وہ زمین پر قدم نہین رکھتے
اپنے دروازے سے اوٹھانہ ہین	پائی رفتار ہم نہین رکھتے

ہمارے ہم سے دیکو اگر ہمسے خوبرو رکھتے
قسم ... کی قاضی سے کرو برو رکھتے

رباعیات بحر

بلال جیسے ... مین ... لیتے
... مین ... لیتے

[illegible]

کیا علاج کسینے نہ وحشت دل کا
ہم اپنے واسطے ذلت نہ کو بکو لیتے

ہماری است وی دیکھتی جو ہوتی آنکھ
ہماری خاک قدم سبری کو عدو لیتے

کھلا نہ روز بقدر تو نکا عقدۂ حسن
خدا سے دید کی زاہد بھی آرزو لیتے

بناتی ہم ید بیضا جلا کے ہاتھ اپنا
جو اوس پری کے رخ آتشین کو چھو لیتے

وہ بادہ خوار جو اپنا اولش ہمین دیتا
تو بی درود نہ پیتے نہ بوضو لیتے

جنون عشق مین ہوتی کبھی نہ رتی مجھ
کسیکے کہنے سے سیرن جو ہم لہو لیتے

کبھی اولش نہ ملا رند پاک طینت کو
تمہاری ہاتھ سے ساغر نبی وضو لیتے

بہانہ ڈہونڈہ رہی ہین وہ قتل کو ای بحر
حنا جو رنگ ندیتی مرا لہو لیتے

۲۵۵

آبرو جای اجتبا ہون جدا گھر چھوٹے
سب گوارا ہی مجھی پر نہ وہ دلبر چھوٹے

دہو ئین مے بشناک کا دہبا تو مقدر چھوٹے
دامن دل مین لگی داغ تو کیونکر چھوٹے

سنبلی زلف سے اللہ بچاتی رکھے
نہین ممکن یہ بلا دلکو لپیٹ کر چھوٹے

آہ سوزان دل بریان سے اگر کھینچو نہین
اک ہوائی ابھی مہتاب کے منہ پر چھوٹے

اوسکی دیوار کی سائی مین جسوقت نا ہو نصیب
نہ کھلے آنکھ اگر توپ بھی سر پر چھوٹے

کشتے بادہ کبھی ہمسے کنارہ نہ کرے
آرزو ہی کہ یہ بیڑا لب کوثر چھوٹے

کاسۂ عمر نہ لبریز ہو جب تک ساقی
میری لب سے نہ مے ناب کا ساغر چھوٹے

وا رہینی بھی کرے ساتھ نگھ کے مجھ سے
تیر چھوٹے تو دو نالی بھی برابر چھوٹے

ردیف الیاء

خاک پیا یار کی عطار کو ہاتھ آئی اگر
عطر مٹی کا کھینچے روغن گل پر کھینچے
میں ہوں معشوق کی نازمیں انداز یا اللہ
جس کے ہاتھوں سے ستم شمشیر کھینچے
نہ کشیدہ ہوں ہوس جو روستم سے
بلکہ گئی جان ہوں نسبت وصل کی صبح
زلیخا کی گی ہوس کی کیا مدنکیر کھینچے
یہ غم کھینچی کہ کھینچی تو ہم
ناوک تیر کہ بیر ناکام ترسے کھینچے
سخت ہیں کہ ترکش سے کہیں تیر کھینچے
ستمگر نہ اسکی کہ مقتول سے تیمن سو ماں
کھینچ گئی جہاں بدن سے نہ گئی تیری
شیشہ دینا ہیہ تو نور جہان ہیں کہ کھینچے
زور سنانی کیطرف سے بہانہ کھینچے

ابر رو اٹھای جو فرقت میں تو بدمای کھینچے
تیرا دوں کے چلیں برق کی شمشیر کھینچے
غزل ای ہی جو مرقع جو ادا بندی
یکم ہر بیت میں معشوق کی تصویر کھینچے
ہائی بس ہو گی یہ تر فضل خدا سے
مرے ہاتھ بھی ہاتھ اوٹھائی تو دعا سے

ردیف الیا

نہ نکلو گھر سے ہزاروں ہیں تشنۂ دیدار	تمہاری چاہ ذقن سے کہیں نہ آب کھینچے
وہ تیرا دور نہیں ہیں مئے کبیں ای ساقی	کھڑے تو خوشۂ پروین سے آفتاب کھینچے
حباب صبح کی صدمی کو جھیل سکتا ہی	ہماری جانسے کیا رنج اضطراب کھینچے
عجب نہیں ہی اگر سر نوشت کے باعث	شکنجے میں مری اعمال کی کتاب کھینچے
جو دل جلای تمہاری لبی سزا ہی تھی	کہ سیخ دار پہ صورت کباب کھینچے
جو سر مجھری دور انسے آہ کھینچو نہیں	سپہر ہو تشنج رگ سحاب کھینچے
پری کو قاف سے پر ویسے کھینچ لاتی ہیں	ہماری جذبۂ دل کی اگر طناب کھینچے
شراب خوار ہوں ہیں آج احساسان عمل	خط پیالہ بجای ہم حساب سے کھینچے
ہماری قتل پہ تمنے کمر جو باندہی ہی	تو پھر درنگ ہے کیا تیغ شتاب کھینچے
یہ چاہتا ہوں کہ دیکھوں کوی تیری شکل	جو تیرا نقشہ کھینچی چہرہ پر نقاب کھینچے
کہاں وزرہ کیطرح آج غیب کے ہاتھوں	ادہر کشیدہ ہو پھر ادھر حباب کھینچے

گھٹا ہی ابر ہوا سرد چلتی ہی ای بحر
کھو کباب جڑ ہیں سیخ پر شراب کھینچے

۴۰۸

تم ہوی صرف غنا تار مزامیر کھینچے	کیا عجب جان ہماری دم تحریر کھینچے
کون اوس کا کل پیچاں کا گرفتار نہیں	ہم بھی اس حال میں صورت تصویر کھینچے
حوصلہ خوب نکال اپنی کمانداری کا	پھر مرے کعبۂ ترکش سے کوئی تیر کھینچے
بل نکل جای جو سرکش کو یہ تعزیر ملے	جنتری شانہ بنی زلف گرہ گیر کھینچے

جو آئی ہیں بلا جہیل گئے فضل خدا سے
گزری نہ جا سی وہ نہ پلک وفا ہی
واقف نہیں کیا چاہ ذقن سے دل اس کا
گنا ہی ہیں میں تو گری تیر بلا سے
آئینہ دار دیکھ کے رنگ پہ پھیلا سے
پہچانا نہ تیری ہیں سر کی جا ہی
خط یار کا لایا ہی سبا بات سے ہیں ہوا سے
ہم نے بھی گوارا ہی جفا دیکھ کے یاری
بیچاں ہیں بچا رہے ہیں تیری الفت ہیں مزا سے
ہم نخوب نہ بھیجیں ایک عرض تمنا ہی
سب یاد ہیں بیدار نہ لے ہیں نہ لیا جی
اپنی ہی پہ ہیں عشق میں کھینچ کر دلا سے
لاکھ سر لے تیری ادا کے ہیں بڑی اور کاکا
تیری بھی تو پھر لب ہیں وہی نہیں ہیں
سرتاج کو ہیں

سو فا تو نہین بھی عاشق شیدا کہین گے
اک بوسے کے دینی مین یہ اغماض ہی او بت

پرہیز ہی جسطرح مرے ملنے سے تمکو
مین وار کے پانی پیون جن پر غضب ہے

عنبر کی مہک بیشہ سنبل مین گنہا کر
دیدار کے بہوکے ہین ملاقاتی پیاسے

آتی ہی ابھی حور جو مانگو نمین خدا سے
نصرت ہے شفا کو بھی لعین ہین میری دوا سے

ہو جائین یکایک وہ مری خون کے پیاسے
وہ زلف مجھی پیچ مین لائی ہی دغا سے

کیا جانی کوی دفتر تقدیر مین کیا ہی
لکھو نہین لایا کوی ای بحر خدا سے

جنون کے جوش مین نکلے جو گھر سے
مین سر ٹکرا ونگا دیوار و در سے

نظر آتا نہین وہ عید کا چاند
بہلا مین دیکہتا صبح شب وصل

خدا کے سامنے شکوہ کرون گا
اوڑا جو ہر کیصورت دیکھکر دانت

بہوین بالو نسے ہین شمشیر ابری
اسے کہتے ہین قسمت کی برائی

برومندی اگر تقدیر مین ہو
لگی لو عاشقی کی جب سے ہمکو

۲۶۰

ادہر سے ہم چلے تہا ادہر سے
نکال ایجوش وحشت مجکو گھر سے

ترستی ہین یہ آنکھین سال بہر سے
لیو نیر جان تھی بجلی بہر سے

جو تم غافل ہوے میری خبر سے
چراغ آب قندیل گھر سے

کہین عشاق مین لو ہانہ بر سے
صدف دریا مین اک خطر یکو تر سے

تو ہیل پاؤن عقیقون کے شجر سے
پتنگا داغ کا لپٹا جگر سے

پردۂ غفلت ہوا اوٹھی دیدۂ ادراک سے
کام انگشت اشارہ کا کرین ہو کی ...
نگین ہی ترشوائی ہین کس چالاک سے
ناخنون مین ... [illegible]
... [illegible]

معل ایلین مصر کے کوری ہی یار کی شناک سے
کسطرح پہونچیگا سالک بارگاہ پاک تک
نا بلد روح القدس بہی ہی جناب پاک سے
رزق سی محروم رازق کی ... [illegible]
گوشت ... [illegible]
باغ عالم سے تہی دامن چلے عاشق نسیم
پھول ہاتہ آیا نہ گلچین کو خوشہ تاک سے

ردیف الیا

دہان تنگ سی کی اوسنی کلی شکوہ تجکو
چھٹا فوارۂ آب گہر سوراخ گوہر سے

اگر لکھون غزل ایسی وہ سلیمان زمانہ کو
ہما پہونچا ئی اوسکی چھین کر نامہ کبوتر سے

جبین یار سی افشانکی دیکھی ذرہ افشانی
خوشی کے پھول جھڑتی ہین چراغ ماہ انور سے

مرا قاتل پلائیگا مجھی شربت شہادت کا
خبر یہ کون لایا ہی بھرو منہ اوسکا شکر سے

کشادہ رو سی کیا حاصل لگی جب آگ قسمت مین
پڑی ہی خرمن مین چنگاری سی طالع کی اختر سے

اگر وہ فاتحہ پڑھنی کو آئین میری تربت پر
لحد سی اوٹھکے پوچھون آپ خاطر پا یہ لیٹنی کی چادر سے

قناعت ہے تو لذت بوریی مین شکر کی ہی
تبختر سی تو کیا پھل پائیگا فرش سنجر سے

نہ گزری چار دن چین سے اوسکی محبت مین
بہت رکھے بہت پیٹی بہت ٹھٹری بہت ترسے

کٹی سب ابکی اس سال ہجی یادو شیون مین
خبر ہمکو نہین یا دل کدہر آئی کدہر سے

۲۶۲

ایسی چلکی مین ٹھٹھی ہین گردش افلاک سے
کاسۂ سر کم نہین ہے کوزہ گر کی چاک سے

وہ چلا ہی نہین حیوان اوٹھی ہی سیر خاک سے
آنسووں کی شکل تاری گر پڑی ہین افلاک سے

ٹرہ چلا تھا اوج پی تو سن چالاک سے
صاعقی پر تازیانی پڑ گئی فتراک سے

روشن آنکھین ہو گئین ہین ابنة العنب کے نور سے
عقد پروین حیرت سی اوتر کہ خوشہ تاک سے

سیر کرنے ایکی سی گذر ہی کو ہی شاہ حسن
آج بو پہونچی لیلی کی آتی ہی خس و خاشاک سے

یہ تقاضا بوسہ لینے کا ہی لعلین کا نہین
جیتی جی ہم مانگتی ہین خون بہا سفاک سے

ہاتہ آئی اوسکا قتران بہی اگر خورشید کو
خلعت نو اپنا بدلی یار کی پوشاک سے

[illegible]

کیا جوبن حسن کی ہی پسینا ہی رخ ہجر / رینی ٹپک رہی ہی رخ لالہ رنگ سے

آفت ہی زلف کالکا زیور بلای جان / پچھلی نکل گئی جو بچا مین نہنگ سے

شہ دیتی ہی ہی چہرہ پرنور کی ضیا / کنیا رہا ہی چاند تمہاری پتنگ سے

وہ بت ہو صاف ہے یہ صورت کوئی نہین / حیرت ہے کیونکر آئنہ بنتا ہی سنگ سے

میری جگہ ہو دل مین تو پوچھیو نہین اسطرح / جیسے لہو وان ہو رگونکی سرنگ سے

مرجائیی کسیکا نہ احسان لیجیے / اک قطرہ مانگیی چمن سے نہ گنگ سے

پیری جب آئی ہوئی سیہ ہو گئی سفید / فوج فرنگ کی نکلی فوج زنگ سے

کیا چین اوس پری جسی صحبت کی لگی / جاتی ہی شمع محفلو مین پای لنگ سے

کھوٹے کھریکا حال ہے عشاق مین کھلا / افسوس بت ہے نہ کسوٹی کی سنگ سے

جاری ہی چشم ہی اشک عشق صنم مین بحیر / یہ نہر کٹ کی آئی ہی دریای گنگ سے

۲۴۴

مستانہ ہو گئی نظر اک سبزہ رنگ سے / آنکھون کے جام ہو گئی لبریز بھنگ سے

امید نہین کوئی بروقت کام آئی / واقف نہین زمانہ مروت کے ڈہنگ سے

ملجائینگے رقیب سے وہ کیا خوشی ہی ہم / اونکا بگاڑ کم نہین لڑکونکی جنگ سے

ہیں قوم یار سے پایہ بلند ہے / پریونکا تخت پست ہے میری پلنگ سے

ہو جا مین گرد برق سے پریونکی گریبان / بالا نہین مرتبہ اسی شوخ و شنگ سے

یاران تنہ قتل کیی جاتی ہین مجھے / پٹتی ہین تیر سینے پر آواز زنگ سے

یہ تب ایسی نہیں ہر یک جسکو فائدہ بخشے
کہلا سیار ہی ہم پر لگاوٹ کی نگاہون سے
ستم کیا کیا نہ ہوگا اوس قمر طلعت کے کشتی پر
مروت سی حیا سے آبرو ہے غنچہ جمالونکی
نظر ڈالی جو زیور پر اوسی پامال کر ڈالا

وہ درد و ہجر نہیں ہے جسے صحت ہو صندل سے
کہ آنکھون نے بھی دو ٹکڑے ڈالنا سیکھا ہے کاجل سے
کریگی چاندنی اب ناز معشوق قاتل کا گھایل سے
غضب ہے بہگیا پانی اگر آنکھونکی چھاگل سے
یہی آواز آتی ہے قم رفتار چھاگل سے

نہ بیٹھو اتقیا ہی نیکی بھر اس سے ہو کیا حاصل
کہ دنیا دار ہو تم ملجاء اعلیٰ و اسفل سے

تعلق گو نہیں کہتا کسی سے اشمائل سے
فلک کی کتر یونکو دیا ہی قد اعلیٰ پر
اگر ولدار ہو ہی غریبونکا بھی دل رکھ لو
عقیق سرخ لب گوہر دندان کی چمکایا
مجھے اوس چشمہ خونریز سے اک جام قاتل
کوئی ملک محبت کا نہ بستا جو دنیا میں
غضب ہے ستھا نہیں سہی کی قتل گو کوئی
جنون پھر رنگ لایا چاہتا ہی شرگردی کا
سو بات کرنا زک ہی نسبت آشنائی کا
ذرا ٹھہرو فرشتو گور میں اس نام لینے دو

نکل جاتی نہیں خار محبت کے کھٹک دل سے
بہت تارے نظر آتی ہیں یا وہ نچی ہوا کا کل سے
زکواۃ حسن ہے بہتر نہ منہ ہو سیکے سائل سے
چراغ حسن کو روغن ملا رخسار کے تل سے
نہ تیرا جسکا پانی ایک قطرہ حلق بسمل سے
یہ ہر کشش علاقہ سی قسم لیتا ہی عامل سے
گلی پر پھیرنیکا چھین کر تلوار قاتل سے
ہر اک جھنکار اوچ جنگلی کی ہی سلسلوں سلاسل سے
پڑی گتھی اگر سہین تو سلجھی بھی مشکل سے
ابھی اٹھ کہا ہوا آتا ہوں میں ہستی کی منزل سے

ردیف لام

[illegible]

معاذ اللہ آفت ہین بلا ہین یار کی پلکین
غضب سی گیا خمیازگی کا رنگ ایسا ئے
خدا سیخانیکو آباد رکھی جیب مین جا نکلا

بچا ضیغم کی پنجی سی جو چھوٹا انکی چنگل سے
[illegible] شیشی کی [illegible] تکرار قلقل سے
صدا الٰہی شر ہوا آئی مجھی شیشی کی قلقل سے

نہ پوچھو حال دریای محبت کے شناور کا
تلاطم مین پڑا ہی بحر سو جو نکلی تنزل سے

صبا آتی ہی مجکو بوی الفت جا بگل سی
خدا محفوظ رکھی اہل دولت کو تغافل سے
رسائی ہو چکی ہی خانہ خمار تک اپنے
علاے قدر مراتب سب گئے سینہ سپر ہو مین
بہری دنیا مین ہی ہی سبھی جنت مین دیکا
تری بر سے عقرب نوک کی لی کیا مجال آگے
جگر ہو جائیگا شق سیرنی [illegible] نہ کہولے
بھر آتا ہی دل بزم طرب ہی یار خالی سی
سمجہ کر بات کہنا چاہیے تم حسینان مین
فراغ افکار دنیا سی نجات آلام عالم سے
عجب سا عرصہ سے ہم بیٹھے ہین گردون کی ہنڈولے مین
پہنسا دام بلا مین نغمہ سنجی کا مزا پایا

۲۶۸ گلون نے ٹہر لی رنگ آئی ہین یہ شتابا خون بلبل سے
خدا ابتی ہوئی یکینا ہی بندیکو قبول سے
یو نہچ جائینگے کوثر پہ ساقی کی توسل سے
کوئی تخت خوان نعمت سے کوئی نان توکل سے
کہین محرم بندیکو نہ کہی گا تفضل سے
کسی کی لی کا کیا سنبل سی جی تیری کاکل سے
کہین چھوٹے نہ فوارہ لہو کا حلق بلبل سے
مجھے تمقم کہی شیشہ تو یہ بہتر ہی قلقل سے
تجھے سے نہین خالی جو بیٹھی ہین تحمل سے
ملی ہین مجکو بیدوہ نعمتین خوان توکل سے
نہ بیٹھی ہین تی گئی گہٹتی ہین منزل سے
خموشی کیون نہ سیکہی تہی زلی بلبل کسی گل سے

[illegible]

وہ شعلہ رو ہی آگ تو گل آفتاب حشر
عاشق اٹھی چلین کہ گلستان جیل سے
[illegible]

[illegible]

دل سوی یار جا ہی کعبہ ہو یا کنشت
بیٹھا رہیگا وہ بھیریگا جو میری ویل سے

ملتے تھے وہ کبھی تو نہ لڑتی تھی اسطرح
گنتی پڑے دلونمین نصیبونکی ہیل سے

انجام کار گور رہینگا ہی کا قد یار
منزل کی انتہا نظر آتی ہی میل سے

بل کہاے پیچ زلف بہت جھوم جھوم کر
دیوانے باندہی جائینگے زنجیر فیل سے

دو گز زمین سے آنکہ چرائیگا کیا فلک
کچھ مین ہی لے مرونگا کسیدن نخیل سے

یہ لٹ گیا ہون الف سلسل کی عشق مین
جو رہ گیا ہی ٹیل کا بہاری ہی قیل سے

فرعون ہوگیا ہی وہ حسن اپنا دیکھکر
آئینی کو مقابلہ ہی رود نیل سے

منصور راہ عشق مین کہتا ہی کیون تم
سو لے پہ کہینچتے ہین مسافر کو میل سے

انسان مین وہ نور ہی کوشی بلا دلی
قوسین کا نہ حیلہ کہینچا جبرئیل سے

غمسے ہوی ہین بال ہمارے سفید بحر
کیسہ پیہ ہوی لگ گئی آنکھونکی سیل سے

٢٧٠

وصل کی ٹھیری جو امین صبح گل اندام سے
صبح کے دروازے پر پہرا بٹھاؤن شام سے

دست شفقت سی جو وہ ساقی پلائیگا شراب
سیر ہو جاؤنگا شبل آفتاب الک جام سے

تلملاتا ہر گھڑی آنسو بہاتا دمبدم
سیر قسمت کام لیتی ہی مجہ ناکام سے

چرخ کے ہاتھون تہ و بالا ہین احباب کے
اس نے تو یمین کچھی بیٹھا نہین آرام سے

جبتلک تیری زنخدانکا نہ بوسہ پاؤنگا
مین نہ مانونگا کہ میٹھا ہوگا یہ سیب آم سے

جو کوی حج کرکے آیا بنگیا پورا ولی
اپنے عیبونکو چھپایا جامۂ احرام سے

عاشقی مین غیر بدنامی ہی کیا نام اور
بحر یا ز آ تو خدارا اس خیال خام سے

وہ میری بات طلب کے ہنسے میں کاٹ دیتے ہیں
حسینونکی خوشی عشرت سرا کرتی ہی محفل کو
بنای اضطراب دل ہی ناہمواری نیا
خدا محفوظ رکھی حال جانان آفت جان ہے
جواہر تیغ جوہر دار سے ہاتھ آ گئی شاید
بنکیتی ہین نہ فرق آئیگا پٹکا کھول کر رکھیے
سنو نالے ہمارے عندلیب خوشنوا ہین ہم
خوش آمدی بری لگتی ہی کچھ بھلا نہین جاتا

وہ لب معترض بنجاتی ہین تحریک تبسم سے
چمن مین تیغین بجتی ہین غنچونکی تبسم سے
تزلزل ناؤ کو ہوتا ہی دریا کی تلاطم سے
زیادہ ہی پسینے کی گانٹھ موتی نہین گندم سے
شہیدونکی خوشی ظاہر ہی زخمونکی تبسم سے
کمر پتلی ہے پیچک باندھیے تار بریشم سے
چمن مین طفل گل کو لوریان ہین ترنم سے
جو یوسف بھی کہین تمکو تو صلوا تین سنین تمسے

ہمین بھی قدردان اپنے لیے درکار لازم ہین
کہ شعرونکی نمود ای بحر ہوتی ہی تلازم سے

بدلے مرے گناہ ثواب عظیم سے
میوے طلب کیے دن اگر اپنے کریم سے
کیا مجھ فقیر پر کرم کردگار ہے
مجھ دستگر دسے نکر سیلے متا فلک
پہنچی خبر جو یار کے دیدار عام کی
وہ آگ بیچا ہون مین اعمال زشت سے
بے عیب آجتک نہین دیکھا کوی حسین

امید ہی خدای غفور الرحیم سے
ڈالی ابھی تو آئے ریاض نعیم سے
رحمت برس رہی ہی سحاب کلیم سے
گردش نہو سکے گی جحیم و نعیم سے
حورین نکل پڑین ابھی باغ نعیم سے
کرجائینگے گریز فرشتے جحیم سے
دھبا لگا ہوا ہی قمر مین قدیم سے

بہلول ہین بڑے ہو گئے توم اک فہیم سے
ہین فیضیاب حضرت جعفر کی جیم سے
جسکو خدا کا خوف ہی اوسکی نگاہ مین
آنسو نکل سکا نہین طفل یتیم سے
سالک بہکی راہ اگر
دونون قدم ورا ہ امید و بیم سی
احباب کو ہوای محبت
خالق

کوئی نہ تم سے روکتا ہی کی کہسکا
کچی نہ تم نے نامہ مین لیا شمار ... ورکت کیا
کیا شعلہ وار وشن ... کیون بہر کی ہو اس کمین سے
کیا وجہ ہی کہ آسمان ابسا ... کہ شرم ہو
اونچین ہم غبار کی صورت زمین سے
ایمان بیچ بیٹھے ہین اک بت کے عشق مین
پھر وہی شوق دید ہین ہم سے اپنی دین سے
ہم پر سعیدی آنکھی ساقی معاف رکھ

اس صبح کی بہار تجھو شامیں سے
مستی تمہاری دیکھ کے یہ رنگ فق ہوا
سوسن سے پھول بنگئے سب یاسمین سے
احسان ناکسو نکا نہ لین احتیاج مند
مرجائین پر نہ مانگین سخاوت کے بین سے
ای بحر دیکہ قاتل عشاق ہین یہی
بیٹھے ہین وہ جو سانولی سی نازنین سے
شفق پھولی ہی آنکھوں کی ... نازنین سے
صنم ... کا ... تیر بار اسے

گشتے پڑی ہی آگے نحیف و جسیم سے		کرتی ہی زلف پیچ کہ زائل ہو حسن خال
جسطرح منتشر ہو رعیت غنیم سے		یون عشق سے حواس پریشان ہو گئی
آگے کلیم سے ہون نہ پیچھے سلیم سے		ان دو نون شاعرونسی ہی مجکو برابری
شرما کے تیری کاکل عنبر شمیم سے		پوشیدہ مشک نافہ آہو مین ہو گیا

لاتقنطوا پڑھا نہین کیا تو نے ای بحر
نومید ہو نہ بحر خدای کریم سے

ردیف النون مع الیا

جسنے کیا طلوع صفے کی جبین سے	۲۷۵	مجکو کمال عشق ہی اوس مہ جبین سی
آباد جیسے خانۂ خاتم نگین سے		آغوش عاشقانکی ہی رونق حسین سے
اوٹھے وہ نا امید پیمبر کی دین سے		کافر ہی جو نہ رکھی ولا اوس حسین سی
رہتی ٹپک ہی ہی ہر ایک آستین سے		ہی آجکل تو دیدۂ خونبار کا یہ رنگ
انجام دیکھتا ہو نہین اس دوربین سے		ناسور دل مین چاہ کا پیغام مرگ ہی
دشوار ہی بحر کی جدائی نگین سے		وہ سرو قد ہو دل سے فراموش کسطرح
ملتا ہی اپنا دین نصیری کی دین سے		قاتل کو اپنی اپنا خدا جانتی ہین ہم
ٹکرا ہی آسمان سر اپنا زمین سے		ایدل وہ نالہ کر کہ ستمگر کا دل ٹوٹے
تیور چلین جو سینکیے آنکھین جبین سے		خاصیت آفتاب کے رکھتی ہین خوبرو
بازار زہد گرم رہی پوستین سے		جبتک جبین خرید رہی جنس فقر کی
نافی نہ کہل پڑین کہین افعو نکی چین سے		زخمی ہون دیکھکر نہ بہت سر بلا یہی

لگنے لگا دل اکنی نہین اوس آستین سے
گل دیکھتا ہون ... جانان
... بیکسی ... جانان
جبین ... کیا ہی ہر ایک گریبان
جب نکلتی ہی ... جانان
کہلا دلگی کرہ کیا پیچ کلیسنا مرجان
... خزان

خزان ایسی بلای بد ہی جسکی آمد آمین
پری کوی نہ پونچی یار کی گرد سواری کو
گرا پڑتا ہی سینہ سی دوپٹا جوش مستی مین
نہ ڈالا مین نے بوجہ اپنا کسی کے پر عشق مین
کبہی جو دیکھتا ہی چاندنی وہ اپنی کوٹھی پر
نمک خوار اسیر ہے ہیارے سے برشتہ خاک اپنی
عجب اس ومان سے اہل غفلت کے گزرتی ہے

گل آتا ہے بہار کر ٹہنی گل بہا کی گلستان سے
ہوا دار اوسکا آگی بڑہ گیا تخت سلیمان سے
ہمارے شیشہ دلکو بچانا سنگ پستان سے
نہ ٹوٹا پاؤنکا چہالا کبہی خار بیابان سے
ستارون کے گلو پر اوسکے پڑ جاتی ہی افشان سے
جدا ہوگی نہ لونی کیطرح دیوار زندان سے
جنین کو بطن مادر سے ہی راحت مجھکو زندان سے

نمایان کاروان خط ہوا ای بہجر اوس گل کا
نکالو یوسف دلکو اب اوس چاہ زنخدان سے

پردہ دوئی کا اوٹہ گیا وحدت کی آنکہ سے
وندی کو عجب کوئی سیکہے اوس آفت کی آنکہ سے
دور زمانہ خواب پریشان نظر پڑے
ہر ایک اپنی روپ مین یوسف جمال ہے
گرد ملال جہونک سکے چشم امید مین
کیا پیر ہوکے مصحف رخسار دیکھیے
محفل مین بیٹھ کر یہ اشارے بھلے نہین
جب سحر کی مین آئینگے تیرے شہید ناز

۲۷۷

دیکھا مجاز کو جو حقیقت کی آنکہ سے
کاجل جرا ای جہر قیامت کی آنکہ سے
جالا جو دور کیجیے غفلت کی آنکہ سے
یعقوب وار دیکہ تو الفت کی آنکہ سے
دنیا کی دید کیجیے حسرت کی آنکہ سے
عینک لگا و ترکی ہی بصارت کی آنکہ سے
فتنے اٹھین گے یار اس آفت کے آنکہ سے
ٹپکے گا خون جہر قیامت کی آنکہ سے

نا سمجھ ہین جو سمجھتے ہین مجھی تر دامن
آب رحمت ہی ٹپکتا مری تر دامنی سے

آج جیتو نہین فلک سیر کے کیفیت ہے
دوری بادام ہی آنکھو نہین ہین عنابی سے

جب کبھی بام پر اوسکا رخ تابان چمکا
آفتابی سی لگی چھوٹنی مہتابی سے

رحم کر بہر خدا اہل زمین پر اے چرخ
تہ و بالا ہین تری گردش دولابی سے

گرم کیا ہوتی ہو موجود ہین مر جانیکو
پتنگونکو نہین شمع کی سرتابی سے

بخت ایسے ہین کہ حنظل کا مزا حاصل ہو
ملی بوسہ جو کسیکے لب عنابی سے

حاجت می نہین خنجر و دست ہین قاتل آنکھیں
کچہ ضرر تیغ نگہ کو نہین بے آبی سے

ہنس کے چال کسیوقت جو وہ چلتا ہی
موتی جھڑتے ہین مری یار کی گرگابی سے

آگئی جان درختونمین جو پانی برسا
رگ جان ہوگئی ہر شاخ چمن سیرابی سے

تر بتی ہوگئی جیتون جو وہ سوکر اوٹھے
ڈہیلی آنکھونکی بنی نقل شکرخوابی سے

میری تسکین کے جلدی کوئی تدبیر کرے
نکل آئے نہ کلیجا کہین بیتابی سے

آتش افروز مری فکر مین پتھر ہین پرین
کیا ضرر شعلۂ جوالہ کی سرتابی سے

بحر اگر مجھسے گنہگار کی بخشش ہوجاے
دور اوسکی نہ کریمی سے نہ وہابی سے

۴۷۹

تڑپتا ہون تڑپنی دی بھلا ناصح مین کیا تجھسے
نہین ہونیکی میرے درد کی ہرگز دوا تجھسے

جو آنکھین بند ہوتین دیکھتی کیون بحر کی صدمے
ہمیشہ کوہ اول سی ہی نہین ہرگز گلا تجھسے

کنارا ہی آئی بحر خوبی تجھسی بہتر تھا
ڈبویا آنکھو مین نے ہوا کیا آشنا تجھسے

تیرے لیے مجادلہ ہی عقل و عشق مین	اب دیکھیے شکست کسی ہی ظفر کسے
اسکندر آئینہ ہی تری گوری ہاتھ مین	ایما ہر و نصیب ہے چاندیکا گھر کسے
منہ کھولے زاغ خال و غلیواج زلف ہی	دونون طمع ہین دیجیے اپنا جگر کسے
گنڈا گلے مین تیرے گلے ڈوریکا چاہیے	تعویذ سر مین باندھیے پیر سحر کسے
آئی تھی اپنے پاؤن گئے دوش غیر پر	ہے سازوار ملک جہانکا سفر کسے
سوتا ہی کون ہاتھی پہ افشان چنی ہوے	تارے فلک سے جھانکتے ہین رات بھر کسے
کیا ہر کسیکے حصے مین ہی دولت جمال	دیکھو تو اپنے دانت ملی یہ گہر کسے
آویزہ بار بار اٹکتا ہی زلف مین	افعی کا دانت بنکی ڈسی گا گہر کسے
پھرتا نہین ہی کوی بشر کوی یار سے	ہمزاد کی سوا مین کرون نامہ بر کسے
کیون قینچیان لگای ہین دیوار باغ پر	گلچین اڑا کی لیگئے بلبل کی پر کسے
کیا سرمہ ہے تیر خاک کو سمجھین گے تو بہ رو	آنکھین بڑے بڑی ہین پہ اتنی نظر کسے

ای ہجر دیکھ آنکھ ملاتی نہین امیر
کہتا ہی تو ہوا ہے چشم زر کسے

تڑپ گیا مین صنم نے نگاہ کی ایسے	پہ وہ بھی سہم گئے ہین آہ کی ایسے
نکل کھڑی ہوے رحمت حجاب قدرت سے	پڑی پکار ہماری گناہ کی ایسے
خوشی سے کوئی گھڑی زندگی بسر کرتی	یہان نہین نملے جا پناہ کی ایسے
رقیب کو بھی مرے حال پہ تاسف ہے	فراق یار نے حالت تباہ کی ایسے

تو وہ ہی شہ حسن اگر باج طلب ہو — لی حور سے گلدستہ طبق شاہ پری سے

منہ چھپتی ہین یہ اصل تیرا انکو نہین ہے — دانتو نسے لڑی سلک گہر بدگہر سے

آنکھو نسے نکلوا ہی آنکھین ہرنو نکے — چیتو نکی کمر توڑ ہے نازک کمر سے

نوبت تو کہین قتل گنہگار کی آئی — نقاری بجاؤ نگا مین تیرو نکی سر سے

پشت لب شفاف سی جوبن ہی مسونکا — سبزے نے نمو کی ہی عقیق شجر سے

پیری مین ہی ہمسے نہوئی خانہ نشینی — باز آہی نہ ہم مونسی نہ گزری گزر سے

قد تیر سا تلوار تو اضع سی ہوا ہے — وہ ہاتہ اوٹہاتی نہین بیداد گر سے

جب چاہو چلی آؤ یہ وعدہ نہین اچھا — دل آنکھ چراتا ہی بہت منتظر سے

اب ضعف جنون کو جو چاتا نہین ہٹانے — کبتک یہ ورم پاؤنپر آشفتہ سر سے

وہ چوٹ کلیجی مین لگی ہی کہ نہ پوچھو — تڑپونگا نہ خاک ہی ور جگر سے

روئیگا نہ لی نام غم یار میں اے بحر
اولٹی نہ زمانی کا ورق لب کے تر سے

مین تو روتا نہین جی چھپتی ہین ہر جا کیسے — ۳۴۳ کچہ نمی لاتی ہین آنکھین مرجیا کیسے

حور کی آنکہ ہی اچھی تو پری کا چہرہ — واعظو دیکھو تو یہ بت ہین ارہا کیسے

مشک عمدہ ہی جسکی ذرا بو پہیلے — عاشق زلف معزز ہوی رسوا کیسے

قامت یار کا سایہ ہی نہین اے واعظ — شاخسانی ہین تری سدرہ طوبا کیسے

نہ محبت ہی دلو نمین نہ حیا آنکھو نمین — یہ صنم تو نی بنائے ہین خدایا کیسے

ملک الموت کی آنیکی خبر دیتی ہین
اپنی آنکھو نسے نہ اسکو لگا ایساقی
راتدن بہتی ہین غولونمین بگولونمین ہم
عارفونکو نہین دنیا مین کسی سی شکوہ
ہمسا عاشق نہین تسا کوئی معشوق نہین

زاغ منحوس ہین یہ داغ احبا کیسی
ربط رکھتے ہین ہم ساغر و مینا کیسے
اپنا جنگل مین ہی دربار ہی تنہا کیسے
ہم گنہگارونکی اعمال ہین اعدا کیسے
اُس دمن کیسی بھلا وامق عذرا کیسے

مرض عشق مین ہی دردسری استعلاج
یار پر بیٹھ رہو بحر اطبا کیسے

کوچہ عشق مین آوارہ ہین غیرت کیسے
تکیہ مسند پر اگر ہی تو یہ غفلت کیسی
کوئی مرجای تو آنسو بہائی کوئی
نہ مدد کی جو کسینے تو نہ احسان ہوا
دوست ارباب غرض ہین یہ غلط فہمی ہے
کوئی دم غم غلط احباب مین ہو جاتا ہے
باعث لطف ملاقات ہی یکجائی ہی
سر پہ چاند سی تصویر کوئی ہو تو کیا
منہ لگایا ہی تو بوسیکا نہ انکار کرو
نشہ عشق ہے کیا تیری ستون اہو اعظ

۴۸۵

آبرو رو بیرو آتی نہین عزت کیسی
گنج زر خواب مین ہاتھ آیا ہی دولت کیسی
بہگئی چشم خلائق سی مروت کیسی
شکر کرنیکا یہ موقع ہی شکایت کیسی
کہ خوش آمد کی ہی لگجوی محبت کیسی
دل افسردہ کو بہلاتی ہین صحبت کیسی
دیکھ باہم ہی عناصر مین عداوت کیسی
چاہ کا رنگ ہی کچھ اور ہی صورت کیسی
رنج دیتی ہو مجھی تم یہ عنایت کیسی
اب کسی ہوش ہم سمجھنی کا نصیحت کیسی

وہ بادہ کش ہون جو پینی کو بیٹھ جاتا ہون
تو دور ہی نہین رہتا سبو باقی

ضیا ہی چار طرف حسن چار ابرو کی
رہا فروغ نہ چمک کا چار سو باقی

خدا کی فضل سے اسکو ہی آج رو بیٹھے
رہی تھی نام ڈبونے کو آبرو باقی

شب فراق ہی ہو نہ کی شکل جوس لیا
برنگ گل نہ رہا جسم مین لہو باقی

گلے مین رہ گئی انکی کا بال او قاتل
چھری نی کوی جو رکھی رگ گلو باقی

جلای داغ کلیجے کو تو جلانے دو
کہ یادگار محبان ہی یہ عضو باقی

ہزار شکر یہ دیا کاسی دست پا کام آے
ہزار چاک گریبان کا تہار فو باقی

خزا نہین دیکھیے کیا دامن چمن کی بہا
کہین نہ بیل ہی باقی نہ گو کہو باقی

وہ شوق وصل نہین اب جیسے روز اوّل تہا
کہ بعد شب ہی فرش گل مین بو باقی

جو کچھ کہ منہ سی کہا ہی اوسی نباہو حجر
زبان دیکھی اب کیا ہی گفتگو باقی

اپنے ساغر کا خط اشک کہا دی ساقی
جام جمشید کو آنکھوں سی گرا دی ساقی ۴۸۸

آفتاب اپنی صبوحی کا دکہا دو ساقی
مرغ زرّین سی بطحی کو اڑا دی ساقی

جام گردش مین ہو تو رقص کا عالم دیکھیں
اپنے سرخاب کو طاوس بنا دی ساقی

آنکھ کھلتی نہین بے نشا ہے بستر پر
نیند سے مردم قالین کو جگا دی ساقی

تیری پیمانی سی نکلین تو جھلکتی نکلین
پھول سی جام ہستی کو بسا دی ساقی

تو نے بھر بھر کے دیے جام دیا کیا مین نے
تیر اگر بھر دو ان اگر مجھکو خدا دی ساقی

چمک کا نہین وہ دکھاتی ہی بجلی
کہ بجلی کے بھی ہوش اڑاتی ہی بجلی

حرارے نہ زلف لاتی ہے بجلی
شرارت سے کے بادل اڑاتی ہی بجلی

پھڑک جسم مین ایسی ہوتی نہین ہی
دوپٹے تلے کوندجاتی ہی بجلی

جو ذرہ تڑپ اپنی دلکی دکھاؤن
ابھی دست ہیبت بڑھاتی ہی بجلی

بکاؤ فغان دشمن قصر دل ہین
گراتی ہی بارش جلاتی ہی بجلی

کہان تیری شوخی رفتار اوسمین
گری پڑتی ہی لڑکھڑاتی ہی بجلی

ترے پتلیو ایسی گھٹائین خجل ہین
نگاہوں سی آنکھین چراتی ہی بجلی

دوپٹی کی پیچھے پڑ آنکھین ٹنکی ہین
کسے اپنا الجھا دکھاتی ہے بجلی

یہ بادل اڑینگے مری چشم تر سے
کسے اپنا لڑکا سناتی ہی بجلی

کوئی انمین ہمدرد اپنا نہین ہی
نہ پیاری ہین بادل نہ بہاتی ہی بجلی

جو روون گھٹا ہوتی ہی نیلی پیلی
جو تڑپون تو تیوری چڑھاتی ہی بجلی

دکھاؤ ذرا آستینو نکے پیچھے
بہت اپنی بغلین بجاتی ہے بجلی

تڑپ اسکی ای بحر اوسمین کہان ہے
مری آہ کا منہ چڑھاتی ہے بجلی

۴۹۱

اپنی سزا کو پوچھی تمہاری جگر جلے
ایسے لگی کہ پھر نہ بجھی عمر بھر جلے

مارا شب فراق نے مجھکو ہزار حیف
گھی کے چراغ آج رقیبو نکی گھر جلے

تقدیر لائی جنگل صیاد مین مجھے
جب آتش چمن ہی نہ یہ مشت پر جلے

جی تڑپ جاتا ہی بجلی جو چمک جاتی ہی
ابر او دہر آیا اودہر سیکدی میخوار چلے

کب سبک و صعوں کی بیروہی ہوا رباب وقار
ساہی کی شکل یہ ممکن نہیں بیوار چلے

اگے بیٹہے جو کبھی تیر کی صورت بیٹہے
چلے اوٹہکر تو وہ تلوار کی رفتار چلے

کچھ نیچہ سحر تری نرگس جادو نے کیا
ہم سلامت ترے گہر آئی تہی بیمار چلے

قیس و فرہاد ہی جب ہو نسکا نظم و نسق
افسری ملک جنوں کی مری سرکار چلے

کیا خوش اوقات خراباتی نہیں ہیں ہم بہی
جب اوٹہی گہری سو خانۂ خمار چلے

اوسکے زیر قدم انکہ نکو بچہاتی ہیں عبث
دخل کیا راہ محبت و ستمگار چلے

شوق دیدار نے دیوانہ بنایا ہمکو
ارنی کہتے ہوے جانب کہسار چلے

تم اگر شہر خموشاں کیطرف سے نکلو
مردے اوٹہ اوٹہ کی پکارین کہ ہمیں یار چلے

ہوے شافع محشر کی شفاعت بیکار
سجدۂ شکر کرین ہم کہ گنہگار سے چلے

جان بسمل یہ دعا مانگ رہی ہی سر راہ
کوچۂ زخم سے بہر یار کی تلوار سے چلے

بحر شوار ہی دریای محبت سے عبور
لب ساحل پہ مری ڈوب کے جو پار چلے

٢٩٣

مقسوم سے زیادہ نہ لقمہ نگل چلے
ذی حرص نان پر کیطرح ہاتہ مل چلے

دنیا کی پڑ ہیں ہیں حنظل ہیں اوسکی پہل
خفاش میوے باغ کے کہا کر اوگل چلے

زلف دوتای یار کو ہم چاہ کر تھکے
کیونکر دو منزلہ کوی پہلی پہل چلے

کیا کیا تمہو نکو ناز ہی جوش شباب پر
طوفان کی مثال یہ قطرہ ہی وبل چلے

[illegible]

مہمان سرای دہر ہین کیا فکر بود و باش	ہم تم غریب لوگ ہین آج آئی کل چلے
تیرا وہ اشتیاق ہی جہوٹون جو تو بلاے	لبیک گنگ بول اٹہی اور شل چلے
کیا ہی دکان گرم ہے پستان یار کی	کتہے انار ہوگیی جب سی یہ پہل چلے
کعبے سے کوی یار کا رتبہ بلند ہے	عاشق کو چاہیی کہ یہان سے سنبہل چلے
کوچہ پر یہ خونکا بہت خوفناک ہے	چلتے ہین ہم جو ساتہ ہماری اجل چلے
بلبل کا حال ہمنے جو دیکھا خزانکی وقت	شبنم کی ساتہ اشک ہماری بہی ال چلے
دیکہی گیی نہ تابش روز فراق یار	شل تک گئ آنکہون کی ڈہیلی نکہل چلے

افسوس ہی بہار دو روزہ گزر گیی
ای بحر باغ آج چلے تم نہ کل چلے

۴۹۵

مقام شرم ہی دنیا سی روسیاہ چلے	خدا کی سامنی کس منہ سی عذرخواہ چلے
ہوی نہ دیر کے راہی خانقاہ چلے	پہونچ گئے سر منزل ہم ایسی راہ چلے
ہم اس جہان سے کیا ہی بعز وجاہ چلے	کہ دوش پر لیے پشتارہ گناہ چلے
کسے خبر ہی کہ منزل قریب ہی کسکی	خبر نہون جو کوی راہ یا گراہ چلے
یہ ضعف ہی جو کیا قصد کوی جانا کا	قدم قدم پہ گرے دو قدم جو راہ چلے
کسے فروغ ریائی نی روسفید کیا	چراغ بزم سے آخر کو روسیاہ چلے
نکالا سکہ زر نے مخالفت کا چلن	فقیر سے نہ کبہی مل کی بادشاہ چلے
فغا نسے کچہ نہوی در حجر ہین تخفیف	دم اخیر بہی جی بہر کی ہم کراہ چلے

۴۹۶

بلند قدر ہین جو کب وہ پست راہ پر چلے
کبہی زمین پر اوتر کر نہ مہر و ماہ پر چلے
کبہی نہ راہ تواضع پر اہل جاہ پر چلے
اوتر کے تخت سے ہی نہ بادشاہ پر چلے
ملا نہ دین نہ دنیا ملے تباہ پر چلے
اسے بہی چاہ چلی اور اوسی بہی چاہ چلی
خزانہ جمع کر مال دیکہا قارون کا
زمانہ وہ ہی کہ بیکار بادشاہ پر چلے

[illegible]

عجب یہ رسم محبت ہی جسنی ظلم کیا
قیام ہی صف مژگان کو خلق امن مین ہے
و م خرام یہ ہوتا ہی حکم آنکھون کو
کفن مین اسلیے مر مر کی منہ چھپاتے ہین
اوٹھے ہین کسکی زیارت کو آج میر قدم
ضرور چاہیے شغل شراب محفل مین
نماز شکر پڑہین گے عذاب سے چھوٹے

اوسکی خدمت عالیمین داد خواہ چلے
زمانہ ہو تہ و بالا جو یہ سیاہ چلے
کہ یہ جیسے تانے ہوی رو برو نگاہ چلے
کہ رو سفید ہم آئی تھے رو سیاہ چلے
کہ چھلے پاؤن کہ سکتے مری گناہ چلے
جو وسبدم نہ چلے جام گاہ گاہ چلے
ہم اسلیے مع تسبیح و سجدہ گاہ چلے

رکے کا بحر کے رکو نہ ابل گمراہ
نہ راہ راست کبھی کشتے تباہ چلے

۴۹۷

ملا ای آنکھ جو وہ ساغر شراب ملے
دبیر چرخ سے لکھواون حرف مہر اسمین
شب فراق مین سوتا اگر گوارا ہو
نکل کے کوی صنم سے ندیکھی آبادی
غلط نہین کہ گنہگار بالبال ہوں مین
ہوا ادھر سے اوڑا لای پر کبوتر کی
وہ صید ہون کہ دعا مانگتا ہون فاقون مین
جو نام لیکے پکارا تو اسمین نام نہین

جو لب بلب ہو سقنقور کا کباب ملے
جو تیرے چہرہ پر نور کی کتاب ملے
یقین ہی مرگ کی لذت میان خواب ملے
اوجاڑ شہر کو پایا محل خراب ملے
بدن پہ رونگٹے مجکو بے حساب ملے
جب ایک نامہ گیا سیکڑون جواب ملے
ملے تفنگ کو دانہ چہریکو آب ملے
جو گل ہین آپ تو بلبل مجھی خطاب ملے

ردیف ے

[illegible]

جام آنکھون مین سمایا ہی حسرت ہی مجھے — دل کی صورت نہ نقل ہی کبھی مینا نکلے
ہو چکی آپ کے باتون سے تسلی ہمکو — دم ہی بتلاؤ اگر دم بھی ہمارا نکلے

بحر دنیا سے سفر اپنا ہی صندوق نگار
شامیانہ ہی کہان خیمہ ہمارا نکلے

۴۹۹

جو قسمت مین ہو ناکامی کسی سے کام کیا نکلی — یہ آنسو بھی اثر نکلے یہ نالی نارسا نکلے
جو دعوی آبداری کا کرین تھی تو جھوٹے مین — چمک مین تیری دانتون سے تارے بھی سوا نکلے
پرندونکو بھی تیر صید ہونے کی تمنا ہی — محل سے تم جو نکلو تو شیانی سے ہما نکلے
سلیمان سے ملی بلقیس یوسف سے زلیخا بھی — صنم سے وصل ہو میری بھی جیسے اپنی دعا نکلے
جفا کرتے ہین جسد قدر فا کہتی ہی یہ مجھسے — گری تم سے نظر تیری گر آنسو فرا نکلے
قفس یہ تنگ پایا مجھ اسیر دام الفت نے — کہ بس چاہون اگر میری برابر ہی ہوا نکلے
نہ تھا معلوم دل لیکر یہ مجھپر ظلم توڑو گی — ٹرا دھوکا دیا تمنے بڑے تم بیوفا نکلے
جنون کے جوش مین پابند راحت ہو نہین سکتے — لگے کانٹے کھٹکنے ملین جیسے خار پا نکلے
خوشی کو آجتک سینے نہ پہچانا کہ کیا شی ہی — مگر یان درد و غم رنج و الم آشنا نکلے
تمہارے ہجر کی تارے یہ گنتی ہو نہین سکتی — جفاکاری مین تم چرخ ستمگر سے سوا نکلے
کبھی شاہ ل غزالون مین کبھی آل نگو نامین — اوڑا کی خاک کیا کیا جب کبھی صحرا مین جا نکلے
ابھی ہم اہر کہ ٹھہرا کی گھڑیان گھر سے نکلتی ہین — ذرا سے جاؤ تو نکلے شوق غزل کا سلسلہ نکلے
حصار آسمان کرتا ہی تنگی کسطرح نکلو — بلا سی گو رکھو تو گو ہون تمہی تیرا ستاں نکلے

[illegible]

زلف سر کی کمر یار سے اس ناز کے ساتھ
یوں نہ مجنوں کی بغل سے کبھی لیلا نکلے

سامری کا بھی فن کارگر اس پر نہوا
کاکلاسے بھی سوا زلف چلیپا نکلے

مر گئے پر بھی وہ سودے کی حرارت نگئی
قبر سے خاک مری آگ بگولا نکلے

ہاتھ آیا ہی جوانی ہیں وہ جوبن تجکو
کہ ہتھیلی سے تری چاند کا ٹکڑا نکلے

چشم محبوب کی مستی ہی عجب ہی شیشہ یا
یہ کٹوری قدح بنگ یہ ٹہرا نکلے

کونسی زیست کی صورت ہی یہ عن نسخ و تعجب
جان پر بیٹھ پڑی ایسی کہ گھبرا نکلے

ایک بوسی کے لیے زلف ہیں الجھی رہی ہم
نہ کٹی پاؤں کی بیڑی نہ تمنا نکلے

ہاتھ دہو بیٹھی جب اس لذت دنیا سے فقیر
نعمت کون و مکان منہ کا نوالا نکلے

ہمسے بڑھ کر نہ کوئی ہوگا تمہارا گاہک
ایک یوسف کی خریدار زلیخا نکلے

طاق بیٹھی وہ بطامی صفت اوڑہی اور تپے
مست کے منہ سے ہر اک بات لطیفا نکلے

قدر بیقدر کی بھی وقت پہ ہو جاتی ہی
ایک کوڑی بھی غرض پر در یکتا نکلے

ہمسے کس قدر نہ بیٹھی ہوئی ہر گند پلو کر
مانگ سید ہی کبھی غیرت لیلا نکلے

ایک سا حال محبت کا نہ دیکھا ہمنے
کہیں قطرہ نظر آئی کہیں دریا نکلے

بحر ہم سیکڑی خالی لب کوثر بیٹھے
نا ؤ یار و نکلی کہاں ڈوبی کہاں جا نکلے

سوز پروانہ بہلا مرغ سحر کیا جانے
غیب کے دل کی لگی کوئی بشر کیا جانے

جہانکتا ہی کوئی دل پیر اکہنچا جاتا ہی
چشم روزن یہ لگاوٹ کی نظر کیا جانے

[illegible]

گند کیا نوک مژہ ہی کسلیے نشتر بنے
کیا برش جاتی رہی ابرو کی جو خنجر بنی

زیب تن ہر جزو تن ہی سر سی لیکر پاؤن تک
جملہ اعضا ہر بشر کیواسطے زیور بنے

بیچتے پھرتے ہین اپنا دین ایمان آبرو
جب بنے آدم ہوی محتاج سوداگر بنے

یہ دعا ہر دم ہی مجھ میخوار عالی ظرف کے
چرخ گردان خم بنی دور جہان ساغر بنی

یار کے ہاتھون ہمارا خون ثابت ہو گیا
خط کف دست حنائی کی خط محضر بنی

جوش خون ہو انو نکا کچھ رنگ لائیگا ضرور
کیا سبب کیعین بڑیان ٹوٹ گئین خنجر بنی

کیا ضیائے حسن ہی چمکا ثریا ہو گیا
اوپ کا تو سے ہوی ایسی گہر اختر بنی

خانہ ویرانی ہی قسمت مین کہان آیا دہون
اوسطرف نکلے سر کا اپنا جدہر کو گہر بنی

لیچلے ہی شامت اعمال کو سی یار مین
غیر کا سایہ نہ ہیری واسطی اژدر بنے

باعث شیرین لبی ہی پان کے لاکہی کا رنگ
آگ پر جیتک نہ کہی جای کیا شکر بنی

جب بہار آئی ہوا اسدرجہ میخواریکا جوش
تیلین کا لون کے دل کو رو کے دل اکثر بنی

عہد عشرت مین بشر کی پرورش کیونکر ہو
جب پدر گردون بنے دنیا کی جان مادر بنے

کیون کسی نا قدر سیم اندام پر پروانہ ہون
جلیے ایسے پر کہ پھر اکسیر خاکستر بنی

اپنی کہتے ہو غضب ہے اور کی سنتے نہیں
کان بہری کر کی صاحب کیا زبان آور بنے

چاند کو حسرت ہی گل تکیہ بنی محبوب کا
چاندنی کو آرزو ہی سیج کی چادر بنی

کیا تعجب ہی کوی مرتد جو بن بیٹھی امام
بنگیے کتنی خدا کتنے ہی پیغمبر بنے

نیک طینت کسطرح سے کیجیے بد اصل کو
غیر ممکن ہی کہ رانگا سیم تانبا زر بنی

ردیف ب

پیہی داغ دل اپنا ہی ایشب فرقت
لگا تو شوق سی تیغ سیاہ مہتاب اپنی

کہان یہ بات تری کہان یہ رنگ پیرو
ملای لب سی تری پنکہڑی گلاب اپنی

یقین ہی وہ نہ جانیگا مہ برقع مین
پہرطی دکہای گا مجھی دیدۂ پر آب اپنی

سمند عشق جنازہ روان سواری کا
دہان گور کو سمجھے رہیون رکاب اپنی

[illegible]

مجھے بھی چین ہو بسا تیں کوئی دم بحر
جو بدلی گھڑی مری کو ٹھری حباب اپنی

زر سے کیا قارون کو راہ عدم کی روشنی
بی میلی ہوتی نہیں دام و درم کی روشنی

اسی امیر لیجئیو بذل و کرم کی روشنی
کور کی گھر میں نہیں تیغ و علم کی روشنی

بادۂ گلگون شفق جام بلوریں آفتاب
بزم رندان میں ہی ساقی تیری دم کی روشنی

فی الحقیقت دانہ تسبیح چراغ افروز ہے
آنکہ کا تارا ہوئی خال صنم کی روشنی

شمع رونکی تجلی کا کوئی خواہان نہو
شمع روشن ہی تپنا نکو ستم کی روشنی

آج بھی اہل جنون سے ٹپ میں تاثیر ہے
جل اوٹھا جنگل اگر غولان کی کم کی روشنی

کفر و اسلام اوسکے دو ویرانی ہیں فی الحقیقت
جلوۂ محبوب ہی دیر و حرم کی روشنی

چشمۂ حیوان ہی ظلمت میں خضر آگاہ ہی
ای سکندر ساتھ لی اوسکی کرم کی روشنی

دیدۂ بلبل سے دیکھا چاہیی لطف بہار
ہر چراغ گل میں ہی باغ ارم کی روشنی

برق پرتو ہی نقاب چہرۂ پرنور کا
چاندنی ہی یار کی نقش قدم کی روشنی

روغن اشکو نکا چراغ داغ کو درکار ہے
روشن آنکھوں نکو نہیں دیگی غم کی روشنی

کیون اسیر دام ہوتا ہی بشر بہر فروغ
دام تاریکی ہی آخر کو درم کی روشنی

خانۂ ہستی میں چراغ صبحگاہی روح ہی
ایکدم کی روشنی ہی ایکدم کی روشنی

کار آتشباز کرتی ہی طبیعت بحر کی
پہلجھڑیکو بات کرتی ہی قلم کی روشنی

ہی اگر اقبال اپنا کیا کریگی زلف یار
با غمین دولت لٹاتے آئی ہی فصل بہار

یہ صنم چلے جو ہم سپید انسی گئے
تار بخیہ کیون ہمارے زخم تک تا ہین

سیر کی ٹھی کو اڑا کر لیچلا وہ شہسوار
ڈہونڈہ کر چٹکی بالونمین نکالینگے کمر

مر گیا مین عاشق چشم آہو ونکو دیکھکر
کیا کہون ہر گشتگے جب سی کہ مین پیدا ہوا

کیا اثر اکسیر ہی کہ پڑجاتی ہین دو رو نکے نشان
کیون فریدو نکو نہ کاٹا افعی ضحاک نے

گل نے زر پایا تو کچھ ہاتہ نہ پنہچا تاک نے
ان کہلونو نکو دیا روغن ہمارے خاک نے

سونی کے ناکیکو وکاکس گیریبان چاک نے
جست دیکھکر فرس نے بڑی فتراک نے

موشگافی کی اگر آئینہ ادراک نے
مجسمے کی روپاہ بازی شست حشمت ناک نے

لپیٹے گہارے مین بالا گردش افلاک نے
کپڑی جب پہنی بدن اوتھو کیا پوشاک نے

آب زر رکھتا نہین کیا بحر فیاضی کر
ورنہ دریا کو بہی روکا ہی کہین امساک نے

آنکہ نہین یہ کی رخنہ گر کسی نظر ہی نے
سمجھا مین کبہی رشتہ گل گاہ رگ گل

جسجا کہ اوڑا دس نگہ مست کا شہہ آ
تقدیر جہری پہیر توا نہ نسے نہ ہو فیض

یا دام کے تقلو نسے ہی ستہ بہر پا ہی
رفتار اوڑائی ہی کسی شنگ نے کمر

مژگان کیا پتلے کو پریشان کسی نے ۵۰۸
دہو کی دیئے کیا کیا تری نازک کمر نے

پر بیضہ مینا سے نکالی نہ پری نے
زخمی کو دیا آب زخم نگی تری نے

ای خال لب یار تری تلشکر سے نکے
کچھ پاؤن نکالی ہین بہت کیک دری نے

ردیف الہا

دلفریبی نہین اوٹھتی ہی بناوٹ سے کبہی
دل لبہا نیکا اک انداز جدا ہوتا ہے
کہائی کچھ سو رہین فرقت مین یہ بات بہی
زہر بیمار محبت کو دوا ہوتا ہے

کیا عجب عشق ہو جو ہر سے ہین

خوب چلتی ہے ناؤ کاغذ کے

گھر مین قاضی کے مال آتا ہے

بجدا کم نہ گھٹرے پھر بھی محبت ہوگی	دلکو دنرات دکھایا کرو کیا ہوتا ہے
جادۂ راہ عدم ہوگئے جیتی محبکو	کمر یار یہ دم میرا فنا ہوتا ہے
لوگ صندوق لیے جاتی ہین مجھ حسن کیطرف	کوئی قیدی تجھی زندانسے رہا ہوتا ہے

حضرت عشق چھپینگے نہ کسی تنگ مین مجھ
کیون الف کھینچ کے انگشت نما ہوتا ہے

۵۱۰

دلکو چھینے ہوے دلدار لیے جاتا ہی	سفت یہ مال خریدار لیے جاتا ہے
دم نکلتے ہوی آنکھونسی بہت دیکھا ہے	آدمی حسرت دیدار لیے جاتا ہے
سر ٹپکنے کو ہی سنگ در دلدار بہت	کیون جنون جانب کہسار لیے جاتا ہے
حسن کیا جنس ہی مجمع ہو خریدارونکا	ساتھ ساتھ اپنی وہ بازار لیے جاتا ہے
اوسکے بازار کرم کی جو سنی ہی تعریف	جنس عصیان یہ گنہگار لیے جاتا ہے
کیا خطا پاؤنکی دیکھی دل سودائی نی	طرف وادی پرخار لیے جاتا ہے
روشن اعمال سیہ راہ عدم مین ہونگے	سفری ساتھ شب تار لیے جاتا ہے
اے مسیحا تجھی کچھ میری خبر ہی کہ نہین	گور مین عشق کا آزار لیے جاتا ہے

قطعہ

بادہ نوشی کا زمانی مین ہے کیا دور اوسے	خم خریدکے وہ سے میخوار لیے جاتا ہے
بیچکر اپنا عمامہ کوئی پیتا ہی شراب	رہن رکھنی کوئی شلوار لیے جاتا ہے
ساتھ لیجا نہین سکتا ہی متاع دنیا	اک کفن مردم زردار لیے جاتا ہے
پھر مجھی یاد بہاری اوڑا یاد مین	پھر یہ جھونکا سوی گلزار لیے جاتا ہے

	بحر کی سنکے جاروقانہ غزل شاہ دریا کو حال آتا ہے	

تڑپنا کون بسمل جانتا ہے	٥١٢	اسے کچھ میرا ہی دل جانتا ہے
دیار عشق کا جو ہے مسافر		لحد کو پہلے منزل جانتا ہے
نہ کہہ مرتا نہین کوئے کسیے پر		اسے تو کار مشکل جانتا ہے
پیئے دنیا ہی زہد و علم واعظ		وہ مصحف کو حمایل جانتا ہے
مس دلکو کیا ہے صاف جسنے		زر خورشید مین ظل جانتا ہے
سمجھ مطلق نہین اہل غرض کو		کسیے محتاج سائل جانتا ہے
او سیکے واسطے نشو و نما ہی		جو دانہ خاک مین مل جانتا ہے
بتو تمسے خدا محفوظ رکھے		تمہاری دلبری دل جانتا ہے
وہی ہے سلسلہ آزادگے کا		جسے مجنون سلاسل جانتا ہے
محبت ہی جسنے وہ داغ دلکو		رخ محبوب کا تل جانتا ہے

	فقط اوسکی عنایت ہی لیے بحر جو مجھ ناقص کو کامل جانتا ہی	

جو بوی گل کا قفس تک گذار ہوتا ہی	٥١٣	تو ایک تیر کلیجے کے پار ہوتا ہے
حصول کچھ نہین نشو و نمای دنیا سے		درخت پہل کے بہت زیر بار ہوتا ہے
ہلال ماہ محرم سمجھ کے روتا ہون		کبھی جو یار سی خالی کنار ہوتا ہے

ردیف ضمیمہ

طریق ظلم سے باہر نہین قدم اوسکا
وہ چال چلتے ہین دل پائمال ہوتا ہے
شراب دی مجھے ساقی کہ عید فطر ہی آج
حرام تیسرے فاقی حلال ہوتا ہے
تمہاری دیکھکے آنکھین [illegible]
کباب سیخ [illegible] غزال ہوتا ہے
عجب نہین جو کہا قیس نے [illegible]
جنون نہین عقل و خرد کا زوال ہوتا ہے
بہار اوج سفر مین [illegible]
کہ دانہ خاک مین ملکر نہال ہوتا ہے
[illegible]

قیامت آئگی وعدہ میں طول کھنچتا ہی
ہلاک ہوتی ہے پر زر کے لیے بنی آدم

گرو نکا ماہ مہینی کا سال ہوتا ہے
عزیز جان سی بھی بڑھکے مال ہوتا ہے

ہو گا آنسو وسی نہ عشق کم ای مجیر
کہ اس لگی گا بجھانا محال ہوتا ہے

٥١٥

غریب مرد مفلس کا مال ہوتا ہے
ذلیل اہل غرض کا کمال ہوتا ہے

دل اب نہ دیجیے تو انفعال ہوتا ہے
دراز زلف کا دست سوال ہوتا ہے

پھڑک پھڑک کی نکلتا ہی تن سے طائر جان
بہت بڑا یہ محبت کا جال ہوتا ہے

وہ انگلیاں ہیں کہ پچکاریاں شہاب کے ہیں
اسیر رنگ کفک سی گلال ہوتا ہے

ہمارے آپکے صاحب چلے کٹی نہ ہے
سرور غیر کو ہمکو ملال ہوتا ہے

عیاں کرامت بنت العنب ہے ساغر سے
کبھی یہ بدر کبھی یہ ہلال ہوتا ہے

ثمر کا ثمرہ زمانی میں سنگساری ہے
درخت پہل کی یہاں کیا نہال ہوتا ہے

ابھی جو یار سولاتا ہی اپنی ساتھ مجھی
شبوں کا جاگنا خواب وخیال ہوتا ہے

موافقت کی وجہ سے کلام کرتی ہیں
مزاج میں جو کبھی اعتدال ہوتا ہے

مقابلہ تری آنکھو نسے کر نہیں سکتا
ہرن شرم کے چہرے سے حلال ہوتا ہے

جنون عشق وہ شے ہے لباس تن کیسا
ہر ایک بال بدن پر وبال ہوتا ہے

سمجھ کی عاشق زار اپنا وہ پری خسہ سا
مجھے جو دیکھتا ہے زر و لال ہوتا ہے

بوقت نزع وہ آئیں تو یہ کہیے کوئے
غم فراق میں یکدم محال ہوتا ہے

چلا ہی گور مین لیکے مجھے تن بیجان ہر ایک زلف کی لٹ سانپ کی ڈسی ہے		کہے ہین کب فرس بے لجام ہوتا ہے سیاہکار یہ انکا انتقام ہوتا ہے

رہے نہ نگین طبیعت مین شاعری کندہ
اسے نشان نسے کی بحر نام ہوتا ہے

۵۱۷

آراستگی بڑے جلا ہے — پتھر کی بغل مین آئینا ہے
مجکو یہی آپ سے گلا ہے — پوچھا نہ کبھی کہ حال کیا ہے
اللہ رے حسن کے لگاوٹ — داؤ در رقیب اور ریا ہے
کھوٹے ہین طلائی رنگ والے — اس سونے کو بارہا کسا ہے
بالونکی گھٹا تلے ہین جھالے — مینہ موتیون کا برس رہا ہے
تقدیر مین آگ لگ گئی ہے — عالم سے جگر جلا جھنا ہے
پیری مین ہے حرف زندگی پر — جو قد خمیدہ ہی وہ لا ہے
پیتے ہین شراب مابدولت — ساقی بط سے نہین ہما ہے
مین دوڑ رہا ہون اوسکے پیچھے — جو سایہ سے اپنی بھاگتا ہے
بیمار ہون خوب صورتون کا — حسن یوسف مری دوا ہے
باریک کمر سے کیا ہی اوسکے — تلوار مین بال آگیا ہے
بھو نپر جو دوپٹے کا ہے لچکا — پٹھا تلوار پر چڑھا ہے
کمر کا کھلا ہے در سر راہ — معشوق بغلمین ہی یہ کیا ہے

دل تنگ مین تو پہر کیسے سما ہے
پیار اوکی سے بیا ہے
ابھی ہا نہین یہ خلش رقیبون
ہم دیکھین نہ رقیب بھلا ہے
کیون اوس سے بہی تو کیا نہ ہے
کیون نہین نکلتا

بہ طرز کلام مبر کا ہے
اپنا ہی اتنا ہے جو صلا ہے
آنکھون مین وہی ایک تماشا ہے
دولت سے کبھی نہ سیر ہونا ہے
کیا جسم نزار خار سا ہے

۵۱۹ قطعہ

تمہارے مقابل قمر ہی تو کیا ہی
تجلی اگر طور پر ہی تو کیا ہے

کئی داغ اسمین کئی زخم اوسمین
یہ دل ہے تو کیا ہی جگر ہے تو کیا ہے

ہی اک نان داغ تحسّر بغل مین
غریبونکا زاد سفر ہے تو کیا ہے

مقدر سے کچھ چشم عنایت ہو سبہی
ستارے کی ٹیڑہی نظر ہی تو کیا ہے

ڈرین اہل دولت فقیرونکو کیا ڈر
فلک سیر اوشمن اگر ہی تو کیا ہے

اثاثہ نہین جسکے جانی کا غم ہو
گہر خدا ہی مٹی کا گہر ہی تو کیا ہے

نہ کچھ دستگیری نہ کچھ حال پرسی
کسیکو کسیکی خبر ہی تو کیا ہے

خدا آبرو اہل جوہر کی رکھے
وگرنہ خذف ہی گہر ہی تو کیا ہے

حقیقت نہین نام ٹہیر لیے ہین
دہن ہی تو کیا ہی کمر ہی تو کیا ہے

اگر حسن ناز و ادا سے ہی خالی
پری ہی تو کیا ہی بشر ہی تو کیا ہے

کوئی ایسے دولت کا خواہان نہین ہی
ہے قارون کیا مال زر ہے تو کیا ہے

اگر زندگی ہے تو بچ جاینگے ہم
تڑپ لکو آٹھون پہر ہے تو کیا ہے

اگر بے اثر آہ سوزان ہی اپنے
دہوان ہی تو کیا ہی شرر ہی تو کیا ہے

نہ شعر گوئی براے بحر نازان
کوئی پوچھتا ہی خبر ہی تو کیا ہی

۵۲۰

شکوہ نہ رقیبون سے نہ جانان سے گلا ہے
مجکو فقط اپنی دل نادان سے گلا ہے

یون خاک بسر مجکو نہ کرنا تہا جہان مین
ای یار تری الفت پنہان سے گلا ہے

ہر زخم کو اوس غمزۂ زن ونگاں سے گلا ہی
کلیجہ نہ کبھی لالی شکایت صبا سے
بہیجا نہ کوئی پہول گلستان سے گلا ہی
نغمہ نہ سنائی کبھی احباب قفس کو
گلزار کے مرغان خوش الحان سے گلا ہی
رہی کو ہنسا تا نہین ملتا کہین وسکو
مجنون کو ترے گوشۂ زندان سے گلا ہی
سویا نہ کبھی چاندنی مین ساتھ ہماری
ہمکو بہی اوس ماہ درخشان سے گلا ہی

سنجے کی ہوس رکہتے افکار دو دنیو
رونکی مری دعوت مجہی مہمان سے گلا ہی
کہتے ہی تو کہانی نہ گلوری کا ملا عطر
[illegible] سے گلا ہی
دم بہر نہین لگتی ہی پلک سے پلک اپنی
مجکو بہت اس دیدۂ گریان سے گلا ہی
انسو بہ نہ بہتے تو مین [illegible]
کیا ہجر و اتہبا مجہی ہجران سے گلا ہی
ہی عار محبت کی عبادت کو نہ اوسے

[illegible]

دیار عاشقیکے بود و باش اچھے نہیں یارو — یہ آفت خیز نگری ہے شہر انگیز کہیڑا ہے

وہ آنکہیں یاد آتی ہیں مجھی جب شست جستی میں — غزالونکو گیا ہے چکار و نکو کہدیڑا ہے

نہ کہ آلودہ دامن عاشق گریاں کبھی ایو غلط — ٹپکنا آنسوونکا داغ عصیانکو ٹیڑا ہے

مزار ان میں نہیں ہے خانۂ دنیا کی آرایش — مری پرفیصلہ ہے جیتے جی سارا کہیڑا ہے

کنار حوض کوثر کے ہم عصیانسے او تر ینگے — پیالہ تیرا ایساقی گنہگاروں کا بیڑا ہے

نہ پوچھو جو مصیبت مجھپے گذری ہے شب فرقت — لحد کہدوا کی پائی ہے کفن بھی کرا اوڑہیڑا ہے

سلامت یار او ترنا ہے تو بس اسکے کنارہ کو — ہوا ہمیں ہر بیٹی ہے بحر طوفانی یہ بیڑا ہے

کعبہ اک جسکی ہے محراب وہ در اوسکا ہی — خلد ہے جسکا جلوخانہ وہ گھر اوسکا ہے ۵۲۲

شوق دیدار جو منظور نظر اوسکا ہے — ہم جدہر دیکہتے ہیں جلوہ اودہر اوسکا ہے

صفت روح مری دلمیں گزر اوسکا ہے — صورت نور قمر آنکہ میں گھر اوسکا ہے

روح کو دخل نہیں دلمیں گزر اوسکا ہے — اوسکی دربان ہے آہو دریہ گھر اوسکا ہے

عشق وہ نخل ہے آسیب ہے سایہ جسکا — دار شاخ اوسکی ہے منصور ثمر اوسکا ہے

دل ہلکہ رہی مرا شیشۂ ساعت کیطرح — اک گھڑی خوش نہیں غم آٹہ پہر اوسکا ہے

وہ پریرو ہے سپید او رسیہ کا مختار — زلف شام اوسکی ہے رخسار سحر اوسکا ہے

لا کے تلوار کوئی کہاتی تکلف کیا ہے — جو کہ ابرو کا ہے ہی وار جگر اوسکا ہے

اس امیں ہی سنتے ہیں ہمی لکھتے ہیں — کل مقام اوسنے کیا آج سفر اوسکا ہے

نیند کو رو و نمین یا ترک غذا کا غم کہاؤن جسکے دیدار سی صورت ہی کچی جینی کی	یہ محبت ہی کہ آزار ہی کیا ہوتا ہے سیر جیسو تسے وہ بیزار ہی کیا ہوتا ہے

سحر ڈوبی ہوی ہو جسکی محبت مین تم
وہ بہت بدہی بد اطوار ہی کیا ہوتا ہے

۵۲۴

باغ سبز اوسکو کہاتا ہو نمین ہوتا کیا ہے
اپنے اعمال ہون مقبول بہر سا کیا ہی
پاس ٹہلاتے ہو مجکو مرا رتبا کیا ہی
نامہ بر آی کہین لیکے جواب نامہ
جہانکتے بہی نہین بارض کی گہر مین تم
ہمنے پہلتے ہوی دیکہی کسیکو الفت
نہ تو دنیا مجہے ملتی ہے نہ عقبے مجکو
یوجہ مریم کو اب اوس چشم حیا پرسے
پنجشاخہ ید بیضا جو دکہائی دیکہو
شمع فانوس مین کیوین آگئے تمہاری اگی
ٹکڑے ہیر کی بند ہی ہون جو کہلادی مجکو
جب گئے ہی وہ ثمرہ دلمین جیون یا نہ جیون
پہر ملونگا جو ملاقات ہی اوس سے لکہی

خط ہی اکسیر کے بوٹی اوسی پر وا کیا ہی
مغفرت ملک اپنا نی ہی اجارا کیا ہی
آج مرضی مبارک مین آیا کیا ہے
حال کہلجای کہ تقدیر مین لکہا کیا ہے
شانہ ہی قفل ہی درو آیہ مین کہٹکا کیا ہے
بومین کیون تخم محبت ہمین پڑا کیا ہی
میری خلقت کا خدا جانی نتیجا کیا ہی
لب جان بخش تم کہتا ہی مسیحا کیا ہے
شب گیسو مین تم ہو کہ وہ ملکہڑا کیا ہے
مجابی یہ قدم مارا تو پردا کیا ہے
تیری تاروں کے گرہ مین شب یلدا کیا ہی
جان کاٹی کی انی پر بہر سا کیا ہی
خط تقدیر است ہی یہ مجلکا کیا ہے

مانگ بالون مین ہی کیا ہی آبدار	ڈوب مرنے کو یہ دھارا خوب ہے

آبرو جاتی رہیگی آپ کی
بحر اب وہین سی کنارا خوب ہے

ہمارا عشق کامل ہی جو غم کہانا مین لذت ہے	۵۲۶	بتون کا شکوہ اپنی دین مین کفران نعمت ہے
تو ہم سے نہاتا ہی بدن مین یہ لطافت ہے		جسے وہ سیل سمجہا ہی وہ باطن کی کدورت ہے
کمر باندہی ہی ان نے پر تمنای شہادت ہے		حسام یار کی سنبر سی گل لیے ہو تو غنیمت ہے
لکہا قاتل نے سیر نامہ پر ملک فادار ہے		یہ صد پارہ ہوا ان سو پارچی کا جسکو خلعت ہے
جب اپنے سنے بات کی ہمسے جبکہ آئی کہ خم آئے		عقیق لب ہماری یار کا سنگ جراحت ہے
گستاخی ہی نرگس سی اگر تشبیہ دون اسکو		وہ مخمور سیہ آنکہ اسکی کہ حور اینس جنت ہے
یہ حسن و عشق دونون سمجہے ہین فی خلقت ہے		جنم پتہر ہمارا مصحف عارض کی سورت ہے
وہ سودا ہی جسے نکلا ہون بازار قیامت مین		کہ ہر پلہ ترازو کی گل کا چشم و حشمت ہے
کچہ اندیشہ نہین کچہ سی محبت مین قدم رکہیے		خضر ہی ناک سے اسکا جو اسکی الف ظلمت ہے
خریداری کسیکے کیجیے دنیای فانی مین		ادہ اوٹہتے بیٹہہ ہی جو بن سودا غنیمت ہے
بصارت ہو تو ہر ذرہ یار نگاہ جانان ہے		ہر اک خط شعاع مہر انگشت اشارت ہے
حباب آسا ہوا عشق جانی کی نہین سر ہے		جنون عشق باقی ہی جو اپنا سر سلامت ہے

سنین جو ہر شناس اسکی سخن سیری چند شعر سکو
عقیق لب لکی یہ نگ ہین ستایش انکی قیمت ہے

کیا کیا عذاب گور میں ہے ہیں دیکھیے
کٹھری گناہ کی سی مرزکی پوٹ ہے

مختار ہیں وہ لکھیں لکھیں جو اب خط
صاحب کو روز اپنا عریضہ پوسٹ ہے

جوع البقر سے مگس خوان اغنیا
ہیں کم غذا ہوں مجکو تو ہیضے کا بھی ہے

شاہین فکر طایر سدرہ شکار ہے
اے بحر نسر جسکو نگاہ میں ہی بٹ ہے

مدت سے ولیمن ورد ہی ہے جو لاج
پوچھا کبھی نہ آپنے کیسا مزاج ہے ۵۲۹

نسخے میں اب یہ چاہیے خطمی لکھے طبیب
صحت کی کیا امید مرض لا علاج ہے

ہم عاشقوں نے ظلم بتان کچھ نہ پوچھیے
ان کافروں کا آج زمانے میں راج ہے

اکسیر مجھ فقیر کی نظروں میں خاک ہے
حاجت روا جو تو ہے تو کیا احتیاج ہے

قاضی کو سب سے بڑھ کی تلاش معاش ہے
غلے کی آرزو ہے تو ڈاڑھی جھاج ہے

سرکار کا ضرور ہے نذرانہ عید کو
عامل پہ صیام ہی فطرہ خراج ہے

سیرت کیطرح اپنی نہ صورت بگاڑیے
سب لوگ یہ کہینگے ہیولا مزاج ہے

فایق ہے سلطنت سے مشقت کا مرتبہ
مٹی کی ٹوکری بھی جو سر پر ہے تاج ہے

کیا کیا فریب کی ہیں وٹی کیواسطے
سچ کہتے ہیں مخرب آدم اناج ہے

وہ ملتفت ہی غیر سے میں بیقرار ہوں
ہیں اوسطرف اشارے ادھر اختلاج ہے

ہم تم میں بھی ملاپ یونہیں اندر ہے
جیسا کہ عنصروں میں بہم امتزاج ہے

یہ سنگ آستان ہے مجھے تخت سلطنت
سایہ تمہاری دامن دولت کا تاج ہے

بانگ اوا سے قلقل مینا بلند ہے
کیا ہی پرست عشق میں لعظوں کی بات ہے
بود و باش گوہی پر اوس شک ماہ کے
خورشید آسمان ہی سیر اپنا بلند ہے
کیا اثر ہوں فلک کا ستارا بلند ہے
روح عشق ہوں عشق کا رتبا بلند ہے
چھت کی احتیاج نہیں ہو پہ میں اوسے
صوم و صلوٰۃ و دل ہے سم درود ہے
بالا کجاف ابر کا لٹا بلند ہے
دنیا میں ہم کہاں عبادت گزار ہے
اونی سلوک سے ہی تنگ ظرف کو غرور
ہم اہل شاہ ہے ہرگز مرا ہے
پانی پلا کے گردن مینا بلند ہے
کیا چمن میں حق کی قدرت کا رشتی
بیٹھے فلک پہ وہ فلک نشین پہ تو
ابرو اشارہ کرتے ہیں کیا احتیاج ہے
عیسیٰ سے چار چند تری جا بلند ہے
تلوار کھینچتے ہیں وہ جبرئیل کی ہے

ردیف [illegible]
[illegible] اشتیاق [illegible]

کہتے ہیں میں یار کو اے تمنا بلند ہے
وہ قد نہیں ہوا ہے دونسا لجوا اڑہ ہے
نکلا ہی یار سے رخ شعلہ بلند ہے
اک قد اوس سر کا تاب شال ہو
ملنے لگے قد یار وہ یا بلند ہے
دیکھا نہیں کہیں ہے سر بلند ہے
دروازہ تو نے قبول ہاتھ و پا کا بلند ہے
فضل خدا سے ادبار دیکھا بلند ہے
[illegible] ہاتھ بات ہو اپنا بلند ہے ہر کہیں
ہم نے مغرور ہوں پلا بلند ہے ہیں
[illegible] سر کو دیکھا ہے ہاتھ بلند ہے
[illegible] بلند ہے آج
دنیا میں ہم کو اپنا بلند ہے
جو جن ہیں اپنی لفظ کا رتبا بلند ہے
[illegible] اپنا سر بلند ہے
اے جبین کی نقش کف پا بلند ہے

[illegible]

تیری ابرو کی ہمیشہ اگر ای یار بندہی	۵۳۱	گر قافیہ شعر مین تلوار بندہے
یاریون زلف سیہ مین دل زار بندہے		جسطرح پاؤن مین ہاتہے کی گنہگار بندہے
چاک ہو چادر مہتاب فلک کے ہاتہون		ٹہیون سے جو ہمارا تن افگار بندہے
عاشقون پر نہ کہلے جادۂ صحرا غم		ای صنم تیری کمر مین ہیچ نہ زنار بندہے
جسم کے خاک ہو چہوٹ قبا مین نہ نصیب		پیچ قسمت کے فراہم ہون تو دستار بندہے
وہ قمر چہرہ اگر مائل گلبازی ہو		گل خورشید کا گیند کی طرح تار بندہے
یہ نقاہت ہی کہ اب زیست کی ہی قید شدید		اپنے تعویذ کی ڈوریمین ہین بیمار بندہے
ڈہیلی انکہون کی گئی سنگ فلاخن کیطرح		گردش بخت سے یون آنسوون کی تار بندہے
قد کی اوصاف رقم ہوتی ہین دیوانون مین		ایک الف کی یہ حقیقت ہی کہ طومار بندہے
اپنی انگیا کی کٹوری نہ دکہاؤ مجکو		کہین ٹہرے کی ہوس مین یہ سیہ خوار بندہے
سیر کو نکلے گل اندام ہوا دارون پر		تیری کیونکر نہ ہوا سوسم گلزار بندہے
متوجہ ہی کدہر یار کہان آئی سنت		کسکے گلدستی مین اوسکی گل رخسار بندہے

بندش قافیہ ہو شعر مین ایسی جسکی بجہر	
ابرو یار کا دہوکا ہو جو تلوار بندہے	

پس کے مرجاینگے جو ٹرانہ خبردار بندہے	۵۳۲	ایک اک بال مین سو سو گنہگار بندہے
جو محبت کا طلبگار ہی دیوانہ ہے		یہ وہ سودا ہی جسے لیکے خریدار بندہے
بقضن مین کہین نگو نسا زہوت شکست کے نشان		پلکین آنسے مین صف جنگ تہ زنہار بندہے

مسافر جلد سے کہ طیار ہین رخت سفر باندہے
ہمارے ساتھ چلنا ہو جسی وہ بھی کمر باندہے
یہان غفلت کی پٹی ہی عبث آنکھون پر بسر باندہے
نہ رکھ چشم امید اپنے عذار پر رہ نظر باندہے
عروسان چمن کی کیا ہوا باد سحر باندہے
مسافر یون گل ہی بہول مین رخت سفر باندہے
شہادت نامہ ہی اپنا [illegible] نامہ بر باندہے

[illegible]

غیبان کی نزاکت سی انداز قتل
کی بجلی صاف تلوار ہے
محبت سے ہمیں لازم ہی بچ
عشق سے کہتے ہیں آزار ہے
کل ہی جو ہجر یار کی ہر ذرہ اشکبار ہے
نہ جاگے یاری جان بیقرار ہے
زندہ نہیں ہیں مردہ ہوں جان بلب ہم وہ ہوں
کوئی عاشق سے کیا ملا کیا ہی کا وصل
عاشق دل ہوان ہیں بیخود الم قتیل ہیں
سینے کی داغ پھول ہیں عشق بلبل کا ہے
خاک ہیں ہی ہوں بیقرار ہی وہی اشتیاق یار
صورت نقش پا ہزار دیدۂ انتظار سے
پوچھتے کیا ہو دو تھال ہی میرا کو
دیکھیے کیا ہو کیا نہ ہو یار ستم شعار ہی
شانہ نکالے خراج ہی پاؤں کی جہتی تاج ہی
عشق میں کس طرح ہی کو نشانہ دیار ہے

برش ان آنسوؤں کی ہو چمن ہے آب خنجر کی
نہ سایل ہو کسی سے آدمی اللہ رازق ہی
مری آہ فلک فرسا ہے گویا آفت ارضے
تمہاری تنگ نظری کی آج یہ صورت نظر آئے
ہم اوسکے قد کو گلدستہ کہیں تنہا بناتے ہیں
چرا لیگیا و لکوٹری ہیں جان کے لالے
کسے رشک قمر کی عشق ہیں جلتا ہے دل اسیر
نہ محفل میں قدم رکھیں اگر کوئی خلش رکھی

زرہ پہنی ہے مچھلی اور کچھوا سپر باندھی
قناعت سیکھی اپنی سے پتھر پیٹ پر باندھے
حصار اپنی لیے لیکن نہ ہالی سحر قمر باندھے
کہ تہرائی ہیں آنکھیں ٹکٹکی سے ہی باندھے
کھڑے ہیں جسکے آگے آج گلدستے کمر باندھے
کہیں حنا وہ دست بر دیدہ کیا باندھے
عجب کیا ہے فلک پر اوڑکی نالہ شرر باندھے
نہ جائیں باغ میں ہم باغبان کہتا اگر باندھے

اٹھینگے بحر کیا ان دوماں جشم گریاں سے
یہ کس نے موجہ و گرداب میں تیغ و سپر باندھے

دل سوختہ رشک گلزار ہے
وہ زندہ ہی جو کشتۂ یار ہے
لٹائیگا گھر کوچہ یار ہے
رہی عشق میں خاک بر سر میں ہم
کوئی روی رنگین پہ مائل نہ ہو
دکھاتے ہو آتش مزاجی کسے
اگر اوسکے گفتار جان بخش ہی

۵۳۴

ہر اک داغ مشکین و فادار ہے
وہ سالم ہی جو اوسکا بیمار ہے
سر وہی ہر اک اوسکی دیوار ہے
بگولا ہمارا جلو دار ہے
یہ گل آج ہی اور کل خار ہے
یہ پروانہ جلنے کو طیار ہے
تو عمر روان اوسکی رفتار ہے

ردیف الف

فلک کے وہ میلاد ہی کا جو بدو بار ہے
شکوہ زلف پیچیدہ کا ہے
کوچہ سیاہی کوئی دل کا ہے
طفلان سے بیسر ہیں دل کا ہے
صحبت آدمی سے بیس ہے
اور تسلیم کیا جان کا ہے
عاشق کیا کیا ہے ہر باد یار عشق گرد کا ہے
کہ کی بھیلی آنکھیں اس کا اس طرف تخت سے بھی کاہے
زلف دل ہے آنکھیں انداز نصف کی جستجو ہے
آئینہ سیاہی کا ہے اس دل کو تپیدہ دل کا ہے
گلدستہ کیا ہو عاشق کا حنا کو مضمون کا ہے

چاہیے راضی رہوں اوسکی رضا پر ہر طرح
مجکو میری راستی مقصود تک پونہچائیگی
کسلیے دیتا ہی نقش داغ فرقت یار کا
دونون زلفین سانپ بنکر مجھی ڈس جائینگی
رکھ لون ہم داغ اول پر جو دوسری داغ گر
توڑ بی بارود کر سکتا نہین تیر تفنگ

درد دل کیا ہمت اگر وہ دیکھنی ن کار ہے
تیر کو سوی ہدف کیا ہمنشون کار ہے
کب مجھی تسخیر شمس بحر چرخ دون کار ہے
جلد خط رخسار پر نکلی فسون درکار ہے
اتنی مہلت تجلی ہی گردون درکار ہے
آہ کی تاثیر کو سوز درون درکار ہے

بھیک مانگے سے نہین ملتی ہی دولت رزق کی
بحر سائل کو پیالہ وار گون درکار ہے

دیکھ آنکھوں نہین اگر کچھ معرفت کا نور ہے
حسن بینی کا ہماری آب گل مین خمیر ہے
جب پلک جھپکی قطرہ کا نقش دلین جم گیا
سنگساران محبت کے ہین کیا پتھر نصیب
یار سے حرف خیر کوئی امر ہونیکا نہین
پاؤن پھیلانیکا اب موقع نہین بیٹھ آئیے
کیا فقط آنکھین لعب و کرتی ہین شکل خم
ہم نوالہ کیا فقیر و نسے ہون دنیا کی اسیر
بدلی دم لینکے ہم استغنا سی لا امان ہین

۵۳۷

گر یک شتاب ہی سوی چراغ طور ہے
اپنی آنکھون مین قد مٹی کی پری ہی حور ہے
دیکھنے مین آنکھ ہو منور اسی ہی پر نور ہے
جام آنکھون ہین ستے کا شیشہ چور ہے
ہم بھی طالب ہین اوسکے جو اسی منظور ہے
پاؤن لٹکائی لحد مین عاشق مجبور ہے
ہڈی ہڈی ہین فراق یار سی ناسور ہے
فقر کی نعمت سے خالی کاسۂ فغفور ہے
ہاتھ خالی ہی تو ہو دل تیہان معمور ہے

ہماری آہ و فغان بین اثر نہیں پیدا
کرم ترقی ہین ہر دم قرار کیونکہ ہے
کی تصدیر بجاتی جوش تشنگی
بدن بچوسو کہی کا نشانہ ہو از نشتر ہے
کمال طالب دنیا ہی دون ہی برابر ہے
ستمگر گھر بین ہو ہی خدا سے بام ہے
فراق یار نے ایسا فزا لکھا ہے
کمر گردو زیست کی لذت ہی بھی برابر ہے
وہ ہو کر بین ہین یہ کہ مر گئے ہم تو جاتا
خدا کی فضل سے دل عاشقوں کا تھا بھرا
بہجوم رحمت یزدان ہی بے بچ ہوتی کمک
یہاں سیاہی اعمال گرد لشکر ہے
عبث تفوش ہی زمانہ کی انقلاب سے بچم
بدل نہ جائیگا ترا جو کچھ مقدر ہے
ایک ادمی سے یہ داغ عشق کی تاثیر ہے
بچ کے کہاں ہم پہونچی اپنی حال کی سیر ہے
نہ آدمی ابر و نہا عشق عالمگیر ہے
ان کا لکھا دن کی نشانہ خلق سے تیر ہے

کون سنتا ہی کسیکے بات جب ہوتا ہی غل کاغذوں کہیتی ہین وہ جب تم بڑہاتی ہو تنگ		درد دل کس سے کہون تیری ستم کا شور ہے چاند تارہ وہ ہے تمہارا چاند تارا ڈور ہے
	بحر کو چشم ن ہی بڑیان سیکا ہین روک لین دریا کو ہم چشم کیا اتنا زور ہے	

٢٣٩

خفیف یار کے دانتو نسے سالک گوہر ہے
نہ پڑ عذاب میں اے روح چل نکل تن سے
جو تیری ست می عشق ہی ہے نہیں سماتی
وہ جیسے تاڑ گیتی ہین ہماری یار کی آنکہ
نہ عیب چیپے جو فلک نی دیے ہین داغ ہین
خدا نے دلکو وہ رتبہ دیا ہی جسکے حضور
ضعیف زار ہون ایسا کہ کچھ نہیں معلوم
ہمارا سینہ نہیں پڑتا ہی بوسہ لب پر
رہی نہ عشق مین قدرت کسیطرح کی مجھی
مری خمیر مین مستی ہی روز خلقت سے
گنہگار وہی عرقناک جسی دیکھا ہی
یہی دعا ہی کہ اللہ آبرو رکھ لی
اگر نہ روئین انکہین تجھ خاک جہونکو نہین

گھر مین آپ نہیں ہی بیٹھی مین تر ہے
یہ بارگاہ عناصر فساد کا گھر ہے
بہشت میکدہ جام شراب کوثر ہے
بگاڑ رہی طبیعت مزاج مین شر ہے
نہیں ہے مرغ دل اپنا گلی کبوتر ہے
نہ جام جم ہے نہ آئینہ سکندر ہے
یہ بہشت خاک ہی اپنی کہ گرد بستر ہے
خواص ہر کی جسم مین ہین وہ شکر ہے
نہ زور بازو ونہین ہی نہ کیسی بین زر ہے
لہو یہ نہیں نہیں ہی شراب احمر ہے
غریق عشق ہون قطرہ مجھے سمندر ہے
صنم سے آنکہ لڑی ہے نظر خدا پر ہے
یہ دو اشک نہیں عاشقی کا جوہر ہے

تمت دیوان

جان انکی لبون کی عاشقی کیا تا ثیر ہے
نقش جسکی ہین بہار گل ہوتا عندلیب
کھینچ لاتا ہی عشق مین تاثیر ہے
زلیخا بین سری پیکل اسیر ہین
بار سے سے ہمارا آئی ہین
جمع کیا ان کی نادان ہیں
[illegible]

٥٤١

وہی بندہ ہی علایق سے جو آزاد رہے — یاد مولا کی رہے اور نہ کچھ یاد رہے

عشق کے اپنے اسیرونپہ جو امداد رہے — طوق قمری سے کوی ہر نہ آزاد رہے

ہمصفیر انکو مبارک ہو یہ فصل بہار — آشیانے رہی اوجڑ ہی قفس آباد رہے

صید لاغر ہون خاشاک مین چھپ جاؤں کہین — ٹٹی عینک کی لگائی ہوے صیاد رہے

محو گلگشت رہا وہ گل خوش قد جبتک — نیچے اسکی صنوبر ہی شمشاد رہے

صحن مین آنسوونکی نہر رواں ہتی ہی — کیا بہلا خانہ عشاق کی بنیاد رہے

عاشق زار ہون کیا اسکے سوا اور کہون — جسنے برباد کیا مجکو وہ آباد رہے

دلمین کہینچا کیے تا عمر خیالی نقشے — عمر بہر یار کی تصویر کی بہزاد رہے

زلف جال اپنا اوٹھا رکہی جو ہین ہا — اب وہ بلبل نہ رہی ہم نہ وہ صیاد رہے

کبہی نالش نہ سنی اور سونے غل مین — پنبہ گوش ہمارے لب فریاد رہے

باڑہ دیتا ہی رخ زلف کو بوٹا سا قد — گل کی جڑ کہو دی سنبل کے نہ بنیاد رہے

گرچہ تغییر ہوا چہرہ پر آنکہین ہین وہی — نہ رہا حسن کا دفتر ہی دو صاد رہے

خوش ہی کوی گہڑی بہر تو غنیمت سمجہے — یہ زمانہ وہ نہین ہی جو کوی شاد رہے

اوٹھ گئی جنکی قدم سی تہی خرقہ تکیے نمود — اب قلندر رہی ہی دنیا مین نہ آزاد رہے

خوش لیا سونکو پنچا ہینگے یہی عہد ہے اب — بند کیا دلمین گرہ دی ہی کہ تا یاد رہے

پوچہتا بہی ہی عجب حال خرابی وطن

بحر ہی جب نہ رہی کیا فیض آباد رہے

گل شگفتہ رہیں شاداب گلستان رہے
ہم اسیروں کو بھی یہ خوشبو کبھی آجاتی ہے
راہ الفت میں قدم رکھ کے پشیمان رہے
ہاتھ بھی ہی دل ہاتھ سے کھو کر اپنا
قطع ذرہ بھی کوئی میں پریشان رہے
یہ بھی سال ہو دنیا کی ہوا داری میں
بن بغلین بھی پائے ہیں قرآن رہے
پاک طینت ہو کبھی [illegible] کی طرف دھیان رہے
تو زمین سخت ہو کبھی یہ بھی چین رہے
ساتھ ہم استفادہ [illegible] کسی ضرور رہا

مشتعل ہو وہ عدو کب ہوا دنیا کا فروغ
گور نا شقیر کی رہی گنبد میں چراغاں رہا
کیا امیر و فقیر [illegible] تک لیا دولت نی
کوئی دن گھر میں فقیر و نکلے بھی مہماں رہا
بے زر نکلا نہیں یہ غم یہ بڑی دولت ہے
آبرو اپنی سلامت رہی ایمان رہے
نہ دیا چین کبھی حسرت دنیا نے مجھے
داغ بن نکلے جگر میں مری ارمان رہا

ایضاً

بسمل ہے مرغ قبلہ نما اوسکی تیر کا
ہشیار اپنی گوشی میں زاغ کمان رہے

رونیکا جامہ قطع ہی جسم پر
انگو کا آب لہر قبا پر رواں رہا

۲۴۳ہ

حیرت ہی یہ گلا تہ شمشیر کیں رہے
حبل الورید سی تو ہماری قریں رہے

ہاتھوں میں جام نی بغلین حسین رہے
اب لطف کچھ نہیں کہ وہ ان میں نہیں رہے

دل پاک صاف چاہیی مومن کے واسطے
یہ کعبہ بتکدہ ہی اگر بغض و کیں رہے

شاید وہ مہر محضر خون پر طلب کرے
خاتم پر اپنی لخت جگر کا نگیں رہے

بندوق گولیاں کبھی کھیل کر چکی
کہتا ہی خال یار کہ میری ہمیں رہے

اے زاہد اس نماز کو میر اسلام ہی
افلاک پر دماغ زمیں پر جبیں رہے

کوٹ سکے کام کا نہیں جوہر جہان میں
باہر نہ نکلے سیپ میں در ثمین رہے

کیا کیا نہ انقلاب زمانی میں ہو گئے
مشتاق ایکدن نہ کہے ہم حزیں رہے

دہلی کو دیکھے دیدۂ عبرت سے لکھنؤ
وہ سلطنت رہی نہ وہ مسند نشیں رہے

خاطر شکن ہوے نہ کسی مومن اشک کے
ہر کشتے تباہ کی بلنگ ہمیں رہے

بھاگی جو کوئی آپ سی پیچھا نہ کیجیے
ہمکو بھی اب تلاش نہیں مع کہیں رہے

مجہ برزہ گرد کی جو نہ منتی تقرار سے
چکر میں آسمان کی صورت ہمیں رہے

زلفیں ہیں یا بلائیں ہیں عقدہ نہ حل ہوا
حیران آئینے کیطرح شانہ ہمیں رہے

ہم بے حقیقتوں کو لفافہ ضرور ہی
کوتاہ ہاتھ ہی تو درا ز آستیں رہے

کیا سفلہ پرور ہے ہمیں بہر دی فلک
پہونچو نہیں سکینہ کی ہدم انگبیں رہے

نہ ملے ہم کہ فقط راہ وفا میں اپنا دل
ان مری آنکھ نہ پیمان رہے
[illegible]

[illegible]

دیکھتے دیکھتے آنکھوں کی یہ عالم دیکھا
نہ پری زاد رہی وہ نہ وہ انسان رہے

فکر روزی وہ بلا ہی کہ انامل کیطرح
لقمہ جبتک کہ نہ ہاتہ آیا پریشان رہے

اوسکی رخسار کی تعریف نہ پوچھو ہمسی
یہ وہ مصحف ہی جو دیکھو تو نہ ایمان رہے

چیرہ دستی سے کہتے ہین جنون کیا کہنا
ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان رہے

اب نہ وہ وضع رہی اور نہ وہ بیبائی
ایسی جاتی رہی جاتی ہی انسان رہے

محل عرفان جو میسر ہوا خاموش رہے
قابل دید جب آنکھین ہوئین حیران رہے

مردہ بنکر رہی آفاق مین زندہ تو کیا
تاب طاقت بہی رہی ہمین گریہ جان رہے

تیرا خورشید جمال اوجپہ جبتک رہا
عرصے مین جو تہی فلک پر ترد بان رہے

ق
سادگی صفحۂ عارض کی غنیمت سمجھو
نہین ممکن کہ یہ بی خط کسی عنوان رہے

ہر گھڑی کہتا ہی گھڑیال باواز بلند
دار فانی مین غافل کوئی مہمان رہے

پاس کافور و کفن چاہیی توشہ ہمراہ
کیا خبر کب ہو سفر کوچ کا سامان رہے

اہل جوہر کو زبانی سی شکایت ہی عبث
جاننی والی نہ باقی رہی انجان رہے

لکہنوسی جو قدم ہمنی نکالا ای ہجر
بوی گلزار کے مانند پریشان رہے

۲۴۶

یارب دکان پیر مغان کی کہلی رہے
برسات بہر گلابیون مین بلبلے رہے

راحت کہان نصیب مریض فراق کو
ترکیبی پر رہی ہی تو کروٹ ٹہلی رہے

شاید چمن مین آئی وہ ترپا کی اپنا یار
غنچان گل مین لالی کی آنکہین کہلی رہے

جسم کو قلعہ نہ سمجھے کہ محلہ خندق ہے
زندگی بہ جسے تکیہ سے بڑا احمق ہے
واہ کیا عشق کی سرکار ہے سبحان اللہ
صاعقہ تیری شعلوں کی صمیم برق ہے
جسے چہرہ مرا لکھا کیا رنگت فق ہے
عشق عشاق سے آ کہ فقر حید ابرق ہے
تیرا نظارہ ہوا ای سرو روان باغ کی دید
نشا پیتا نہیں واعظ یہ بڑا احمق ہے
آنکھ نرگس ہوا گر ناک گل زنبق سے ہے
سبقت رحمت یہ نہیں زنگ برق ہے
حق تعالیٰ جو عنایت کرے کیا منت خلق
لحم اخضر بھی زیادہ مقرر نمی ہے
خشک روٹی من و سلویٰ غذا استبرق ہی
دیکھ یہ وہی حال سینا جالینوس ہے
کچھ حقیقت نہیں کیا مال ہے دنیا و دولت
الٹی اثر علاج اپنا نہ اس سے ہو سکا
شیر مردان خدا ہیں یہ سگ ابلق ہی

موقع ہی ہی کچھ لیٹ جاؤ یار سے
بیخودی ہی نشا زمین کو بھی سپاس ہے

غنچہ گل کی چٹک یہ دل صدای کوس ہے
آمد فصل جنون ہی رخصت ناموس ہے

چہرے سے ظاہر غبار خاطر مایوس ہے
آئینہ بھی ہاتھ میں اپنی کف افسوس ہے

جب سے تم میں روح آئی مبتلای غم سے ہے
چار دیوار عناصر خانہ منحوس ہے

میر کے یاد رہی بربادی ہوی بعد فنا
جو بگولا ہی وہ شمع گور کا فانوس ہے

وہ زمانہ ہے کہ یار عیش عشرت بند ہی
خانہ دنیا ہے زندان آدمی محبوس ہے

بھاگتے پھرتے ہیں دنیا دوڑتی پھرتی ہیں ہم
ہمسے نفرت ہی اوسکو جسکی ہمیں ناموس ہے

راز کی باتیں نہ تو منہ سے نکال ای بیخبر
وقت ایسا ہی کہ اپنا سایہ بھی جاسوس ہے

ای خوشا عہد الٰہی ای خوشا جوش شباب
ذوق نوشا نوش ہی شغل کنار و بوس ہے

کیا مرید و نکو بیشمار کہا ہی پی اٹھ عرس میں
پیر صاحب کا یہ خرقہ جامہ سالوس ہے

خاک ہوئی پر بھی داغوں کے نمایش ہی وہی
جب غبار اپنا اوٹھا اک جلوہ طاؤس ہے

راز مخفی ہے نہ پوچھو سرگذشت عاشقان
قصہ اصحاب کہف حال قیانوس ہے

جای عبرت ہے کسیکے ایک سی گذری نہیں
آج اگر تقدیر سیدھی ہی تو کل معکوس ہے

ق

چند قبریں خواب میں اک دن نظر آئیں مجھے
بولی عبرت یہ مقام حسرت و افسوس ہے

خاک میں وہ چار بالشت جگہ پر نہ لگیا
چار تختوں کے تلے دارا ہی کیکاؤس ہے

موت کی ہاتھوں پڑی ہیں خاک پر بکھری ہوئی
دیکھ یہ رستم ہی یہ سہراب ہی یہ طوس ہے

ردیف شین معجمہ

[illegible]

ق

[illegible]

حق تعالی اوسکے زلفوں سے بچائی الحذر
سامنا ہی دو بلاؤن کا مرا دل ایک ہے

کونسا راحت رسان معشوق ہی آفاق مین
دوسرا بھی آفت جان ہی جو قاتل ایک ہے

مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین اسیران قفس
زخم خوردہ ہم گرفتار و تہ بسمل ایک ہے

جسکا جی چاہا چلا آیا بغیر از اطلاع
آپکی سرکار مین بازار و محفل ایک ہے

شمع جلتی ہے تو پروانی بھی جلجاتی ہین ساتھ
واہ کیا ان عاشق و معشوق کا دل ایک ہے

رند و زاہد دونون پہونچینگے برابر یکہنا
تفرقہ انمین ابھی تک ہی تہ منزل ایک ہے

اوسکے زلفونکا تصور ہی جو ہر دم دلنشین
مین سمجھتا ہون کہ دو لیلے مین محمل ایک ہے

جو معرف کاملون کے تھے اگر ہوتی وہ آج
ہمکو بھی کہتی یہ اپنی فن مین کامل ایک ہے

بحر اپنی بھی فصاحت جا ہین اہل فہم
دوسرے ہم ہین اگر سحبان وائل ایک ہے

صحت تمہاری سینہ فگارونکو ننگ ہے
چھاتی پر اپنی پنبہ مرہم بھی سنگ ہے

وحشت سرا کے بیچ مین اپنا یہ رنگ ہے
گھر ہمکو مثل روزن دیوار تنگ ہے

میدان امتحان سے رہون کیا کنارہ کش
دریا ہی تیغ یار تو عاشق نہنگ ہے

کیا کہیے اوسکی محفل رشک چمن کا حال
پہولے گا انکے ایک شگوفہ یہ رنگ ہے

جس روز سے کہ دانت ہے عاشقکے قتل پر
تنکا خلال یار کا تیر تفنگ ہے

دل سے کبھی فساد کبھی یار سے خلش
عرصہ ہماری زیست کا میدان جنگ ہے

اک روز مار ڈالین گی نگتہ ری یار کے
بینی کا تل مری لیے تیر تفنگ ہے

[illegible]

دیکھا نہ کسنے حسن جو پیدا کیا نہ عشق
ہر مرغ دل شکار ہے زلف بجال ہے

اے عشق کیا جلا ہے تری طبل جنگ کے
قاتل جو وجد میں ہے تو بسمل کو حال ہے

کیا مر گیا زمین میں خجلت سے گڑ گیا
بدنام وہ ہوا ہے مجھے انفعال ہے

باد خزان چلی ہے دھولینڈی ہے باغ میں
نسرین ابیر ہے گل لالہ گلال ہے

کیونکر نہ آفتاب کہیں ہم شراب کو
معمور جام بدر ہے خالی ہلال ہے

ڈھونڈھیگا مال و جاہ تو پچھتائیگا بہت
دنیا کی آبرو عرق انفعال ہے

جسدن سے ہم اوس سے ہم آغوش ہیں
آغوش یار اپنی نظر میں ہلال ہے

اے بحر آب و تاب ہے کیا تیری باتمیں
ہر شعر موج چشمۂ آب زلال ہے

ردیف النون

۵۰۳

فرقت کی آفت بری دن کاٹنا سال ہے
یہ ہاتھ ہے سو کری یہ سینہ گھڑیال ہے

روتا ہوں شام و سحر ٹپکتا ہے غم سے جگر
بیدرد دیکھ رحم کر میرا برا حال ہے

سچ ہے کہاں درد اسا مال یعقوب کا ہے سقال
جنس وفا کا ہے کال کنعان میں بیتکال ہے

ریشم کے لچھے میں بال مخمل کی ٹکری ہے گال
ہے یہ نزاکت کا حال پتلی کمر بال ہے

عاشق تیرے تابہ کی کالی بلا ہے یہ شے
کاکل کا جو حلقہ ہے سو دیکھا جنجال ہے

کیوں نہ آئے ہم اے پری بیکل میں ہے بندگی
آفت ہے تیری گلی آنا ہے بہ جنجال ہے

پہلو میں نرگت نہ ہو سبزیکو توڑا کھو
باد خزان قطع ہو گلزار پامال ہے

دل بدر جیسے کیا ٹھکرا کی اونسی کہا
لیتی ہے سیر بلا دگو رکیا مال ہے

خدا ہی جانے بحر احباب کے لیے کیا گزری
کلید عقل گم ہے خانہ روزی مقفل ہے

محبت آب گل میں ہے خوشی سے مستقل ہے
وہ سبزہ ہے دل اپنا نخل ماتم جس کی کونپل ہے

رواق عرش اعلیٰ سے تمہارا کمرہ افضل ہے
جسے سب لوگ کہتے ہیں صبا جس کا وہ گل ہے

حسینوں کے جدائی پر کلام اپنا مدلل ہے
بدی ہے سو بلا پر وہ میں کچھ ہی زلفوں میں بل ہے

ہمارے سامنے کیا مرتبہ ہے قیس نجدی کا
بھانکے بید مجنوں اُنہاں تس ہے اپنا وہ جنگل ہے

سنبھالے کون ساقی کے سے ارزان ہلیش کو
کہ سنجانی میں جس ہے ہم لنگ پاے دست شل ہے

شہید عشق ہے تلوار کی پھل کا مزہ چکھ
وہ لذت ہے کہ منہ میں زخم کی انگور حنظل ہے

ہزاروں ایکدم میں ہو گئے سیر ابی قاتل
تری تلوار میں چھالا نہیں پانی کی چھاگل ہے

بدن کی جلد ہے یا حلۂ فردوس میں ہے
اگر نرمی میں مخمل ہے تو باریکی میں ململ ہے

نہ وہ رخسار کا تل ہے نہ وہ سرمے کا دنبالہ
مجازی ہیں وہ اختر ایک رامح ایک اعزل ہے

صفات سرمدی سے کم نہیں احوال عاشق کا
وہ مطلب لکھ رہا ہوں جس کے آخر ہے نہ اول ہے

وہ اپنی ہاتھ میں کاسہ ہے جو اترا تھا قیصر کو
کیا تھا فخر جس پر آل نے اپنا وہ کمبل ہے

غبار ایسے کی اس کا کیا ہے عشق نے ہم کو
کہ جیب ہے ترابی کو ہمارے خاک صندل ہے

نہ دست انداز ہونا دولت دنیا پہ ہی اے
ید بیضا سے روشن ہے طبق لعلوں کا منقل ہے

ہوئی گلرخا میں مضطرب ہے مشت خاک اپنی
برنگ شمع اپنی محفل ہستی میں ہلچل ہے

کوئی ایسا نہ ہوگا بحر جیسے ہم مکدر ہیں
ہمارے عکس سے آئینے کی دریا میں دلدل ہے

ردیف میم

جام پر مے ہیں جا بجا قطرہ نہیں
بیغرض ہے جو دست جو کامل ہے

روشن ہے مہر و ماہ سی اعجاز یار کا	گردون پہ نقش پا ہین مین پر خرام ہے
کیون بال سقیان ہین تھیوا سی تھا نگار	آب زر و گوہری کا آب حرام ہے
عشاق پایمال کو جنت نصیب ہے	کوثر کی موج میرے صنم کا خرام ہے
سو ضعیف ہون سایۂ کے باب مین	دہلیز یار یہی کہ نظر و نمایان بام ہے
ستی کی زیب سے ہی مقابل سوز نگاہ حسن	سوسن سے ہی کنیز یہی ریحان غلام ہے
رونا اگر یہی ہی ہمارا تو ایک آن	دیوار ہی در یہی تھون ہی بام ہے
دو چار روز اور یہی کر لیجیے غرور	خط گرد روی حسن کا دورہ تمام ہے
ای بحر شمع گھر مین ہے سفینہ ال	ہستی کا دل خیر ہی صبح شام ہے

۵۵۸

جاتی ہین جا بجا نقاہی داعی اسلام ہے	ہم دیر سی چلی صنم رام رام ہے
صورت وہ سانولی کہ کنہیا غلام ہی	سیری صنم سے خوبتر اللہ کا نام ہے
درپیش ہے وہ منزل ناطاقتی ہمین	اوٹھے جو ہم سفر ہی جو بیٹھی مقام ہے
صیاد یہی بہار کے پر دیکھیں بلبلو	ہر غنچہ ہی قفس رگ گل تار دام ہے
کیونکر نہ میری یاد فراموش ہو وے	سمجھا ہے یار سنگ جسی میرا نام ہے
سر الہو جاتا یگا جب تک نہ تیغ کو	قاتل کو دیتی ہاتہ کا کہنا حرام ہے
ساقی سے ہو جو شکنی بہی لطف ہے	ٹوٹا جو شیشہ میری بغل کا تو جام ہے
فصل بہار یات کی بات اس چمن ہے	آواز غنچہ رخصت گل کا پیام ہے
ستی ٹپک رہی یہان بالبال ہے	تنہین انہو نہین یہ لعل فام ہے

منہ دیکھ رہا ہون اور چپ ہون
کیا بات کرون وہ بدزبان ہے

اب منت باغبان عبث ہے
پتجھڑ کے دن آ گئے خزان ہے

ق

گلزار نہین مقام عشرت
بلبل پہ جفاے باغبان ہے

گل کو بھی ہی کچہ غم زمانے
غنچے کے چٹک نہین فغان ہے

ق

گردون نے ہی سبکو مار رکھا
جو زندہ بھی ہے وہ نیمجان ہے

یہ کاہکشان نہین سر و پر
کھینچے ہوی تیغ آسمان ہے

کیا قیس سے ملتفت ہو لیلے
ننگا ہی وہ ننگ خاندان ہے

پروانی سے شمع کیا چھپے گی
مین بھی پونچونگا تو جہان ہے

دیکھا اے بحر تیرا دیوان
اک دفتر حال عاشقان ہے

گھر بیٹھے ہی مصیبت آفت سفر مین ہے
جلکہ ہماری روح کو دوران سر مین ہے

بربادی بہار گلستان نظر مین ہے
ہر ایک گل کا داغ ہماری جگر مین ہے

ممکن نہین کہ صحبت بد کا نہ ہو اثر
دیکھو کہ پیچ زلف مین سنبل کمر مین ہے

کانٹا کھٹک رہا ہے فلک کی نگاہ مین
فرش ایک بوریے کا جو بیدل کے گھر مین ہے

انسان جان دیتا ہے دولت کیواسطے
جنت کی نعمتونکا مزا سیم و زر مین ہے

دن رات ورد لب ہے ایدل او حاصل
اک ساعت قبول ان آٹھون پہر مین ہے

اوصاف ہمسے پوچھیے دندان یار کے
موتی ہی آب و تاب مین سیرا اثر مین ہے

اتنا تغیر و کیون باغبان ہے
پہر بھی بہار دن مین خزان ہے
عشق مین ہجر کہہ گیا ہون
کہان ہے مرا دل کہان ہون
کیسی بیچین ہون مرا دل گلشن
ہجر نہین سو بہتی ہیم [illegible] نہان ہے
دیہان آ تیری انکہو ستے وہ دل نہان ہے
مین بہان ہون مرا دل وہان ہے [illegible]
سینے پر رکہ کے سوتا ہون اوسکی تصویر
آرام جان ہے آنسو بہنے لگے دیکہتے
زلف محبوب کی یاد ہوا ن ہے
جان پروانہ ہے اوس پری پہ
شمع سوزان ہر اک استخوان ہے
سب مروت ہے وہ بیوفا ہے
ساری محنت مرے رائگان ہی
کیا مصیبت گذرتی ہی اپنے
درد دل مین ہی لب پر فغان ہے

ای ہجر قدم سر کہنا پار اوتر جا
پل تختہ ہی جلاد کی شمشیر نہین ہے

مقدر کا پانسا بدلتا نہین ہے
فلک رنگ کی نرد چلتا نہین ہے

اوٹھاؤن کسے زور چلتا نہین ہے
رقیب ایسا پتھر ہی ٹلتا نہین ہے

شب ہجر ایسے گذرتی ہے مجپر
تعجب ہے کیون دم نکلتا نہین ہے

خدا ہی جو دل آج سینے مین ٹھیرے
ہمارے سنبھالی سنبھلتا نہین ہے

قیامت سی کس بات مین کم ہی قامت
غضب ان چڑھا ہے کہ ڈھلتا نہین ہے

ثمر کیا ملے گا جو بوتا ہون کانٹے
خط سبز کا عشق پہلتا نہین ہے

پلانے مین کیون دیر کرتا ہے ساقی
ادا مین کچہ اوسکا نکلتا نہین ہے

جھڑا ڈالی کیا اونی ہاتھ تسی مہندی
کلیجیکو اب کوی ملتا نہین ہے

فروزان رہی جہاڑ جنکے محل مین
چراغ اونکی قبرو نپہ جلتا نہین ہے

نہ نکلے گا دل اوسکے گیسو مین پہنسکر
یہ کالا کبھی بن اوگلتا نہین ہے

سر محفل ارشاد ہوتا ہے مجکو
تو بیٹھا ہی رومال جھلتا نہین ہے

ہم اوس کوچی مین کچہ سمجھکر گری ہین
قدم ہر جگہ پہ پہسلتا نہین ہے

رہی فکر اعمال اے ہجر ہر دم
کہ آیا ہوا وقت ٹلتا نہین ہے

ردیف نون

ہر طرف مجمع عاشقان ہے
تیرے دم کا یہ سارا اسمان ہے

ہجر مین کیون نہین موت آئی
ہاے کیا داغ دل ہر زبان ہے
[illegible] نہین یوسف [illegible]
پیچہ پیچہ کاروان ہے
خاک [illegible] مین وہ بلبل مین
جا مل [illegible] قیمت کہان ہے
ہجر اپنی [illegible]

[illegible] ناشقونکا [illegible]
پہلا کیا نہین مین عاشق [illegible]
حسن [illegible] آنکہین [illegible]
[illegible]

[illegible]

نہ پوچھو مرے بعد کیا گزرے مجھپر
دیت لیکے چھوڑینگے ترک فلک کو
مین بیخود ہون اے محتسب نشہ کیسا
دہن تنگ ہے بات کیونکر سمائی
قدم میرے لیکر یہ کہتا ہی مجنون

گریبان دیکھو تو سو چار تو ہے
شفق یہ نہین عاشقونکا لہو ہے
مرا دل ہے کسکے بغل مین سبو ہے
تری گفتگو مین مجھے گفتگو ہے
مین جیسا ہون تیرا تو میرا گرو ہے

کوی جام پی آج ای بحر تو ہے
کہ یارونکا جلسہ لب آبجو ہے

کسکو دیکھون کہ چار سو ہی وہی
لب بلب یار سے رہا بیدل
نہ ملا آنکہ مجھسے او بے دید
مشک چھڑکا ہی تیری زلفون نے
ہمنے اوسکا شباب ہی دیکھا
نہین جاتے جلی کٹے اوسکے
وہ جو مہندی لگا کی بیٹھا ہے
سانولا رنگ ہو کہ گورا ہو
میری مٹی ہوی ہے ریگ روان
جسکو کہتے ہین لوگ کالا ناگ

۵۴۴

میری آنکھون کے روبرو ہی وہ ہے
کیا مزا ہے کہ آرزو ہے وہ ہے
یاد ہی گل کے بات تو ہی وہ ہے
سونگہ لی میرے داغ بو ہی وہ ہے
کچھ نہ بدلا مزاج خو ہے وہ ہے
میری جو چڑہ ہی گفتگو ہی وہ ہے
میرا قاتل مرا عدو ہی وہ ہے
آن ہو جسمین خوبرو ہی وہ ہے
مر گئے پر بھی جستجو ہی وہ ہے
کاکل یار سو بمو ہے وہ ہے

ردیف الیاء

[illegible]

کاشانۂ اجل مین مرا آشیانہ ہے
صیاد سے شریک مرا آب و دانہ ہے
مجھکو جنون ہے خفقانکا بہانہ ہے
ای بحر اپنی پری کے لیے بیقرار ہون
قارون ازدہی سے ہے جسکا خزانہ ہے
کیا فائدہ جو بیان مجنون کی پاس ہے
تکمہ مری زبان مرا دل خزانہ ہے
مضمون نو کے فضل خدا سے کمی نہین
مرا او کرم نارسی کا زمانہ ہے
ای بحر وہ عشق کی [illegible]

مردی پر ہے وہ ظلم کرتا ہے	ق	سیر سے قاتل کا یہ وطیرہ ہے
حکم ہی دفن ہون وہان کشتے		چاندنی کا جہان ذخیرہ ہے

آج اس سے ملے تو کل اوس سے
بحر یہ کون سا وطیرہ ہے

شکوہ نہ کر از لسے یہی کارخانہ ہی
آج اسکا دور ہی تو کل اوسکا زمانہ ہے
لاریب غم کے بعد خوشی کا زمانہ ہے
بی شبہ اپنی سینہ زنی شادیانہ ہے
تکیے کی یاد جا ہی مسند پہ بیٹھ کر
نمگیرہ سر پر آج ہی کل شامیانہ ہے
جاتا ہے چار تک قفس چار عنصری
غافل سمجھ نہ تار نفس تازیانہ ہے
بھٹکا ہی خیال یار کی بوسی کا اک جہان
کیا جانیے نصیب مین کسکی یہ دانہ ہے
پیدا جنون عشق ہوا جسنے سن لیا
افسون ہے جسکا نام وہ سیر فسانہ ہے
اللہ نے دیا ہی دل ایسا غنی ہمین
قارونکا ہماری بغلین خزانہ ہے
اوسکی نگاہ پھر ہی اپنے نگاہ پھر
ہم اوسکے ہین ہدف وہ ہمارا نشانہ ہے
تعریف کیا تناسب اعضا کی کیجیے
ہے بین ہین اوسکے کمر قد میانہ ہے
سو حسن ہین بھی جان کی ہمرہ ہین اسیر
یارب دل آدمی کا ہی یا قید خانہ ہے
ہے شکر کا محل کہ شب غم سحر ہوئی
اوسکا ادا دوگانہ کرون جو یگانہ ہے
زورق نشین بحر فنا ہی ہر اک بشر
ظاہر مین تو مقیم ہے لیکن روانہ ہے
زلف صنم کریم کی ہمت سی ہی بڑھی
چھوٹا دل بخیل سی اوسکا دہانہ ہے

اوس زلف کی جو فتنہ گری کا فسانہ ہے
بہتان ہے عاشقونکا یہ شاخسانہ ہے
بارش کی دن مین عیش طرب کا زمانہ ہے
ان کالی بادلونکی گرج شادیانہ ہے
دنیا کی نعمتونکا یہی گھر خزانہ ہے
اب یہ گدا ہی اور ترا آستانہ ہے
چینی پیالیونکی کھنک جلترنگ ہی
ساقی صدای قلقل مینا ترانہ ہے

ردیف [illegible]

سب جانتے ہین [illegible] کسی کل [illegible]
[illegible]

[illegible]

دیکھینگے پھر بہار اگر آب و دانہ ہے		نکلے خزاں مین با قفسی کیونکہ عندلیب

ای ہجر سب ہی ہی جدا نا تہ ذوق شوق
پیری مین ہے مزاج ترا عاشقانہ ہے

جو چشم ہی نگاہ مین اشک چکیدہ ہے	۵۰	طیار روحی پر دل اندوہ دیدہ ہے
یہ شکل ہے کہ آئنہ بہی آبدیدہ ہے		یہ ضعف ہی کہ آہ بلب نا رسیدہ ہے
پر یہ نہین انتخاب ہی جو رہ نہین چیدہ ہے		تیرا کوئی نظیر نہین تو جریدہ ہے
وہ میرا وہ کہ سنی سخن ناشنیدہ ہے		وہ میرا حال دیکھے یہ نادیدہ آمزہ
کس باغ مین ہوائی محبت وزیدہ ہے		کس پھول مین ہے بو وفا کس سے چہپے
نالوف جس سے نام نہین وہ ہی رمیدہ ہے		ادنی سے ناموافقت روزگار ہے
تسکین ہو کہ ابر بہاری دمیدہ ہے		ای دود آہ تو ہی چمن مین بلند ہو
گیسو مین تار اشک کی نالہ جریدہ ہے		دل تعزیت سرا ہی غم ہجر یار مین
آئینہ دیکھنے کے لیے آفریدہ ہے		کیونکر نہ آنکھ ڈالیے رخسار صاف پ
پچھلے گلے کی طوق پہ گردن بریدہ ہے		سوتی کا دل فگار ہے بالی کی چاہ مین
عاشق جو زلف کا ہے وہ گزدم گزیدہ ہے		کیونکر تڑپ تڑپ کی نہ کاٹو نہین ہند گی
بانکی ہے جو کمان وہ ہی کشیدہ ہے		بس اپنے دل کو اب ہدف تیر جانیے
کچہ سرنگون ہے زلف کچہ ابرو خمیدہ ہے		پہنا مین چڑیان کسے زخمی کسی کیا
بلبل کے آنکہ مین وہ گل نو دمیدہ ہے		پروانی کی نگاہ مین روشن چراغ ہی

پر لطافت ہی جی مین شکست سے ہمارا کی بابین
ہزار آئینہ ہو دل پر کدورت آ ہی جاتی ہے
یہ کیا معلوم تہا یہ عشق سودائی بنا دیگا
کہین نکلی ہی آئی والی آفت آ ہی جاتی ہی
طلائی رنگ پر کیونکر نہ ان لوگون کا جی آئی
یہ زر وہ چیز ہے خاطر مین تحفۃ آ ہی جاتی ہی
جنون عشق مین پر چند کہ عزت نہین لیکن
جو کوئی طعن کرتا ہی حمیت آ ہی جاتی ہی

فراق یار کے ہاتھ سے در و نالہ ہو نہ ہو
فغان نیلی ہی ہو اور نیلی اثر نکلے
روز اک تازہ بلا در پی جان رہتی ہے
ہمین معلوم ہی نہ ہوئی تھی کہ کہان رہتی ہے
غم وانزوہین اوقات بسر ہوتی ہے
دکھین ہستا ہے فلق لب پہ فغان رہتی ہے
چمن جو ہم شمشیر پہ رہتی ہی بہار
گلشن ہستی عاشق پہ خزان رہتی ہے

جسم رہتا ہے یہان روح وہان رہتی ہے
ایک آتا ہے اور ہر ایک اودہر جاتا ہے
بند ہستی نہین پہ رواں رہتی ہے
اوسکی مژگان کا خیال آ کے ٹہیر جاتا ہے
لاکہ نشتر کی تقابل رگ جان رہتی ہے
کیسا صورت کا جلوہ ہے آنکھونمین
کیسا تصویر مرے دلمین نہان رہتی ہے

قطعہ

کہانتک نیک صحبت کا اثر ہو کا نہ انسان کو	ملی تا نبا جو سونی سی تو رنگت آ ہی جاتی ہے
خدا صورت دکھلائی مجھی آتش عذار و نکے	ہزار انسے ہی دل ٹہنڈا حرارت آ ہی جاتی ہے
دعای مغفرت جب مانگتی ہین اوسے رو رو کی	برابر جو شمین خالق کی رحمت آ ہی جاتی ہے

کوی محبوب اوسکی جانکا سایل جو ہوتا ہی
جہکا لیتا ہی مجہ آنکھین مروت آ ہی جاتی ہے

ہر ایک پہول کا دامن صبا جہٹکتے ہی	۵،۲	کبہی اودہر جو مرے خاک جا پہٹکتے ہے
کٹور یونکے پہبن آنکہ مین کہٹکتے ہے		بنت کی ہے وہ بہار اب کلی چٹکتی ہے
اوسے بہی مجھسے محبت ہے کہل گیا عقدہ		کہ در دہر مجھی زلف ہیر ٹکتی ہے
وہ حسن ہے جو کبہی شبکو بہ نکلتا ہے		زمین سیاہی کی جا چاندنی چہٹکتی ہے
ضرور جا ہی ہی رخسار پاک پر گیسو		سنا ہی ہے بین زنجیر اک لٹکتے ہے
ملے سواری یوسف وہ راہ اور ہی ہی		سٹرن ہوی ہے زلیخا کہان بہٹکتی ہے
نہ اوسکے نوک مژہ ہے نہ گونج بالی کی		دکیا جبہی تو ہے دلمین جو کہٹکتے ہے
وہ دن گئے کہ چہپاتی تہی ہو تلین لاجرع		گلے مین آج تو پانیکی بوند اٹکتی ہے
ستمگر یہان ہے کوی تجہسے کیا سفاک		بلا ہی دیکھکے سایہ ترا ٹہٹکتے ہے
حریم یار سے بہتر نہین بہشت کو گئے		نکل کی جسم سے ایروح کیون بہٹکتے ہے
شراب عشق کی حدت سہار ہی کیونکر		یہ حال نشار کا ہے کہو یہی چٹکتی ہے
کبہے جو در جگر سی ذرا سنبہلتا ہون		تو بیقراری دل مجکو دی بہٹکتی ہے

آمد عشق میں لب پر ہو ضرر بسم صنم / نقش در پردہ میں لگاؤں کہ وبا آتی ہے

جل بجھونگا نہیں کم ہوں میں شمع کی طرح / اشک امڈی ہوئی ہیں سیل فنا آتی ہے

ترک دنیا بھی ہے بے شبہ فریب زاہد / پھولونسے بھی بوی ریا آتی ہے

ہار پھولونکی اڑاتی ہیں بلبلونکی بو باس / ہاتھ کا رنگ چرانیکو حنا آتی ہے

بسمل ہجر سے پوچھی کوئی مرنیکی خوشی / جان آتی ہے بدن میں کہ قضا آتی ہے

ذائقہ تلخ ہے ایسا مرض ہجر انسے / زہر ہو جاتی ہے سینہ تک جو دوا آتی ہے

وہ مسیحا اگر آئی تو ٹھہر جاؤں میں / نفس یار سے سینہ میں یہ صدا آتی ہے

اوس گل اندام کو شاید کہ پسینا آیا / عطر میں ڈوبی ہوئی باد صبا آتی ہے

کیوں عیادت کو ہماری وہ مرے گھر میں / اپنی وہ عیش میں ہر اون کی بلا آتی ہے

سامنے یار کی گھڑی کھڑی رہتی ہیں / شوق پابوس میں بانخوسے حنا آتی ہے

کھول دیتی ہیں ملک مثل در باب قبول / سینہ سے کبھی لب تک جو دعا آتی ہے

کشتے شمشیر محبت کے پڑے ہیں بہت سے / کوچہ زخم سے کیا سر ہو ہوا آتی ہے

اوج پر آیا ہے نجم طرب انگیز اپنا / کانوں میں نغمۂ زہرہ کی صدا آتی ہے

قبر پر آؤ تو اٹھوں پے تعظیم ابھی / مرگئی پر بھی مجھے رسم وفا آتی ہے

جانستانی کی تمہاری ہیں بہت یاد تمہیں / کوئی مردہ سے جیسے ایسے بھی ادا آتی ہے

چہرہ رشک چمن پر تمہیں لازم ہے نقاب / گل لجا لو ہو جاتی ہیں حیا آتی ہے

داغ کو کیوں نہ کلیجے سے لگائی رکھوں / مجکو اس پھول سے خوشبوی وفا آتی ہے

کیا عجب بات کا وعدہ وہ فراموش کرے
حد وراقف نہیں کس شکل کی شب ہوتی ہے

کس سافت سے گئے سوی زلیخا یوسف
جذبۂ عشق میں تاثیر غضب ہوتی ہے

واہ کیا ہوتے ہیں جس وقت وہ کرتی ہیں سنگار
شفق شام سی سرخی لب ہوتی ہے

زندگی تلخ ہے برگشتگی قسمت سے
زہر ملتا ہے جو شکر کی طلب ہوتی ہے

دیکھو درد محبت کی دوا پند نہیں
لا کہ سمجھاؤ تسلی مجھی کب ہوتی ہے

گھر سے اللہ کی پھرتا ہوں جو دل پھرتا ہے
ایسے ہی ہوتے ہیں الفت مجھی جب ہوتی ہے

خوان نعمت پہ ذرا دیکھ مگس کا رتبہ
ہوس رزق بھی ذلت کا سبب ہوتی ہے

عشق گیسوئے سیہ فام نے مارا ہے مجھی
یہ سبب ہے جو مری عمر میں شب ہوتی ہے

محتسب تاک میں ہیں رہتا ہے کیا پیرا
غیر کی سامنے کب بنت عنب ہوتی ہے

محفل رقص میں ہے شمع کو روتی دیکھا
جان محزون کو سی صرف طرب ہوتی ہے

زیست ہوتی ہے جو ملتا ہے دہن کا بوسہ
شیرۂ جان مجھی شیرینی لب ہوتی ہے

رویت اوس ماہ دو ہفتہ کی جب ہوتی ہے نصیب
شب اقبال بھی مجھی جو مہوشیں شب ہوتی ہے

دلمیں کہتا ہوں آئینگے عیادت کو ابھی
مجکو تسکین ہے ہوتی ہے جو تپ ہوتی ہے

مرض عشق میں کیا ہے کہ گھلا جاتا ہوں
درد سر بھی نہیں ہوتا ہے تپ ہوتی ہے

سر فروشان محبت کی ہے مٹی بھی عزیز
دیکھ قبر شہدا جای ادب ہوتی ہے

بیوفائی سے وہ ترا اٹھ گئی صحبت کیسے
کوی پوچھی کہ ملاقات بھی اب ہوتی ہے

خوبرو یار کی گالی بھی گوارا ہے مجھے
چمن حسن کی حنظل بھی رطب ہوتی ہے

عکس رخسار سی آئینی ہین پہلو نکی جنگیر		وی کے پر چہا مین عشقو نمین شیخ ہوتی ہے
اپنے محسن کو سمجہتا ہو نہین صاحب اکسیر		وقت پر خاک کی چٹکی مجہی زر ہوتی ہے
بحر روتے ہو تو کچہ جوہر تاثیر ہی ہے		بوند ہستی ہی نکل کر کہ گہر ہوتی ہے

تنگ ہون کشمکش خوف و رجا سی ای بحر
جان ادہر ہوتی ہے اپنی تو ادہر ہوتی ہے

اب مرنا ہی اپنی خوشی ہے جینی سی بیزاری ہے	۵۰۸	عشق مین ایسے ہلکے ہوی ہین جان بدنکو بہاری ہے
شکوے کیے جرچی ہوتی ہین چپکی ہی رہنا بہتر ہے		دلکو جلانا دلسوزی ہے غم دینا غمخواری ہے
کسکا وعدہ کون آتا ہے چین سی سو تا کوئی وہ		رات بہت آئی ہے ای دل ناحق بیداری ہے
داد تہا اپنا جب وہ ہی جو پر سیکنے آتی ہے		اب کچہ حال نہین بن آتی جیت کے بازی ہاری ہے
لوٹتی دیکہا غش مین دیکہا مرتے بہی دیکہا ہے مجہے		آشنا نہ پوچہا کون ہے یہ اس شخص کو کیا بیماری ہے
ہجر ستم ہی کلفت غم ہی کس سے کہیے حال اپنا		دنکو چپ ہی رہنا منہ ڈہانکی رات کو گریہ زاری ہے

اوٹھ کپڑے سی او چلو کیا بیٹھے ہو بحر او داس اس
سیر کے دن ہین پہول کہلی ہین جوش پہ فصل بہاری ہے

کہلی ہوی ہین غنچہ خوشبو بدنکی ہی	۵۰۹	جامی کی جو کلی ہی کلی یاسمن کی ہے
آنکہونکو دید منتظر اوس بدن کی ہی		کانونکو لو لگی ہوی اوسکی سخن کی ہے
یاران ہمزبان کا سخن یادگار ہی		جو سطر تذکرے کی ہی صف انجمن کی ہے
تمثیل سے دلیل سے وجہ مجاز سے		ان شاعرونکو پر دور نہیں سخن کی ہے

[illegible]

دشت وحشتمین جو تہکتا ہوں مجھ کیتا ہی دل
شکر کر اپنی صفای حسن پر عشرہ کر
تار ی آنکھون کے بناؤ نہین جیسے ہی مجھی
چاند مین ہی داغ اوسکے حسن مین دہبا نہین
گور تک مرکی پو نہچینگے یہ ہمکو ہی یقین
دو ہین لفین ایک دل ہی کسکو دون کسکو نہ دون
دل کھلے جسجا پر اپنا بس وہی ہی دلکشا
بوسہ کیونکر دون تجھے جیتو تمین کہتا ہی وہ شوخ
جب گلی ملنی پہ وہ راضی ہوی مین غش ہوا

واہ کیا کہنا میان دو چار منزل اور ہے
آیینہ رو پیار کرنیکے ہین قابل اور ہے
یار کے رخسار پر ہی دو سرا تل اور ہے
ہی کوی آفاق مین اوسکے مقابل اور ہے
بار عصیان سے ہوی بہاری یہ منزل اور ہے
مانگتا ہون مین خدا سے دوسرا دل اور ہے
کوی جاتا ان سے ہی عیش منزل اور ہے
ایک تو منگتا نہین حاضر ہی سایل اور ہے
ہاتہ پہیلائے تو ہاتہون سے گیا دل اور ہے

کل یہ صحبت مین یہان تھے آنکی گہرین ہی نہ ہے
بحر کیا تمنی جمائی کوی محفل اور ہے

کوی یہان رہیگا نہ اک حال پر کبہی	۵۸۱	یہ حال ہی کہ شام کبہی ہی سحر کبہی
ہرگز نہ یون کراہتی دو دو پہر کبہی		ہوتا جو تیرا دل سا ہمارا جگر کبہی
میرے لیے ہی آفت جان اوسکی نازکی		بجلی گری جو یار کی لچکی کمر کبہی
تسمے گلی لپیٹ کی جو سونا نصیب تہے		آنکہونکو پہوٹنی جو کہلین عمر بہر کبہی
کہینچینگے مثل تار اگر حشر مین ہی		سیدہی ہوے نہ یار کی ٹیڑہی نظر کبہی
ہر چند بال بال سے دشمن ہو لگی		وہ زلف کیا ہی اژدہی سے نہ ڈر کبہی

اب تو جو چاہتے ہین آپ وہ فرماتی ہین
بدزبانی پہ طبیعت کبھی ایسی تو نہ تھے

گھر سے جنگل کیطرف پاؤن اٹھے جاتی ہین
کچھ عجب حال ہے وحشت کبھی ایسی تو نہ تھے

پتلیان سحر کی پتلی نظر آتی ہین مجھے
تیری آنکھون مین شرارت کبھی ایسی تو نہ تھے

کبھی ہر بات لطیفہ کبھی ذو معنیین
بات چیت آپکی حضرت کبھی ایسی تو نہ تھے

منہ ہی منہ کسلئے سلاتو فی جو روکت آئے
سحر دیکھ کہ آئینہ صورت کبھی ایسی تو نہ تھے

توڑ کر پاے طلب بندۂ مضطر بیٹھے
حاصل اپنی کو ہے نان و نمک گھر بیٹھے

آدمی سنگدلون پاس نہ حاجت لیجائے
شکم گرسنہ پر باندہ کی پتھر بیٹھے

استحاد اہل غرض سے نہین کہتا کوئی
ایکدن ملکے نہ محتاج و توانگر بیٹھے

عاکف عشق ہین ہر جا پہ ہمین خلوت ہے
بیٹھے تنہائی مین یا کعبے کی اندر بیٹھے

حسرت لطف ہی بخشی ہمین او قاتل
تیری تلوار کی سایے مین ہم مر بیٹھے

نہ لکھا تمنے جواب ایک ہماری خط کا
گھس گئے آپنے قلم تھک کی کبوتر بیٹھے

کل تو کیا خار ہے ٹوٹا جو کسی صحرا سے
بلبلون کے رگ جان پر کئی نشتر بیٹھے

صبح تک نیند نہ آئی شب فرقت ہمکو
کبھی منہ ڈھانک کی لیٹے کبھی اٹھکر بیٹھے

اوڑھ گیا چارۂ عشق جو مین نے سی
پھاڑ کر اپنا گریبان رفوگر بیٹھے

سحر مصرع یہ کھدی اپنی سر لوح مزار
مرہی کر اوٹھی ہم ایسے کسی در پر بیٹھے

رکڑون جو ایڑیان ہی تو توچون تک یار
قربان تیرے ہین تری بخشش کے مین نثار
اک بوسہ اپنی دست حنائی کا دی مجھے
شاید کہ قافلے مین ہی ابرو کمان کی
جب مین نے ہاتہ پاون نکالی شباب مین
کم کی ہی مین نے سب سے ملاقات یکقلم
نکلو نہ گھر سے زلف دوتا کو سنوار کر
سرمایۂ حیات تمہین جانتا ہون مین

تقدیر نے دیے ہین وہ بخت رسا مجھے
بوسے کی بدلے داغ کیا ہی عطا مجھے
کافی ہی میرے خون کا یہ خونبہا مجھے
اک تیر مارتے ہی صدا ای درا مجھے
العشق تو نے کر دیا بیدست و پا مجھے
ناآشنا کہی کوی یا آشنا مجھے
دوہرے بلا و نین نکرو مبتلا مجھے
کوئی نہین عزیز تمہاری سوا مجھے

ای بحر وصل یار سی ہین کسے نصیب ہون
معشوق بھی ملا تو بڑا پارسا مجھے

یار خود رفتہ ہی شکوہ ہی فراموش مجھے
انتہو نہچی ہی یہ نوبت دری بیہوشی کی
بلبلو نکاسے عدو باغ مین پتا پتا
اپنے سر جرم لیے ہی یہی حق قاتل کا
یہ سمجھ کر وہ پڑہا تا نہین گیسو تا دوش
وہ شراب اور کباب آج مجھے ہی ساقی
سبزہ گرد لب جانان ہی تو مر گیا غم ہی

۵۸۶ گوش کر اوسکو ملی ہین لب خاموش مجھے
سر پہ نقاری بجاؤ تو نہ ہو ہوش مجھے
گل کے تہالے نظر آئی چہ خسپوش مجھے
خود گران بار ہوا کر کی سبکدوش مجھے
تا نہ سمجھے کوئی ضحاک کا ہمدوش مجھے
کہہ دیا مرا کہین ہمدوش سے مجھے
لذت بوسہ نہین ہی ہی نغش سے مجھے

سوا ی راہ عدم کچہ نظر نہین آتا
نظارہ موی کمر کا ہوا و بال مجہے

صفای سیر اور اوسکی ہوی جمع ہولی ہین
غبار قمقمہ دل ہوا گلال مجہے

خدا کی دید کا ای گبر کیا مین قابل ہون
کہ بندی کا بہی میسر نہین جمال مجہے

۵۸۸

عطر بالو نہین لگاتا ہی سونگہاتا ہی مجہے
یہ بہی اک پیچ ہی وہ دام مین لاتا ہی مجہے

وہیان رہ رہ کی ملاقات کا آتا ہی مجہے
دیکہتا اوس گل عشقی لی بہر بہی ہلاتا ہی مجہے

اوسطرف جا کی سلامت نہین پہرتا کوی
کدہر اے جوش محبت لیی جاتا ہی مجہے

یہ کبہی طرز ملاقات نہ تہا اوس گل کا
کسنے یہ آگ لگائی کہ جلاتا ہی مجہے

صبح ہو جاتی ہی فرقت مین نہین نیند آتی
رات بہر یہ دل بیتاب جگاتا ہی مجہے

مین تو مرا اپنا ہاتہہ لیے یہ لیی پہرتا ہون
ہاتہ کیا قبضی پہ کہہ رکہ کی ڈراتا ہی مجہے

ہاتہ پکڑین جو نہ احباب جہری کبہی گنجہ نہین
دلکو پہلو سی نکالون کہ ستاتا ہی مجہے

پڑ رہون پائینتی اوسکی یہ مجہی حسرت ہی
دیکہون کب طالع بیدار سلاتا ہی مجہے

روٹہ کر میری نہ ہمین خلل انداز نہ ہو
گالیان کہانا تجہی چہیڑ کی بہاتا ہی مجہے

یاد آتا ہی مجہے برق شمایل میرا
ابر کیطرح اپنی طرح آ کی رولاتا ہی مجہے

ناز کرتی ہین جوانان چمن بہی کیا خوب
گل بادام بہی اب آنکہ دکہاتا ہی مجہے

میرا ساقی وہ سخی ہی جو طلب کرتا ہون
بہر کے ساغر می کوثر سی پلاتا ہی مجہے

دلربا سے نہ ملون دلکو تسلی کیا دون
سخت ناچار ہون کچہ بن نہین آتا ہی مجہے

[illegible]

کوئی بیدل کوئی بیچان گیا محفل سی
تیری انگشت شہادت کی اشارے دیکھے

[illegible]

ردیف یای تحتانی

[illegible]

دور ہی دور سے دیدار کی حسرت رکھے
تھر ہی شمع سے پروانہ جو صحبت رکھے

اب تو رکھا ہی قدم کوچۂ رسوائی میں
حق تعالی مری عزت مری حرمت رکھے

اوس پریرو کو جلانیکی خوشی ایسی ہے
سیڑھی لمبی جو پہنچے ہیں تو وہ نوبت رکھے

کھینچے نرگس کو نہ کانٹوں پہ وہ سر کہیں
حال بیمار پہ وہ چشم عنایت رکھے

سابقہ افعی گیسو سے پڑا ہے جسکو
کیا بھلا اژدرہے سے وہ دہشت رکھے

لوث دنیا میں اسیطرح نظر پاک رہی
جسطرح آنکھ نہ مری ہی کدورت رکھے

دشت وحشت کی سیر کر دیوانۂ عشق
جو بگولے کیطرح پاؤں میں طاقت رکھے

چمن حسن کی کیا سیر کرے طائر دل
ہوش اوڑ جائیں جو پرواز کی طاقت رکھے

قبر پر پھول چڑھیں اور رہیں داغ میں
کوئی مردہ بھی ہمارے سی نہ قسمت رکھے

مرنیکے بعد بھی اندیشۂ رسوائی ہے
پوٹ میں لیگئی کچھ خلق نہ تہمت رکھے

رنج پر رنج سہے شکر کرے فقر یہی
آج فاقہ ہو توکل پہ نہ کل نیت رکھے

دار منصور کی حق میں ہے سچ بیہودہ بیان
وہ انا الحق کہے جو کچھ نہ حقیقت رکھے

سر اٹھانا اوسے زیبا نہیں شعلے کیطرح
خس و خاشاک سے دنیا میں جو حاجت رکھے

سبکی نظروں سے گرے ہی ہمیں اے باغرض
سبکی آنکھوں میں وہ ٹھیرے جو نہ حاجت رکھے

منہ لگاؤ تم اوسے طوطی خط کے مانند
بات کرنیکی جو مطلق نہ لیاقت رکھے

پھر زبان سنت دو نان سے نہ شرمندہ کرے
اپنا ممنون مجھے سیر قناعت رکھے

چھوٹ اٹھتا ہو نہیں اوس کیطرح فکر دنی سے
تا کجا جوٹ سے محفوظ طبیعت رکھے

[illegible]

کہا سے کچھ سحر ہین تجھ پر مین آتا ہی ہی
شب فرقت کی مرضیونکا مداوا ہی یہی

تشنہ دید کی کیا خوب خبر لی تمنے
منہ مین پانی تو چوائی مجھی شکوا ہی یہی

دیکھیں کیا جی کی پڑتی ہی شب وعدہ وصل
بند ہو جائین نہ آنکھین کہین ڈر کا ہی یہی

جلوہ قامت جانان کو قیامت سمجھو
مر دی اوٹہ کر جسی دیکھین وہ تماشا ہی یہی

زلف پیچان کی ہوا سے مجھے اللہ بچائی
ہوش آنے نہ دیکے اوڑا دیگی بگولا ہی یہی

سر محفل مین کہون یار سی کیا حال اپنا
قفل اغیار کی منہ پر نہین کھٹکا ہی یہی

غم کچھ اسکا نہین اشکو نہین اثر کچھ نہ ہو
اپنے ہی چشم ہنسینگے ہمین رونا ہی یہی

بخدا اوسکی جدائی مین اگر موت آئے
ملک الموت کو سمجھون کہ مسیحا ہی یہی

زینت و لہو و تفاخر سے نہ مالوف رہو
ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ دنیا ہی یہی

کوئی اس زلف کے پھندے مین گرفتار نہو
جسکا مارا ہوا مجنون ہے وہ لیلا ہی یہی

سانپ کے قسم بچھلی ہی جو بیٹھی ہی وہ شوخ
زہر ہی جسمین یہ پھندیکا وہ پتلا ہی یہی

اسکی رنگت سی مجھے خون کی بو آتی ہی
جسکا ٹیہا ہی گرہ بھی وہ پٹا ہی یہی

جسنے دیکھا تجھی وہ تیرا خریدار ہوا
ای صنم تو ہی کہ یوسف مجھی ہوگا ہی یہی

کیا ہی رخسار چمکتی ہین کہ بس جی غش ہے
طور پر شعلہ بنا تھا وہ بھبوکا ہی یہی

کوچہ عشق مین چمکی ہی فقیری اپنی
ہم گدا جسکے ہین چاند کا ٹکڑا ہی یہی

ہوش بجلی کی اوڑاتی ہی ہی تبسم
جس سے خورشید چمکتا ہی وہ مکھڑا ہی یہی

حال اسوقت مری الکا نہ پوچھو اسجان
دوڑ کر تمسے لپٹ جاؤن ارادا ہی یہی

مر مر گئے اس طرح بسر کی شب فرقت — سکتہ سا رہا سانس و دو پہر آئے
ہر جی کو خرید ینگے تری کوچی کی مٹی — اک ٹوکری اکسیر اگر آئے
منزل پہ کہلا حال کہ بازار جہاں میں — جان سفری زاد سفر بیچ کر آئے
رکہا قدم اوسنے جو میں شیراز بکے اندر — اک جان کے اپنی تن بیجان میں پہر آئے
عقبے میں کسی شی کی مجہی کیا ہو توقع — دنیا میں مری کونسی امید بر آئے
خمخانہ ساقی میں ہے رشک فلاطون — یہ عقل تہ زاہد کو کبہی عمر بہر آئے
گلزار میں دیکہا جو مری سرو روان کو — قمری سر شمشاد سی تجہی اوتر آئے
سر اوسنی جہکا یا مجہی خونبار جو دیکہا — آنکہوں میں حیا آنسوؤں کی بدلی بہر آئے
فرقت میں جو اوٹہی ہوی بالوں کی خبر لے — آرہ لیی کنگہی مر بالای سر آئے
تا منزل اول نہ چہٹا روح سی قالب — لپٹی ہوی دامن سی یہ گرد سفر آئے
ہم ایسے پرا ندوہ اوٹہی وار عنا سی — جب دفن ہوی گور کی چہاتی بہر آئے
اے عشق مجہی خدمت خار اشکنی ہے — فرہاد سی ہوگی نہ کبہی عہدہ بر آئے
مقبول جہان ہے سخن اس ہیچمدان کا — اطفال کی باتیں ہیں کہی زرہ در آئے

اے بحر یہ طوفان ہے یا وحشت دل ہے
پل ٹوٹ گیا سینی کا جب جوش پہ آئے

کبہی نہ دنیا میں چین پایا ہمیشہ رنج و الم اوٹہا ئے اسیر دل جگر ہمارے اگ بہڑکی اوٹہی الہی	۵۹۵	یہان کے رہنے سی ہاتہ اوٹہا یا چلی عدم کو قدم اوٹہا ئے فرشتی بہی الامان پکارے وہ داغ دیکہی جو غم اوٹہا ئے

پہلے ہی پاؤں نکالا تو چلی عشق کی راہ		کام اول ہی میں ہم منزل اول آئے	
[illegible]		کون پرسان ہی مرا آسی کہ پیدل آئے	
نام کرجاتی ہی مرنے کی بھی دولت ہم		گنج ہاتھ آتی جو غازی سر مقتل آئے	

حج کو جاؤ کہ زیارت کو تردد کیا ہی
زندگی شرط ہی بحر آج گئی کل آئے

یاد جس وقت کرو جنبش مژگان آئے	۵۹۷	لا کہ نشتر کی تلے اپنی رگ جان آئے
تلوے جلنے لگے مہندی جو لگائی اوسنے		درد سر ہو جو لگا [illegible] افشان آئے
آج کا دن بھی کٹا یار نہ آیا افسوس		تارے گنوائے مجھے پھر شب ہجران آئے
اوس مسیحائی کسیدن نہ مجھے یاد کیا		کوئی ہچکی نہ مری درد کی درمان آئے
تنگ ہوتا ہی جگر سنکے فغان بلبل		کس طرح تجکو ہنسی اے گل خندان آئے
دیکھنا ضبط ہمارا کہ دم آیا لب پر		وہ جو دل میں تھی سنہ پہ کیسی عنوان آئے
وا ہی قسمت کہ جب حسرتی اولٹ دی نقاب		اوڑ کی چہرے پہ ہیں زلف پریشان آئے
یار کے قدموں سے روشن ہوا گھر اپنا		دل جلانے کی لیی شمع شبستان آئے
تہی مجھی پردہ ہی ہاتھوں کی صفائی منظور		سامنے پلنگ کی پھر تیغ صفاہان آئے

مر گئے ہم نہ زمانے کی ہوا بدلے مجھر
کوسنے بھلا مری گور پہ گریان آئے

دل سے صاف کدر یار نہ آنی پائی	۵۹۸	آئنے پر کبھی زنگار نہ آنی پائے

ردیف الیاء

غم نہیں جان سی اوٹھ کہلے بھید اپنا
تا بلب آہ شرر بار نہ آنی پائے

[illegible]

یار کے قبضے میں تلوار نہ آنے پائے		کاٹ کر رکھ دو سر اپنا بھی تو ہے نکتہ چل
طاقت آ جای وہ دلدار نہ آنی پائے		اوٹھ کے زیر قدم آنکھیں نہ بچھاؤں یارب
کہ قوافی میں بھی تکرار نہ آنے پائے		بحث اچھی نہیں معیوب ہی لازم تو نہیں

بحر کچھ غم نہ کرو دلکی جدا ہونے کا
اب بغلمیں یہ بداطوار نہ آنی پائے

چال وہ چلیے کہ دلمیں اوس پیا کیجیے	۵۹۹	خلق کی باتو نسے بیگانی کو اپنا کیجیے
اپنی دلکو کیوں ہتھیلی کا پھپھولا کیجیے		اوسکے ہاتھوں آگمیں جلنا گوارا کیجیے
نسخہ قسمت مٹی تو کچھ مداوا کیجیے		دست بردار اپنی چلنی سے ہیں کیا دکھلائیں بیفض
پہنس گئے آتو ہم اوسکی دام میں کیا کیجیے		سونچ رکھنا تھا مقرر کوئی ٹھس پیچ کا
بھیک کی ٹکڑو نپہ مرشد کا پیالا کیجیے		ناتنی پہ بھی فقیر میں بھی ہے پیر استاد کو

چاہیں جیسے کی یہاں سی بحر لیل و نہار
دنکو ٹھہرا کیجیے راتو نکو ردیا کیجیے

محبت کا ہے درد کیا کیجیے	۶۰۰	مرض پالیے یا دوا کیجیے
اسے سینے سے کیا جدا کیجیے		کسیکی نشانی ہے داغ فراق
کوئی آج قید سے رہا کیجیے		پہنسا یا ہمیں آپ نے دام میں
دم واپسیں ہی دعا کیجیے		نہ پوچھو مزاج اپنے بیمار کا
مقدر کے ہیں پیچ کیا کیجیے		بھوؤں میں بھی زلفوں کا بل آگیا

[illegible]

قطعہ

اب تہہ نہیں ہرزہ گردی میں بحر
ضعیف سے ابہی جیا کیجیے

[illegible]

بن ٹھن کے گھر میں بیٹھیے یا چوک جائیے
جو بات ہو حضور کے شایان کیجیے

گھبرا کے اوٹھ کھڑی ہوئی کیوں بیٹھے بیٹھے ہی
محفل کو دوستوں کے نہ ویران کیجیے

منظور ہر طرح ہی مجھے آپکی خوشی
یہ جان نذر ہی ستم ایجاد کیجیے

خالق نے دی کسیکو محبت کا حوصلہ
مر جائیے نہ چاہ کا ارمان کیجیے

سنئے سخن کو بحر نہ پوچھی گا بیوقوف
بلبل کی کیوں دماغ پریشان کیجیے

۶۰۲

ان گلوں سے صورت گل بیجدائی کیجیے
چار دن کی واسطے کیا آشنائی کیجیے

حسن کی غیرت مانگی سی جو ہاتھ آئی کہیں
تاج سلطانی کو کشکول گدائی کیجیے

وای غیرت جبین پیشانی منعم دیکھیے
کھینچکر قشقہ جبین پر جبہہ سائی کیجیے

ہجر میں چال ہی کوئی نہیں ہی جانتا
آشنا وں سے دوبارا آشنائی کیجیے

پاوں رکھنے کا اگر در عشق کو ہی زینت
سر کے بل چلیے اگر اپنی رسائی کیجیے

جان نثار و میں شمار اپنا بھی ہو جائی کہیں
ہاتھ پر سر رکھ کی قسمت آزمائی کیجیے

چار پھولوں کی لیتی ہیں سبھی کانٹوں کو آب
باغ عالم میں برونسی بھی بھلائی کیجیے

تیرے چھلے کا جو بھی ہاتھ پر گل کھاتے
دست بیضا سی برابر کی کلائی کیجیے

سینہ چھپا کر ایسا تڑپا یا کہ ٹوٹی استخوان
اب وکھا کر زلف کا رسوائی کیجیے

جان و دل سی آپ پر قربان ہیں مالک ہیں آپ
جانستانی کیجیے یا دلربائی کیجیے

ایک دلسی آفتیں دو ہر نئی جھیلی جائینگے
زلف کو منہ تو آئی بھیج ادائی کیجیے

کیون ہماری سدرہ ہوی سگان کوی دوست
گوشت کسکی لیی ہی استخوان کسکے لیے

لو لگی ہی جان کو کسکے چراغ حسن کے
محفلونمین پہرتی ہین پروانہ سمان کسکے لیے

اوٹھ گئی احباب سب اب کون ہی محفلمین پہر
نقش پا کی شکل بیٹھی ہو یہان کسکی لیے

۶۰۵ دیمقدرت نہ سست تخنا ہو تو جانیے
جم حیرصد نوش جام گدا ہو تو جانیے

عیسے سی عاشقونکی دوا ہو تو جانیے
بیمار ہجر کو جو شفا ہو تو جانیے

بلبل پہڑک کی جال سے آزاد ہو گیا
زلفونمین پہنس کے کوی رہا ہو تو جانیے

کیونکر یقین ہو کہ وہ پوری ہین بات کے
ہمسے جو کوی وعدہ وفا ہو تو جانیے

سلجہا ای اپنی بال جو تمنی تو لطف کیا
ہم عاشقونکے عقدہ کشا ہو تو جانیے

بتلاے کون کعبہ مقصود کا پتا
اپنا ہی دل جو قبلہ نما ہو تو جانیے

فصل بہار تمکو مبارک ہو بلبلو
اپنا نہال عشق ہرا ہو تو جانیے

محراب مین سجدہ کیی شیخ نے تو کیا
خنجر تلے جو سجدہ ادا ہو تو جانیے

کہتا ہی ظلم یار کی رفتار ناز سے
پامال ساری خلق خدا ہو تو جانیے

ارباب عشق قائل تاثیر عشق ہین
معشوق عاشقونپہ فدا ہو تو جانیے

تا گوش ماہ کیک کا نالہ گیا تو کیا
تم تک ہماری آہ رسا ہو تو جانیے

سوزن ہی وہ نکیلی فرہ نام کے لیے
چاک جگر کسیکا سیا ہو تو جانیے

زاہد بہی دیکہکر اوسی کرتی ہین دعا
یارب یہ حور ہمکو عطا ہو تو جانیے

[illegible]

چار دن کے واسطے کیا دولت و زر چاہیے	ق	ہم مسافر ہین سرا دنیا ہے چند ہی مقام
جو رہے دنیا مین اوسکو تخت و افسر چاہیے		زیست پر جسکو حکومت ہو وہ ڈھونڈھی سلطنت
ہاتھی گھوڑا پالکی اوسکو مقرر چاہیے		اسپ چوبی پر نہ چڑھنا ہو جسے انجام کار
گور مین جسکو نہ رہنا ہو اوسے گھر چاہیے		خاک پر جسکو نہ سونا ہو اوسے بیا ہے فرش
فرش و مسند چاہیے گر نہ گھر چاہیے		اپنے آگے تو امیری سے فقیری خوب ہے
چاہیے اطلس نہ کمخاب و مشجر چاہیے		ساز دنیا ہیچ ہے سامان عشرت ہیچ ہے

بحر جیتی سوئی کام آئی درکار ہے
ایک تسمہ ایک تہمد ایک چادر چاہیے

ہاتھ مین آئینے کے بجا فرد عصیان چاہیے	۴۰۸	غازہ توبہ سے زیباروی انسان چاہیے
قدآدم آئینہ ہے چشم عرفان چاہیے		چار دیوار عناصر جلوہ گاہ یار ہے
اس انگوٹھی پر نگین داغ حرمان چاہیے		دورۂ عالم مین خواہان سلیمانی نہ ہو
لاؤ بوتل سامنے شمع شبستان چاہیے		روشنی آنکھون کی ہے مانند ساغر نور سے
دانۂ زنجیر کو دندان سے ہان چاہیے		جو کٹے ہین جھیل جاتی ہین وہ کڑیان عشق کی
ان کمانون کے لیے چلہ رگ جان چاہیے		واہ کیا ابرو ہے جانان ہین گئے دل قربان ہے
درد اوٹھا ہے جگہ مین آج درمان چاہیے		کوئی لادے خاک کوے یار سینے پر ملون
جان نکلی تن سے استقبال مہمان چاہیے		آمد آمد اپنے دلمین ہے غم محبوب کے
آم کھانے کو ہمارے باغ رضوان چاہیے		یار کی سیب ذقن کا وصف لکھتے ہین بحر

ردیف الیاء

واعظو ... رند کی سر ... [illegible]
سبحہ کی جا ہاتھ مین سنگ و فلاخن چاہیے
مر گیا ہون ایک گلرو کی سبک رفتار پر
[illegible]

دور دورہ جام صہبا دیکھیے یا الٰہی [illegible]

ہم نہ کہتے تھے جنون اچھی نہیں
لگی آخر رکاوٹ دیکھیے
دورۂ آخر میں کیفیت نہیں
رنگ کیا دکھلائی تلچھٹ دیکھیے
دیر لگی یہ تماشی پھر کہان
تن ہوں بسمل مجھکو چھٹپٹ دیکھیے
رہی کا نہیں میرا غبار
پھیرے کہو دیکھو سرپٹ دیکھیے
بحر کچھ قیدی کا گوشت ہی کی
چھٹی اور بہ جالی تو چھنٹ دیکھیے

یا الٰہی خیمہ پھر آتے بہار	ق	کیا جھرا رہ لائی سودا دیکھیے
کل جو کچھ صورت ہوئی تھی مٹ گئی		اور ہی ہے آج نقشا دیکھیے
ابر وہ شمین پھر گرہ پڑنے لگی		دل طبیعت میں پھر آیا دیکھیے
درد سے چشم میں درمان طلب		دیکھتے ہی ہیں مسیحا دیکھیے
دیکھیے داغی دلوں کو اذن عام		پھول والوں کا بھی میلا دیکھیے
انتظار یار کہتا ہے یہ ہے		زندگی جب تک ہی رستا دیکھیے
وصل ثابت ہی نفا دل سے مگر		کب وہ آتا ہی زمانا دیکھیے
کیا بلا ہی بد ہے یہ باد خزان		ہو گئی سب پھول پتا دیکھیے
بزم ناپرسان میں قسمت لائی ہے		بیٹھیے اپنے اگر جا دیکھیے

بحر اگر چمکا ستارہ عیش کا
لولیی گردوں کا مجرا دیکھیے

کب سولاتا ہی چھپر کھٹ دیکھیے	۲۱۱	پھر بھی لیتی ہیں وہ کروٹ دیکھیے
ساغری ہیں دوالی کے چراغ		سنجو نینوں پہ ڈھلکے جگمگٹ دیکھیے
پردہ فانوس میں روشن ہے شمع		گوری گوری سنہ پہ گھونگھٹ دیکھیے
ہم بری حالوں میں تو کیا آپ کو		آپ بس اپنے سجاوٹ دیکھیے
کعبۂ مقصود ہے بیت الصنم		کیجیے سجدے جو چوکھٹ دیکھیے
سر لگے ہیں یار کے قدموں کی ساتھ		کھائیے بچھوے کا پرانوٹ دیکھیے

پھر ہی وہ ماہ درخشان کہیں آجائے
ایک دم کو بھی لیے پھر جان بدن میں آجائے
سہل ہی دام خط سبز سے آزادی دل
ہاں وہ بیتاب ملاقات اجل آجائے
میں اگر یاد ہوں تو پہونچان وطن میں آجائے

[illegible]

اثر جذبۂ عاشق جو نمایاں ہو جاوے
دیدۂ کبک کا تار اسد تابان ہو جاوے

جسم میں گل کا ہی عالم ہو بخدا آنکھیں ہیں
ہر ورق طفل شگوفہ کو گلستان ہو جاوے

ہمنو کیا ہین جو خضر سی بھی کری بازی عشق
گوی دل کی لیے سینہ کف چوگان ہو جاوے

جو معشوق بھی جو ہر عاشق ہی ہی
سر اگر خاک پہ لوٹی دُر غلطان ہو جاوے

دیکھیں اوس بت کو تو یا ہمیت نا ہو جو قلب
قلب نا قوس ہو زنار رگ جان ہو جاوے

مجھسے سیل مژۂ یار جو کاوش کیے
دیدۂ داغ میں ہر سینہ شب ہجران ہو جاوے

سیکھے مجھسے اگر معنی ترکی بندش
نفس کے سینہ میں ہر قطرۂ نیسان ہو جاوے

جوش پر آئی اگر داغ عنادل کی بہار
وجد ہر گل کو ہو طاؤس گلستان ہو جاوے

دانۂ خال کے خاطر میں عبث وتاب ہو
یہ وہ غلہ ہے میں بارش سی جو ارزان ہو جاوے

نجت برگشتہ میں ایسی ہیں ڈھونڈھیں ہوں معشوق
قاف میں جو رہے خلد میں نہاں ہو جاوے

بحر اگر اوس گل خورشید کا سایہ پڑ جاوے
چاندنی چاندنی کا پھول دو چند ہو جاوے

۶۱۴

بال ہاتھ آئی تو تابع وہ پری رو ہو جاوے
سوٹہ زر کی مری محبوب کو جادو ہو جاوے

آب افشاں لب یا ہوں جو دندان صنم
کھل کے مٹھی درشہسوار کی چلو ہو جاوے

اپنی محسن کی بھلا کچھ تو کری روادار
ماہ نو چہرۂ خورشید کا ابرو ہو جاوے

میں وہ گم ہوں جو بھی خضر بھی ڈھونڈھتے
عمر مانند نفس صرف تگاپو ہو جاوے

رنگ کے ساتھ اوڑی آپ بھی ہلکا ہو کر
لعل دیکھے تری چکنی کو تو جگنو ہو جاوے

مدعی اپنی صفائی کا اگر آئینہ ہے

ہائے اپنی بجز ہوی جو کوی سرمہ کھائی ہو جاے
مرض منتظری چارہ گری ہو جاے
بار احسان کی او ٹھانی کی یہان [illegible] ہو جاے
ہر ورق باعث قرطاس حنائی ہو جاے
نون بلبل کا جو اظہار کوی گل ما نگی
رخ کہاون تو بس قلب طلائی ہو جاے
اثر اکسیر کا رکھتی ہی محبت اوسکی
پاشکستونکی بہی منزل رسائی ہو جاے
دست پر پہا جہان ہو اگر اس قافلی مین
اب جہان کا بہی جو جام گدائی ہو جاے
پائی مین رہ برائی ہی تو ہیچ انسان

ای صنم دولت دیدار لٹائی تو اگر
دورۂ خلق صدا جام گدائی ہو جاے
ہاتہ آیا ہی مجہی پارہ ناز ک تیرا
پہوم لون اوسکی ہتہیلی تو حنائی ہو جاے
حسرت بلبل اسیر قفس نہ پوچہ صیاد
بال و پر بہی گل آہن جو رہائی ہو جاے

(غزل پیوند)

او سکے جلوے سی ہون محرم گستاخی سبب	صاف دل ہو تو مجھی آئینہ داری ہو جاے
ستمگاہی نہین ملنی کا جو گزرا مغتنہ	سات دان ہر کوی گو ہفت ہزاری ہو جاے
قرۂ یار نہی تو زخم ہماری نہ سیے	سوئی اپنی کہین عیسی کو نہ پیاری ہو جاے
زلف یاد آسی تو کیونکر نہ کری دل فریاد	تار چڑہ جائین جو تو بھی پیاری ہو جاے
نہ تہکو گریہ و فریاد مین دیدۂ دل	اپنے اپنی غم و اندوہ مین باری ہو جاے
ساز و اری ہو قدم فصل بہاری تیرا	جان بلبل کو بھی پہول بہاری ہو جاے
ای صنم ہم بھی تو جائین کہ صنم ہوتا ہی	تم مین بھی کوی صنم جان ہماری ہو جاے
جبین بھی ہر کہا کر اوسی آستانہ پہ چون	کیا کری وہ جو کوی جانسی عاری ہو جاے
شعلہ حسن جو بھڑکی تہ دامان چمن	ترتی مین گہانس کا پہا بھی کناری ہو جاے
تیری ہاتہ آگی اور یہ صید بہت مشکل ہی	طائر رنگ حنا باز شکاری ہو جاے
تیری کشتونکو تمنا ہی ملی خضر کی عمر	دہن زخم سی کچہ شکر گزاری ہو جاے

بحر جار آنسو ونسی پار لگی کا بیڑا
رو رو روئی سی اگر کار برآری ہو جاے

۶۱۶

حسن کامل ہی تو بہر نہ رونمائی ہو جاے	مہر سے پنجہ مہ تو سی کلائی ہو جاے
تیری قدمونسے جو آنکھونکو جدائی ہو جاے	شیر پہ رہ دیمن کہ قالین ترائی ہو جاے
علم آہ مین باندہون رگ جانکا چلہ	اوسکی درگاہ مین شاید کہ رسائی ہو جاے
جہک گئی تیغ آہن سر اک سی جو پیش کل محراب	ہر صنم دیر مین مسجود خدائی ہو جاے

[illegible]

آنکھیں بند کی نکلوں کی یاد پاؤں تلے
کوئی بیمار محبت نہیں لاغر ایسا
کوئی صورت نہیں اس لطف کی گرفتار پھنسیں
دشت گردی کا ہی نشان یہی حسرت ہے
سجدے کرتا نہیں وہ جو سکے آگے
جو کہ منکر ہیں وہ معراج کا اقرار کریں
زاہد و دعوت رندان سے شراب عزلت
پتلیاں آنکھوں میں جبتک ہیں منور ہی جہاں

تم کو گھوری نہ کوئی چشم نمائی ہو جائے
نبض ساقط ہو تو سعدم تلافی ہو جائے
حکم پھانسی کا انہیں ورنہ رہائی ہو جائے
ہی انگور مجھے آبلہ پائی ہو جائے
ہے یہ اندیشہ عبادت نہ ریائی ہو جائے
او سکے کوٹھے پر اگر اپنی رسائی ہو جائے
کبھی سیجائی میں بھی روزہ کشائی ہو جائے
بت ہوں جو پوش تو انہ سے خدائی ہو جائے

بحر جو بات ہو مقبول بری بھی اچھی
نغمہ وہ نالہ ہے جسکی شنوائی ہو جائے

نقوش جام کی ساقی فسونگری ہو جائے
کبھی جو زیب بدن جامہ زری ہو جائے
ہر ایک شعر میں فکر بلند کا ہے یہ قصد
اگر ملے تری کوچے کی خاک بردارے
نہ تاک غیر کو چشم کحیل سے ظالم
بہار سبزۂ شمشیر امتحان دیکھیں
سفید سر ہو تو عشقی کا کیا تعجب ہے

مری اوڑ او نہیں بزم العنبری ہو جائے
وہ اوڑ چلو کہ پری کو بھی پری ہو جائے
کہ اس میں کو فلک سے برابری ہو جائے
طبق نیاز کا پر یونکو ٹوکری ہو جائے
نہ میل سرمہ مجھے تیر کی سری ہو جائے
کبھی تو کھیت پہ کشتۂ ہری ہو جائے
پڑے جو برف تو اعضا کو تھرتھری ہو جائے

ردیف یائے تحتانی

کہیں نصیب کہ ہم باریاب خدمت ہوں

پھر پھر کے کہتا ہون کہ پہلو مرا خالی کر دے
ساقی آتا دری ہی [illegible]
بحر جو ہوت وہ محبوب صنم آتا ہے
نظر لطف ہو [illegible] دعا کی طاقت
گوش گل مین [illegible] سی کی پارہ ہو دے
[illegible] گرم فغان ہی بلبل
سم سلیمان کو دی [illegible]
سفلہ پروری زمانہ عجب [illegible]
بار الٰہا مجھی اس دل کی غرض پہر دے
سخن سخن کی [illegible]

اسید لطف و کرم خاکسار رکھتی ہین
خدا کی فضل سی سرسبز ہے کلام اپنا

ای آفتاب کبھی ذرہ پروری ہو جاے
عجب نہین ہی جو شاخ قلم ہری ہو جاے

متاع بحر کو شعری اٹھا کی لیتا ہی
خدا کری کہ خریدار مشتری ہو جاے

۶۲۰

فاقہ ستان محبت کو می کوثر دے
ای ہلال رمضان پہر مجھی ساغر دے

یار کی ابرو و غمزہ ہو جو تصرف کی جگہ
کوی اس بیت مین معنی محبت بھر دے

حیف ہی ہم نہین قائل تری یکتائی کی
تو وہ ہی ہنس کو دانی کی عوض گوہر دے

سیکشو ہو سم گریا مین ہی تیرید ضرور
آب تر ہیز ہو شراب اور گزک ہون سر دے

زیب و زینت نہین ارباب فنا کی گہر مین
خانہ گور کو درکار نہین چہت پردے

درد پہلو سے یہ معلوم ہوا ای جراح
دل نہین ہی کوی بیٹھا ہی ای نشتر دے

یون مجھی سیر دکھا باغ جہان کی یارب
ہاتھ کو زردی مری طائر دل کو پر دے

تا کجا کوی جدائی مین رہون آوارہ
کہول اتیو در الفت مجھی دلمین گہر دے

حسرت صید گہ یار ہی ایسی مجکو
مرغ دل تیر سی کہتا ہی مجھی شہپر دے

آرزو ہی شفق صبح کا عالم دیکھون
کہہ ساقی سی کہ کنٹر مین می احمر دے

اسقدر مجسے مخالف ہی مانی کی ہوا
شمع روشن کرون گہر مین تو صبا گل کر دے

کونسا دل ہی کہ جو تجسی گرفتار نہین
بال باندھی تو نئی الفتونکی ہین لالی کہون پر دے

باغبان گل کسی سمجھا ہی تو بلبل کیسا
جلوہ عاشق کو دکھاتا ہی صنم در پردے

۶۲۱

جبتک ہی جام پہول شراب ای غلال دے
اتنا صنم کی بہار علی الاتصال دے
اک پھانس ہی کہ دلمین بھی خار ح ڈال دے
وہ دانت وہ دہن کبھی دیکھی [illegible] نکال دے
در پہلو کری پہسلدی [illegible]
ہرگز بغیر دانت [illegible] مین چمک نہین
جبہہ پر خدا کی مجکو دیا ہی تو مال دے

ردیف الیاء
ی

کیا اضطراب [illegible] قسم کا تو ہو دو چار
زوال کا وعدہ [illegible] نصیب [illegible]
بالا ہی بل [illegible]
ادھیلی [illegible]
دل ہی [illegible] کلیجا نکال کر
الفت [illegible] سے لپٹ جا [illegible]

[illegible]

[illegible]

اچھو نکی کوی بات نہین ناگوار طبع
کے دن یہان رہیگا عمارت اٹھا کی تو
قند اگر سنے تری شیرین ہے کلام و صف
ساقی فزا ہی گر مینہین آب سرد کا
کامل سہ دو ہفتہ ہوا شب کے شب تو کیا
استاد کوی ایسا نہین جس سے سیکھو ن

بیٹھے ہین گالیان ہی جو صاحب جمال کے
عقبے مین گھر بنا جو خدا انکو مال دے
کہاری کنوین مین قند کی کوزو نکو ڈال دے
بوتل شراب ناب کی شو ربین جہال دے
جسکو نہ ہو زوال خدا وہ کمال دے
میری غزل کے عیب و ہنر دیکھ بھال دے

پینے کا ذوق شوق اگر ہی تو انکی سال
لکھ بحر بھیونکا اجارا سوال دے

نعمت دنیا سے میری بینوا پیدا کرے
درد اوس بیدرد کے دل مین خدا پیدا کرے
یا تو یہ دل پائمال خلق ہو سنگ کی شکل
عشق جسکا نام ہی وہ موت کا پیغام ہے
چال ایسی چل کہ عالی مرتبہ ہو تین قدم
حال غم روشن ہوا جس سے ہر سو شعلہ ہے
دو نون عالم مین نظر آتا نہین تیرا نظیر
زاہد وا ایسا ہوا تو دامن اگر کہ دو ن علم
ایک دو کا شکوہ کس کس کی شکایت کیجیے

٦٢٢

اپنے روٹھی ہوی گھی ٹکڑو نمین مزا پیدا کرے
کچھ رسائی میری آہ نارسا پیدا کرے
یا کسی تک دسترس مثل حنا پیدا کرے
جان دو پھر تو جیسی وہ دلربا پیدا کرے
شمس کے تسخیر تیرا نقش پا پیدا کرے
کیونکہ اپنا اشک اختر کی ضیا پیدا کرے
ہی وہ احول جو کہ تجسا دوسرا پیدا کرے
سوج کوثر کی تمہارا ابو ریا پیدا کرے
اور خلقت ہو نئی دنیا خدا پیدا کرے

ردیف یا

[illegible]

نہ راس آی الفت ہوی ناتوان ہم
مرض ہو گئے لیٹی نزاکت تمہارے
جلاو تو ہوی اگر ہاڑ بان دین
نگاہ یہ رنج ہی محبت تمہارے
بھلا اس ابی آخر یہ لکھ سد ہارے
کہ ہم سے نہوی رفاقت تمہارے
رہی عمر کی بات
نہ کام آئی صاحب سلامت تمہارے

قطعہ

[illegible]

اوتر جائیگی ساری عزت تمہارے کہان جاگی پہوٹی ہی قسمت تمہارے		کمینی کو سر پر چڑہایا ہی تمنے کہان شیشہ و لنی کہائی ہے ٹکر
	کہو کچہ ایسی ہی تہی مشکل آگے ہوی کسکے پیچہے یہ صورت تمہارے	

۴۲۴

کبہی نہ اپنی جہالت سی آپ درگزرے
جو کچہ مزاج مبارک مین آیا کرگزرے

فساد ہی رہی جبتک رہا شباب اپنا
ہزار شکر کہ ایام شور و شر گزرے

بنی ہی جان پر ایسی کہ اب نہین امید
کوی گہڑی کوی ساعت کوی پہر گزرے

کبہی جو یار کی آنکہو سی لڑ گئین آنکہین
مژہ کی تیر کلیجی کو توڑ کر گزرے

عدم سی آی تہی ہستی مین کیا بری ساعت
نہ اسقدر جیسی ہم رنج جسقدر گزرے

خدا نی چاہا تو اوسکو اب چاہینگے
اگرچہ سانحہ گزریگا جان پر گزرے

مثال باد صبا کوچہ گرد ہیتی ہین
کبہی ادہر کو گئی ہم کبہی ادہر گزرے

برنگ لالہ گئی ہم یہانسے داغ بدل
بشکل نخل نہ پہل پایا بی ثمر گزرے

جہان پہ نسخ ہوی اپنی وہان گئی سو بار
جہان ہوا نہ گزارا وہانسے درگزرے

کب آئیگا وہ آنیکا دن کب آئیگا
فراق مین تو کبہی چاندنی ہم گزرے

جنہین سمجہتے تہی ہم رہینگے اپنی بعد
ہزار حیف کہ وہ ہمسی بیشتر گزرے

نہ دیکہی آنتی ہین پہر کبہی جمال اپنا
اگر پری کے نگاہو نسی وہ بشر گزرے

سمجہ تجلی زر کو چراغ کم روغن
کہان امید کہ عشرت مین رات بہر گزرے

زبان ہم ہی بن گئی بیہنا الہی زبان [illegible]
صفا نہو نہین [illegible]
خلاف [illegible]
خدا [illegible]
تمہاری پاس ہی [illegible]
وہ بیوفا [illegible]
اگرچہ ہستی مین [illegible]
برنگ سایہ [illegible]
جو ہستی نہین [illegible]
پہ راستی ہی [illegible]
مگر نہ زلف کی مانند پیچ و خم ٹہہرے
برنگ برق ہنسین کیون نہ اپنی ہستی پر
کہ کیا وجود مین ہم آئی کیا عدم ٹہہرے
طریق راہ نمائی مین ہو نہین سرگردان
بنین گی میل منازل اگر قدم ٹہہرے
گل مراد بلاسی باغ دنیا مین
ہمین تو پہول ہی آج ای غنچہ ٹہہرے

ردیف یای [illegible]

[illegible]

[illegible]

کبھی افسوں نہیں نپائیگا یہ تاثیر کوی	۶۲۶	کان رکھکر تو سُنی یار کی تقریر کوی
بیٹھتے ہیں جو کبھی پاس اوٹھا دیتی ہے		اپنے گھر آہی کی کرتا ہی یہ توقیر کوی
آج تو عید ہی احباب گلی ملتی ہیں		دوڑ کر ہمسے بھی ہو جاے بغلگیر کوی
کیا ہی عاشق کو تمنا ہی تو ہان رہنی کی		کوچۂ یار ہی منصب کو جاگیر کوی
محتسب کا ہی جو کھٹکا تو یہ مطرب سیحجو		اسطرح گای ترانہ نہو تحریر کوی
کسسے احوال جہان پوچھیی غافل ہیجہان		خواب مین خواب کی دیتا نہین تعبیر کوی
کونسا گھر ہی کہ جس سی نہین مردہ نکلا		دار فانی مین مبارک نہین تعمیر کوی
چہرۂ یار کے اوصاف رقم کرتا ہون		نہ لکھی سورۂ والشمس کی تفسیر کوی
تیری ایک ایک گرہ سنگ فلاخن سمجھے		تجکو بھاپانی جدای زلف گرہگیر کوی
نقش ثانی کو ہو بہتیا نہین نقش اول		بیچی یوسف کو خریدے جو وہ تصویر کوی
اسطرح ڈوب گئی دلمین نکیلی وہ مژہ		مین نی جانا کہ کلیجی مین لگا تیر کوی
اپنی زلفوں کی طرح مجسے ادجھتا کیون ہے		عقدہ کھلتا نہین کچھ بات بھی تقصیر کوی

زندگی بھر کی آرزو ہی نہین کٹتی بحجر
کمریار کی لادی مجھی شمشیر کوی

سوچ مین ہون بنا تا نہین اکسیر کوی	۶۲۷	پیش جاتی نہین تقدیر سی تدبیر کوی
نیند آتی نہین اتو نکو اونہین سنتا ہون		کانتک اوسکے گیا نالۂ شبگیر کوی
اب فقر کا نہیں نہ زہ نی نکا ہو نہین نہ توڑ		ترکش حسن مین اوسکی رہا تیر کوی

[illegible]

مسیحا برا بخیل تا نازل ہوئے
مخطوط ہوا روی جان بخش یار
نوازش سے دستک جلا حاصل ہوئے
آئے تو شی ہماری حاصل ہوئے
ہتی تماشے کے قابل ہوئے
رنگی دیدار کی حیرت جو حاصل ہوا
محکم ثابت قدم عشق کی بیمار ہوا
دم دیدار وہی نازنین

خزان میں بھی نہ چھٹا دامن چمن سے
بنا ہی نہ کچھ نقصان سے طلسم انکا
حباب سے بھی جو ہیں جیسیونکی آن میں نازک تر

ہوئی جو سوکھ کی کانٹا تو خار دست ہوئے
لب و تکلم ان ہوئی جو ہریان تیر دست ہوئے
نظر کی بھی جو لگی ٹھیس تو شکست ہوئے

تڑپ دکھا نہ ادھی بجر ماہی دل کی
غضب ہوا جو وہ تار نگاہ شست ہوئے

۶۲۹

اپنی اعمال سے بیرچین بہر دار ہوئے
گلفروشونکو نظر آئی جو اوسکے رخسار
ابروونکو ہوئی جنبش تو چلیں تلواریں
ناتوانی کے عنایت سے ہوئی نقش قدم
زخم سینے کی بہار آئی جو میں وسکو دکھا
کیا سلوک اپنی اقارب سے کریں آئینہ دل
کچھ نہیں فکر مساوات کی عالم میں یہاں
میں ہوں وہ عاشق لاغر کہ مجھی رہتی ہیں
اسقدر دشت محبت میں ہی سرگردان
کیا خرامان ہوا وہ گل کہ چلی باد بہار
ہر طرف لوگ تماشے کو کھڑی رہتی ہیں
اب تو عاشق سے نہ شرماؤ گلی سے لگ جاؤ

سو گئے تھے سر پہ جو دیوپ آئی تو بیدار ہوئے
کانٹونکی مول پھولونکی خریدار ہوئے
کبھی چمکی جو پلک پر چھینٹونکی وار ہوئے
تیرہ بختی کے سبب سایہ دیوار ہوئے
سبزے کانٹونکی بھی ہم رنگ زنگار ہوئے
آب پیکان سے کہاں تر لب فگار ہوئے
داغ کام آئی کبھی پھول جو درکار ہوئے
کوہ و در بھی ہوئی گھر بیٹھے جو نکلے غار ہوئے
چھلے پاؤں نہ کبھی راستے ہموار ہوئے
نقش پا پھول ہوئی اتنے گلزار ہوئے
ہم جو دیوانی ہوئی رونق بازار ہوئے
سبزہ آغاز ہوا روئیں نمودار ہوئے

قطعہ

سمجھ رزق سخن کو باغ سبز
تو یہ کہ ہریرے اے دل ہوئے
کسی گل کا دانہ ملا آج تک
کسی زلفوں کے بال حاصل ہوئے
مسلط ہوئے جان پر کالا ناگ
طبیعت جو زلفوں پہ مائل ہوئے
گئی کس سے سر سے بولا سے دور
یہ آندھی جب اوٹھی نہ زائل ہوئے

ردیف ی

اے شفق پکارا سحر وار ہو حاصل ہوئے
جسے صورت تیری حیران چمن
کہاں بلبلی ہی تیری سائل ہوئے
طبق تیری ہی ماری کا اثر ہے
بیگانگی ابی ماحاصل ہوئے
چمن میں دامان چلے ہو
بلبل جو دیکھا و ہی منفعل ہوئے

قطعہ

بیدرنگ صحرا سے کیا باغ میں
نکل آئے کے بیچ آنا
بہار آمد چمن میں غنچے کھلے
شبنم نے مقابل ہوئے
بیکار ہیں سکندر سے حاصل ہوئے
وہ بلبل جب اپنی گل ہوئے
بیعت کے بہار آئی بی

بنی جس میں زر غزل کے زمین		طبیعت جب اپنی محصّل ہوے
	رہی عمر بھر بحر طوفان میں نہ کشتی کبھی روبساحل ہوے	

۱۲۳۱

بچھڑ کر ملاقات مشکل ہوے
بدن میں نہ پھر روح داخل ہوے

محبت ہی دونوں طرف پر ہی فرق
کہیں داغ ٹھیری کہیں تل ہوے

گلو اداشہ تو اپر عمل ہو گیا
کسی دن جو یاروں کی محفل ہوے

چھری تیز رکھتی ہی وہ چشم مست
فرہ سے بطمی بھی بسمل ہوے

توانائی ایسے سفر کر گئے
کہ مضمون کو تحریک منزل ہوے

سماتے یہ آنکھوں میں محرم کی جام
کٹوری تری چشم محفل ہوے

ق

تری چشم بیمار کے دید سے
یہ تاثیر ای گل شمائل ہوے

کہ نرگس ہی زرد اپنی آنکھوں میں رخ
ہوا اوسکو یرقان انہیں سل ہوے

لبوں کا جو بوسہ لیا مر گئے
نصیبوں سے شکر ہلاہل ہوے

جھنکائی کنوئیں تو نے زہر جبین
فرشتوں کی بھی عقل زائل ہوے

نہ پوچھو پھڑکتی ہی کیوں میری آنکھ
کسے تیر مژگاں کے بسمل ہوے

رہی داغ بنکر مرے آنکھ میں
جو پتلی نہ اوس گال کا تل ہوے

ق

چلے سیکڑوں سے یہ حسرت لیے
نہ کیفیت وصل حاصل ہوے

نہ بنت العنب نے کیا اتحاد
کہ اپنی لہو میں نہ شامل ہوے

ہمیں خبر نہیں اہل چمن پہ کیا گذرے
سدا گلاب کی صحنے قلم ہوے نہ ہوے

دغا نہ کیجے گا اتنی بات کہتے ہیں
دل آپ لیجے قول و قسم بھی نہ ہوے

حباب وار جو دنیا میں بود و باش کی
مقیم اہل فنا کی دم بھی نہ ہوے

جدا ہوا جو کسی سے ہمیں تو کیا حاصل
خدا تو دوست ہی اپنا صنم ہوے نہ ہوے

کبھی دیکھ لی جو رنگ بدن تجھ سا ایک گل چمن
وہ خدا نے دی ہی سیلو ہین کبھی خلد ور ہوے

کبھی ایک روز نہ ہی غضب کیا غیر نے تجھ سے
کبھی ایک نسب شب وطرب مجھے عمر بھر ہوے

نہ مزا ملانہ پیٹ بھر ابھی ہر نوالہ زہر ہوا
تری خوان نعمت سے نہ لیا کبھی توشہ سفر ہوے

یہ طریق ہی مسافرونکا شام آیا صبح گیا
جو رہا ہی چند روز رہا یہ کسیکا گھر ہوے

کوئی سمجھی یا نہ سمجھی کہی ہین بعض عز قیبے
جو بات اوسنے چاہی ہوئی چاہی عمر بھر ہوے

رہا انتظار رہی ہا خار گل ہوا نہ کبھی
مری غنچہ خزان سے ہی کسی شاخ خشک تر ہوے

نہ ہوا سلیقہ رخت بدن نہ فرش کے اسپر چمن
مین خرید کہتا اپنا کفن مجھے قدر استقدر ہوے

بخدا یہ ہی فاسق بعید کوئی خاک ہی کہی چشم سپید
سو غیر جس نگہ سے ہی یہ وہ نگہ کبھی ادہر ہوے

نہ ڈر کسی سے یا کہ شیوہ شوق سے کچھ دو
ابھی تھی جلال قاضیونکو سرخ آب زر ہوے

کہو کیا کہا اوسنے الفو میرے کہتا تہا بری ہین سلوک
مجھے تم ذلیل کیا کوئی اور کوئی بات کار گر ہوے

۴۴۴

نقاب مین نہین بے وجہ منہ چھپائے ہوے
کسی غریب کا آئی ہین دل دکھائے ہوے

نہ پوچھو کسلیے آنسو ہین ڈبڈبائے ہوے
کسی جگہ سے ہم آئی ہین چوٹ کھائے ہوے

بنی گا داغ جگر ایکدن چراغ مراد
بتو سے ہم ابھی خدا سے ہین لو لگائے ہوے

جنہی ہے یار قمر چہرہ نے ضرور افشان
ستارے آج فلک پر ہین جھلملائے ہوے

بنا دیا مری قسمت نے پھول کو کانٹا
کھٹکتے ہین مری آنکھو مین وہ سمائے ہوے

بچا نہین کوئی گھایل تمہارے ابرو کا
یہ دونون نیمچے ہین سر مین جھپائے ہوے

بڑھی نہ جاؤ عذار و قدم بڑھائے ہوے

یہی خاک ہوکے بھی پہنچا اوسکی کوچے تک

سمجھ جو کہتی ہے آئی صبا اڑائے ہوے

خدا پناہ مین رکھی تمہاری پلکون سے

ستم کی فوج کھڑی ہے پرا جمائے ہوے

بھڑی جمال نہ ستی کو کچھ بدنام

ہزارون ہین لب شیرین پہ زہر کھائے ہوے

روشن ہوا چراغ تمنا نہ خلق سے
خالق سے لو لگائی جو بی آسری ہوئے

توقیر اب ہماری نہیں اونکے سامنے
وہ دن گئے کہ آپ تھے ہم اب اری ہوئے

جنبش سے داغ ہوئی کسر نفس سے
صرفہ زمین خاک پاک ہیں ہم بھی بھرے ہوئے

پیری میں یاد آئی جو کشت عدم تو کیا
کب بوئی تھی تخم عمل کب ہری ہوئے

خالی نہ دوستو نسبی وطن ہو دعا یہ ہے
تعویذ جسکی طرح رہیں گھر بھرے ہوئے

ہم بھی دیکھی چشمۂ الفت میں غرق ہیں
خضر اپنی زندگی میں ہیں جس پر مرے ہوئے

ای آہوان چشم صنم تمسے الحذر
پھولی کبھی چمن تمہاری چری ہوئے

جسدن فراق یار کا پانسا پلٹ گیا
ہم جی اوٹھینگے نرد کی صورت مری ہوئے

گولی کی تھی برسی مجھی تاکتی ہیں وہ
بندوق کیطرح ہیں وہ مجھسی بھرے ہوئے

یہ حال ہو تو لطف ملاقات خاک ہو
بھڑکی ہوئی وہ ہمسی ہم اونسی ڈری ہوئے

رونے سے بھی نہ سبز ہی کشت آرزو
ہم خار خشک ہی رہی جنگل ہری ہوئے

لیجا ہماری پاس بھی پنا یہ لعل داغ
مدت ہوئی ہی تیری نہ ہم سری ہوئے

فرمایا رحم رونی پر اوس سبزہ رنگ نی
ای بحر تخم اشک ہماری ہری ہوئے

۶۳۶

اسد رجہ ماہ رخ کی بلند اختری ہوئے
خورشید آسمانسے تجھی ہمسری ہوئے

مقبول بے نیاز چہل ہنبری ہوئے
درگاہ یار میں جو مری حاضری ہوئے

قرآن او ترا روی مخطط کیواسطے
اوسکے لب مسیح کو پیغمبری ہوئے

رسوا ضرور ہو نگا اوس ابرو کی عشق میں
بالای طاق ہی ہماری عزت دہری ہوئی

میں اس چمن میں بلبل حسرت نصیب ہوں
کلیاں نہیں ادھر تو ادھر بلی بری ہوئی

ای باغبان حسینوں کا پردہ ہی خوب ہی
قائل ہیں دونوں جو ہوئی پاپری ہوئی

کچھ پوچھیے نہ حال اسیران زلف کا
رکھ دین وہ اپنا ہاتھ اگر میرے سینے پر
اوٹھینگے آج ڈولیو پر چارپائیان
آزاد سے کلام خوش آمد بعید ہی
نادان نان بلب ہین تعجب جہان مین
دل گھر ہی بدگمانیو نکا اوسکی سمت سے
بلبل کے غم مین گل کا گریبان چاک ہی

برہانسے اجل سے انکے بھی تیغ ہنسی ہوے
اوتھون ال جگاو پھر آئین ہنسی ہوے
فتنے کی عطر سے ہین دو ٹپے لپٹے ہوے
کلمہ پڑہین وہ جو ہین قفس مین پھنسی ہوے
داناہین آسیای فلک مین پسی ہوے
وسواس در کو دیکھ کے سوسو پھنسی ہوے
رہنے دین دست لطف سے تیغ گوشی کسے ہوے

ای جگر کیا یہ حال بنایا ہی عشق مین
سو ہای سر بہ ہی ہوی گٹھری جیسی ہوے

جامۂ قدسی مین بھی آلودہ دامانی ہوے
جان صدقی کا کان موتی پر ایجانی ہوے
روز فرقت بھلی دیکھیے کی ایجانی ہوی
اونکے تختے تختہ تابوت ہمکو ہو گئے
ہمنے جب چشم خریدار سے دیکھا باغ کو
پتلیو نکو اوسی صورت نظر آنی لگے
دل دیا تا وانکو کیا جان دو بھی ہمین
داغ سوزان محبت سے ضیای قلب ہی

چاندسی پیرہن مین داغ پشیمانی ہوے
ایک قطرہ مین ہماری ناو طوفانی ہوے
عیدسی دن رشتے چلے اپنی قربانی ہوے
اونکی بسم اللہ ہماری فاتحہ خوانی ہوے
پھول جھنگی ہو گئے داغونکی ارزانی ہوے
جب ہوا دل آئینہ آنکھونکو حیرانی ہوے
دیدہ و دانستہ چکی سخت نادانی ہوے
شمع جب روشن ہوی فانوس نورانی ہوے

رباعیات

احباب سے کوئی ہمکو پیارا نہ ہوا
رنج انکا کسی وقت گوارا نہ ہوا

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

سمجھے رہی آپ کو بشر پا برکاب	طے منزل ہستی ہوی جاتی ہی شتاب
دو گھوڑونکی چوکی ہی پی عمر رواں	ابلق ہی شیب اور ادہم ہی شباب

ولہ

خم اگیا قد میں ابرو نکی صورت	سب لٹ گئی عضو گیسو نکی صورت
غم کھایا جوانی کا یہ مین نے ونزات	سب گر گئے دانت آنسو نکی صورت

ولہ

اللہ نے دکھائی ہین وہ پیاری رخسار	شادیسی ہین قمقمی ہمارے رخسار
ای یار تم آی کیا مرادین آئین	سنت کی چراغ ہین تمہاری رخسار

ولہ

دنیا کو سمجھ نہ کاروان یوسف	ای دوست یہ ہی دشمن جان یوسف
اپنا ہی یہانسے خوب آگاہ نہین	بہائی سب ہین برادران یوسف

ولہ

ہر وقت دگرگون ہی زمانی کا حال	دنسے جو مہینا تو مہینے سی ہی سال
امید سرتی کی تنزل مین رہی	ای کشتہ یاس ہی گھڑیوں مین گھڑیال

ولہ

کہتا ہون جو حال دل تو ہوتا ہون خجل	کرتا ہون جو ضبط آب ہوتا ہی دل
ایوا ای عجیب بلائی گھیرا ہی مجھے	گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل

ولہ

[illegible]

تعریف گزشتگان جو ہوتی ہی تو ہو
یہ رسم ہی مردی ہی کو سب لی ہین

ولہ

[illegible] عیب کی مدارا تین ہین
[illegible] ونزات ہی ملاقاتین ہین
باور نہین آتا ہے جو چاہو سو کہو
عاشق کو وہ منہ لگای یہ باتین ہین

ولہ

روشن ہے چراغ عشق پہ کہیں نہین
کیا آنکہ بلا ہین آنکہ کی مثل نہین
کرتی ہین وہ پتلیان اشارہ ہی ہو
لاہو مین ہی پہلوان تلون مثل نہین

ولہ

[illegible]

ولہ

ولہ

اسباب تجمل کی جو طیاری ہی
کیا فائدہ ناحق کی گرانباری ہی
غافل یہ جہان سر پہ دھرا [illegible]
جانا تجھی دور کی سفر بھاری ہی

ولہ

کیون کوچہ بکوچہ ٹھوکرین کھاتا ہی
کیون آگی کسیکی ہاتھ پھیلاتا ہی
علی کی طرح تو قناعت مین بیٹھ
رازق پتھر کو رزق پہونچاتا ہی

نعمت کی نہ دولت کی طلبگار رہو		دنیا کی حلاوتوں سے بیزار رہو
کھانا نہ فریب نفس امارہ کا		دشمن ہی گھات مین خبردار رہو

ولہ

دنیا مین یہ کچھ کساد بازاری ہی		تذلیل کمال اہل جوہر کی ہی
اندیشہ ہے سبکو آبرو ریزی کا		گوہر کی گرہ مین آبرو باندھی ہی

ولہ

افسوس پیام مرگ لائی پیری		دکھلاتی ہی شان جانگزائی پیری
کیسا یہ عصا قد خمیدہ کیسا		ہی تیر و کمان بدست آئی پیری

ولہ

جس وقت چلی یہ جان پیاری اپنی		یارونکو ہوئی دریغ یاری اپنی
دو گام دیا نہ چوب دستی نی بھی ساتھ		دنیا سے گئے چڑھی سواری اپنی

ولہ

ای رب کریم جب مرادم ٹوٹے		قزاق اجل متاع ہستی لوٹے
امید یہ ہی تیری عنایت سے مجھے		مجھسے نہ پنجتن کا دامن چھوٹے

ولہ

کیا رتبہ ہی عالمونکا اللہ غنی		یہ لوگ ہین نائب رسول مدنی
فرماتے ہین مصطفی یہ انکی حق مین		من اکرم عالماً فقد اکرمنی

ولہ

طالع رہے شوم بخت منحوس رہی
ارمانوں نے حسرتون سے مانوس رہی
کیا شیب و شباب سی اٹھا دیں ہی [illegible]
دونون مری ہاتھون کف افسوس رہی

ولہ

انسان مین عقل نور یزدانی ہی
یہ نور نہین تو پھر پشیمانی ہی

رباعیات

افزائش عقل ہین [illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]

تمت

از مصنف عفی اللہ تعالیٰ

تقریظ از منشی امیر اللہ صاحب تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

بحر معانی اوس سخن آموز ازل کے فیض حمد سے پر جوش ہی کہ رو برو دریای رحمت اوسکے
ہفت قلزم ربع مسکون نے رتبہ قطرۂ شبنم کا پایا اور نکتہ دانی الفصیح عرب و عجم کے نعت اور منقبت آل اطہار
اور صحابہ کبار سے پر تاب ہی کہ جنکے ضیا سے ایک ایک سیپارۂ نثر و نظم شش جہت کو پیمانۂ نور بنایا
بعد اسکے ثنا ہی عالم سمجھائی گویا سخن دانان ربانی یعنی ام شہرستان فوق سلیم شیخ امیر اللہ تسلیم شاگرد
نسیم دہلوی مغفور گوش یاران فن کو مژدۂ تازہ سے مرہون منت کرتا ہی اور دل ارباب سخن کو نوید راحت
افزا سے گنجینۂ مسرت کرتا ہی یعنی لوح طلسم ناز خیالی سرنامہ دفتر مضامین عالی دیوان فیض بنیان مصنفہ
سحبان زمان حسان دوران فرمان فرمای اقلیم شعر بیانی شہنشاہ جہان شیرین زبانی جناب شیخ
امداد علی صاحب تخلص بحر شاگرد رشید خداوند سخن عیسی فن شیخ امام بخش ناسخ
مطبع مصطفائی شہر لکھنؤ محلہ محمود نگر میں بتاریخ انتیسوین شعبان ۱۲۸۵ ہجری میں چھپکر اختتام
کو پہنچا بکمال خوبی و زیبائی سے سرمۂ چشم مردمان اولی الابصار ہوا سبحان اللہ عجب کلام
تاثیر فزا ہی اگر دیباچۂ دفتر حسن و عشق کہیے تو بجا ہی بلاغت کو فکر رسا پر ناز ہی فصاحت
زبان سے دو سہارا ہی محاورے کے چھپے استعمال مرغوب تحقیق لغت و صحت الفاظ بہت بہ آمد ہی
مناسبات سے مالامال ہی بندش اور چسپی استعارہ و اصطلاح کا سبطرح خیال مصرع بالا بر
مہوشان کے کمال خوش نمائی میں بڑھ کر نقطہ نقطہ خال خورشید رویان حرف حرف گیسوئے مہرویان
سواد سطر زلف شب تمنا کا گمان ہی بیاض صفحہ سے روشنی رخسار صبح نوروز نمایان ہے
کاغذ صورت آئینہ آسمان روشن جدول نہر کہکشان کا جواب ہی واقعی یہ دیوان یادگار ہی انتخاب روزگار ہے

از مولوی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

قطعۂ تاریخ طبع دیوان

از جناب وارث علیخان رضا تخلص شاگرد مصنف

ما فہم شاعر نامی اندو ہم استاد
فصیح و بلیغ و سحر بیان

ہم چست بندش محاورات درست
نو مضامین نظم و شستہ زبان
این سن انطباع ما فہم بگو
خوب ای بحر طبع شد دیوان ۱۲۸۵

ایضاً

شد زبان قدردان قاصر بیان تعریف نظم
جسکے بدل تصنیف عالی این زمان نایاب ست
این چنین انطباع ای فہم بخوش گفتند خضر
چشمہ آب بقا دیوان بحر از طبع است ۱۲۸۵

ایضاً

مضامین و بندش چو دیدند صاف
جہان شد ز نظم این ثنا خوان بحر
سن طبع ہاتف چنین گفت فہم
ہم فیض نایاب دیوان بحر ۱۲۸۵

از مرزا غیرات علیخان صاحب نجم تخلص نبیرہ حمید بیگخان مغفور

دیوان جناب بحر کامل اوستاد	تازہ مضمون کلام شیرین نطق مطبوع
اشعار بآب وتاب سلک گوہر	گوہر افشانی مضامین مطبوع
طوطی شگفتہ نطق طبعم سالش	گفتا شدہ بوستان رنگین مطبوع ۱۲۸۵

از میر وزیر صاحب نور تخلص شاگرد مرزا محمد رضا برق

وہ جناب بحر کا جو دیوان ہے چھپا	کس ہنر سے کردیا ہی مرحلہ مشکل طی
نور نے کیا طبع کی تاریخ ستودہ کہے	بحر کا دیوان عکس چشمہ خورشید ہے ۱۲۸۵

از جناب منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر تخلص رئیس فرخ آباد شاگرد مصنف

طبع چو شد نسخہ دیوان بحر	یافت از فیض سخن کائنات
گفت چنان مصرع سالش صفیر	ہست ہمہ چشمہ آب حیات ۱۲۸۵

از مرزا باقر حسین صاحب خلف مرزا آغا حسین بلیغ تخلص شاگرد صفیر

گفت مطبوع یہ مجموعہ بحر	داد ہو صد لطف زبان ہو سے
سال تاریخ بلیغ کم گو	طبع شد بحر فصاحت اعلی ۱۲۸۵

از منشی میر طاہر صاحب خلف منشی اطہر علی صاحب طاہر تخلص شاگرد صفیر

لکھنؤ میں جو تکلف سے تمام	حضرت بحر کا دیوان چھپا
سال تاریخ کہا طاہر نے	آج یہ نظم کا دریا دیکھو ۱۲۸۵

تمام شد باہتمام محمد عبد الرحمن خان مرحوم در مطبع مصطفائی
واقع محلہ ... لکھنؤ

التماس

کوئی صاحب اس دیوان کو بدون
اجازت ... چھاپنے کا قصد ...

Checked
1987

چمک کا نہین وہ دکھاتی ہی بجلی
کہ بجلی سے کہہ ہی ہوش اڑاتی ہی بجلی

حرارے نہ زلف لاتی ہے بجلی
شرارت کے بادل اڑاتی ہی بجلی

پھڑک جسم مین ایسی ہوتی نہین ہی
دوپٹے تلے کوندجاتی ہی بجلی

جو ذرہ تڑپ اپنی دلکی دکھاؤن
ابھی دست بیعت بڑھاتی ہی بجلی

بکاؤ فغان دشمن قصر دل ہین
گراتی ہی بارش جلاتی ہی بجلی

کہان تیری شوخی رفتار اوسمین
گری پڑتی ہی لڑکھڑاتی ہی بجلی

ترے پتلیوںسی گھٹائین خجل ہین
نگاہ فنسی آنکھین چراتی ہی بجلی

دوپٹی کی پیچھے پر آنکھین ٹنکی ہین
کسے اپنا لچکا دکھاتی ہے بجلی

یہ بادل لڑینگے مری چشم تر سے
کسے اپنا کڑکا سناتی ہی بجلی

کوئی انمین ہمدرد اپنا نہین ہی
نہ پیاری ہین بادل نہ بہاتی ہی بجلی

جو روون گھٹا ہوتی ہی نیلی پیلی
جو تڑپون تو تیوری چڑھاتی ہی بجلی

دکھاؤ ذرا آستینونکے بوٹے
بہت اپنی بغلین بجاتی ہے بجلی

تڑپ اسکی ای ہجر اوسمین کہان ہے
مری آہ کا منہ چڑہاتی ہے بجلی

۴۹۱

اپنی سزا کو پہنچی تمہاری جگہ جلے
ایسے لگی کہ پہر نہ کبھی عمر بھر جلے

مارا شب فراق نے مجکو ہزار حیف
گھی کے چراغ آج رقیبونکی گھر جلے

تقدیر لائی چنگل صیاد مین سمجھے
جب آتش چمن ہی نہ یہ مشت پر جلے